ہفت روزہ
الجمعیۃ
نئی دہلی
جلد: ۳۵ شمارہ: ۲۳ ۱۰؍تا۱۶؍جون ۲۰۲۲ء — ۹؍تا۱۵؍ذی قعدہ ۱۴۴۳ھ
Year-35 Issue-23 10 - 16 June 2022 Page 16

۲۸-۲۹؍مئی ۲۰۲۲ء کو منعقدہ

مجلس منتظمہ

جمعیۃ علماء ہند کا دو روزہ

کامیاب اجلاس

انشاء اللہ ملک کیلئے سنگ میل ثابت ہوگا

ملک کے موجودہ حالات کے تناظر میں مجلس منتظمہ کے اجلاس میں جو تجاویز منظور کی گئی ہیں وہ بلاشبہ جمعیۃ علماء ہند کے مقاصد و اہداف کا عکس جمیل ہیں، ہمیں امید ہے کہ ملک کے عوام ان پر خاص توجہ دیں گے۔

محمد سالم جامعی

جمعیۃ علماء ہند ہندستانی مسلمانوں کی ایک فعال و متحرک تنظیم ہے جس کا مقصد حریم ملت اسلامیہ کی پاسبانی کے ساتھ ساتھ اسلام، شعائر اسلام، مسلمانوں کی دینی و شرعی رہنمائی، دینی و عصری تعلیم کا فروغ، قومی اتحاد، مسلمانوں کے معابد و مقابر کی حفاظت اور ہر قسم کے نسلی و مذہبی امتیاز کے خاتمہ کی پرعزم جدوجہد ہے۔

جمعیۃ علماء ہند کا قیام ۱۹۱۹ء میں عمل میں آیا۔ وہ دن ہے اور آج کا دن، جمعیۃ علماء ہند اپنی اس ایک سو چار سالہ زندگی میں مسلسل اپنے ان مقاصد و اہداف کے حصول کے لیے سربکف میدانِ عمل میں ہے۔ جمعیۃ علماء ہند نے ملک کی آزادی کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، اس کے رہنماؤں نے قید و بند اور کالے پانی کی صعوبتیں برداشت کیں۔ مقصد صرف اور صرف ہندستان میں اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی، اسلام، شعائر اسلام کا تحفظ اور ملک کو غلامی سے نجات دلانا تھا، اسے اس بات کا شدت کے ساتھ احساس تھا کہ اگر ملک کی آزادی کیلئے جدوجہد میں میں کسی تساہل سے کام لیا گیا تو نہ صرف تمام ہندستانی، ان کا تعلق خواہ کسی مذہب یا ذات سے ہو، غلامی کی زندگی گذارنے پر مجبور کردیئے جائیں گے بلکہ خدا کی اس وسیع اور خوبصورت سرزمین پر اسلامی شوکت و عظمت بھی دفن ہوکر رہ جائے گی۔

(باقی صـ۳ پر)

اندر پڑھئے
• مسلمانوں کی تعلیمی صورتحال - ایک لمحۂ فکریہ صـ۵
• جمعیۃ علماء ہند: ایک صدی سے زیادہ کا سفر صـ۸
• جمعیۃ علماء ہند: فکر و عمل کے کچھ درخشاں پہلو صـ۹
• عقیقہ - اولاد سے تکلیفیں دُور کرنے کا نبوی نسخہ صـ۱۰

فلسطین- فلسطینی پرچم برداروں کو سزا دینے کے لئے اسرائیل میں قانون سازی

اسرائیلی کابینہ میں قانون سازی کے امور کی ذمہ دار کمیٹی نے ایک مسودہ قانون کی منظوری دی ہے جس میں اسرائیلی حکومت کے فنڈز سے چلنے والے اداروں یا یونیورسٹیوں میں فلسطینی پرچم لہرانے پر پابندی عائد کی جائے گی۔ دوسری طرف فلسطینی قیادت نے گذشتہ شام ایک ہنگامی اجلاس منعقد کیا جس میں یروشلم میں اسرائیلی اقدامات کا جواب دینے کے لیے جوابی آپشنز پر تبادلہ خیال کیا گیا۔

قانون ساز کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ دائیں بازو کی لیکوڈ پارٹی مجوزہ بل کو ابتدائی بحث اور اس کے بعد کیسٹ (پارلیمنٹ) میں اس پر رائے شماری کے لیے پیش کیا گیا۔ اس منصوبے کا آغاز یروشلم میں اسرائیلی پرچمی مارچ کے ساتھ ہوا، جس میں مسجد اقصیٰ میں دراندازی اور فلسطینیوں کے خلاف اسرائیلی افواج اور آبادکاروں کے حملوں کے غیر معمولی واقعات دیکھے گئے۔ اسرائیلی میڈیا کے مطابق اس بل میں تجویز دی گئی ہے کہ اسرائیلی فنڈز سے چلنے والے ادارے میں دشمن ریاست یا فلسطینی اتھارٹی کی نمائندگی کرنے والے پرچم لہرانے پر اس کے مرتکب کو آئین کے آرٹیکل ۲۱، اور ۳۲۲ مجریہ ۱۹۷۵ء کے تحت ایک سال قید اور ۳۰ ڈالر جرمانہ یا ایک ساتھ دونوں سزائیں دی جائیں گی۔ تجویز پیش کرنے والے رکن کنیسٹ ایل کوہن نے کہا کہ جو شخص خود فلسطینی کہتا ہے وہ غزہ چلا جائے۔ ہم اسے یک طرفہ سفر میں مدد بھی کریں گے۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ تجویز اس لیے دی گئی ہے تا کہ آئینی اور غیر آئینی احتجاج میں فرق کیا جاسکے۔ جو لوگ اسرائیل کو تسلیم نہیں کرتے اور مخالف گروپ کے جھنڈے لہراتے ہیں وہ اسرائیل کے لیے خطرہ ہیں۔ کوہن نے مزید کہا کہ عرب شہریوں کو بھڑکانا بند ہونا چاہیے۔ وہ بجٹ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور ساتھ ہی اسرائیل کے خلاف سرگرمیاں منظم کرنا اور اس کی خودمختاری کی خلاف ورزی کرنا چاہتے ہیں۔ اسرائیل کی انتہائی دائیں بازو کی مذہبی صیہونیت پارٹی سے تعلق رکھنے والے کنیسٹ کے رکن سمچا روٹمین نے کہا کہ یہ فلسطین کا جھنڈا نہیں ہے، بلکہ فلسطین لبریشن آرگنائزیشن کا جھنڈا ہے۔ دوسری جانب اسرائیل کی میرٹز پارٹی کے رکن پارلیمنٹ موسیٰ راز نے بل کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ یہ قانون اس لیے لایا جا رہا ہے کیونکہ اب تک جو کچھ بھی سنا گیا وہ جھوٹ تھا۔ مجھے نہیں معلوم کہ فلسطین لبریشن آرگنائزیشن کا جھنڈا کیا ہے۔ اسرائیل کی ریاست میں فلسطینی پرچم بلند کرنا جائز ہے۔ فلسطینی قیادت نے بیت المقدس میں اسرائیلی خلاف ورزیوں پر تبادلہ خیال کرنے کے لیے صدر محمود عباسی کی سربراہی میں ایک ہنگامی اجلاس منعقد کیا جس میں اسرائیل کی جانب سے فلسطینیوں کے خلاف بڑھتی جارحیت کے جواب میں بڑے اقدامات کی توقع کی جارہی ہے۔

باخبر ذرائع نے الشرق کو بتایا کہ یہ اجلاس بیت المقدس میں ہونے والی سنگین خلاف ورزیوں پر بات کرے گا۔ فلسطینی اتھارٹی کا کہنا ہے کہ اسرائیلی حکومت نے دسیوں ہزار آباد کاروں اور یہودی انتہا پسندوں کو مقبوضہ مشرقی یروشلم پر حملہ کرنے اور فلسطینی شہریوں کو ہراساں کرنے کی اجازت دی۔ مسجد اقصیٰ پر دھاوا بولنے میں مدد کی اور مسجد اقصیٰ اور مشرقی بیت المقدس میں انتہا پسند یہودیوں کے نام نہاد فلیگ مارچ کی اجازت دی گئی۔ ذرائع نے انکشاف کیا ہے کہ فلسطینی قیادت نے اس اجلاس میں ان خلاف ورزیوں کا جواب دینے کے لیے بھرپور اقدامات پر غور کیا۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ امریکی انتظامیہ نے فلسطینی ایوان صدر کے ساتھ رابطے کیے ہیں اور اس پر زور دیا ہے کہ وہ ایسے اقدامات نہ اٹھائے جس سے اسرائیلی فریق کے ساتھ کشیدگی میں اضافہ ہو۔ امریکی انتظامیہ نے حالات کو پرامن رکھنے کے لیے ہر ممکن کوششیں کرنے اور تعاون کا یقین دلایا۔ ذرائع نے بتایا کہ امریکی حکام نے صدر عباسی کو بتایا کہ وزیر خارجہ بلنکن اسرائیلی فریق سے رابطہ کریں گے تا کہ بیت المقدس میں ہونے والے واقعات کا اعادہ روکا جاسکے۔

افغانستان: طالبان انتظامیہ نے ملک گیر خشخاش کی کاشت اور پیداوار پر پابندی عائد کردی

افغانستان کی عبوری طالبان انتظامیہ کے ترجمان بلال کریمی کا کہنا ہے کہ منشیات کی کاشت اور پیداوار پر پابندی کے بعد خشخاش کے کھیتوں کو بھی تباہ کر دیا جائے گا۔ بلال کریمی نے کہا کہ طالبان انتظامیہ منشیات کے خلاف جنگ میں پرعزم ہے اور وہ کسانوں کے لیے متبادل تلاش کر رہے ہیں۔ یہ بتاتے ہوئے کہ منشیات کی صنعت پر پابندی کا مذہبی پہلو بھی ہے، کریمی نے کہا کہ یہ حتمی اور آخری فیصلہ ہے۔ افغانستان میں منشیات کی پیداوار کے شاکی ممالک سے مطلوبہ تعاون نہ ملنے کا ذکر کرنے والے کریمی نے بتایا کہ خشخاش کے بارے میں کیے گئے فیصلے پر قطعی عمل ہوگا، اب خشخاش پیدا کرنے والے کھیتوں کو تباہ کر دیا جائے گا۔ ماضی میں منشیات کی ملک میں پیداوار پر شکایت ہونے والے ممالک اب خشخاش کے متبادل کو پیش کرنے کے معاملے میں ہم سے تعاون کریں۔ خیال رہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ مقدار میں افیوم پیدا کرنے والے ممالک میں افغانستان پہلے نمبر پر ہے۔ پوست سے حاصل کی گئی افیوم یورپ اور متحدہ امریکہ سمیت آسٹریلیا تک وسیع جغرافیہ میں فروخت کے لیے پیش کی جاتی ہے، یہ صورتحال عالمی برادری میں شدید بے چینی کا باعث ہے۔ طالبان انتظامیہ نے ماہ اپریل میں ایک فیصلے کے ساتھ ملک بھر میں ہر قسم کی نشے کی ادویات کے استعمال، تجارت اور پیداوار پر پابندی عائد کردی اور اس فیصلے کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی اور سزا دینے کا اعلان کیا تھا۔

سعودی عرب میں رینگنے والے سمندری جانداروں کی ۸۰ ملین سال پرانی باقیات دریافت

سعودی عرب کے مغرب میں رینگنے والے سمندری جانداروں کی لاکھوں سال قبل کی باقیات کی دریافت نے ماہرین آثار قدیمہ کو حیران کر دیا ہے۔ بحیرہ احمر ڈویلپمنٹ کمپنی کے اعلان کے بعد سعودی جیولوجیکل سروے کی شراکت سے مملکت میں سب سے بڑے سروے پروجیکٹ کے دوران یہ باقیات ملیں۔ اس منصوبے کے تحت کیا جانے والی کھدائی کے دوران سمندری چھپکلی کی ہڈیاں دریافت ہوئیں۔ ماہرین کے خیال میں یہ ہڈیاں ۸۰ ملین سال قبل موجود جانداروں کی ہیں۔ اس منصوبے کے دوران کھدائی کے پہلے دس دنوں میں یہ پیش رفت سامنے آئی۔ ریڈسی ڈیولپمنٹ کمپنی کے سی ای او جان پاگانو نے کہا کہ ایڈونچر کی روح ہمیشہ دریافت کے جوہر سے وابستہ رہی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ یہ جگہ پہلے سے ہی سعودی عرب میں زیر آب آثار قدیمہ کی کھدائی کا مرکز رہی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ ارضیاتی سروے سے پتہ چلتا ہے خشکی پر دریافت ہونے والے یہ فوسلز لاکھوں سال قبل زیر آب تھے۔ یہ دریافت اس بات کا واضح اشارہ ہے کہ اس خطے میں زندگی لاکھوں سال پہلے بھی موجودی۔ پاگانو نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے مزید کہا کہ یہ شراکت داری کمپنی کے پختہ عزم کی توسیع ہے جو ایک رئیل اسٹیٹ ڈویلپمنٹ کمپنی ہے۔ یہ کمپنی ان موجودہ قدرتی خزانوں کو تلاش کرنے، ان کی حفاظت کرنے اور انہیں انتہائی مناسب طریقے سے دنیا کو دکھانے کے لیے کوشاں ہے۔ انہوں نے مملکت سعودی عرب کی 'پیالیونٹولوجی' میں بڑھتی ہوئی دلچسپی کا حوالہ دیتے ہوئے امید ظاہر کی کہ یہ نئے کام ساحل سمندر کے قریب دفن قدیم ورثے کی دریافت کو فروغ دینے کی ایک اضافی وجہ ہوں گے۔ قابل ذکر ہے کہ بحیرہ احمر کی ترقیاتی کمپنی منفرد ارضیاتی اہمیت کے حامل علاقوں کی نشاندہی کرنے کے لیے اتھارٹی کے ساتھ کام جاری رکھے ہوئے ہے جو جزیرہ نما عرب کی بھرپور قدرتی تاریخ کو دریافت کرنے میں بحیرہ احمر کی پائیدار منزل کی طرف سے پیش کردہ سیاحتی تجربات میں اضافہ کرے گی۔

مسجد قبا کی توسیع کا کام شروع، ۶۶ ہزار نمازیوں کی ہوگی گنجائش

مسجد قبا، جسے اسلامی تاریخ کی پہلی مسجد بھی کہا جاتا ہے، کی توسیع کا کام تیزی سے جاری ہے۔ چند برسوں سے کورونا وائرس کے باعث عائد پابندیوں کی وجہ سے حرمین شریفین کے علاوہ دیگر اہم اور تاریخی مساجد پر زائرین کی آمد بند تھی، تاہم رواں برس رمضان المبارک سے قبل عمرہ ویزوں کا اعلان ہوتے ہی ارض مقدس پر عازمین عمرہ کی ریکارڈ تعداد نظر آئی۔ اب جبکہ سیزن کا آغاز بھی ہو چکا ہے اور آئندہ ہفتے سے مختلف ممالک سے پروازیں شروع کی جارہی ہیں، اسی تناظر میں سعودی حکام نے حرم مکی و حرم مدنی کے علاوہ دیگر تاریخی مقامات اور مساجد پر بڑی تعداد میں آنے والے افراد کا ہجوم کنٹرول کرنے کے لیے ٹھوس منصوبہ بندی کی ہے۔ اسی سلسلے میں مسجد نبوی سے تقریباً تین کلومیٹر کے فاصلے پر واقع مسجد قبا کی توسیع کا کام جاری ہے۔ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے بعد مسجد قبا اہم مقام ہے، جہاں زائرین کی بڑی تعداد اس تاریخی مسجد کو دیکھنے اور وہاں نماز کے لیے حاضر ہوتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے "مسجد قبا میں دو رکعت نماز پڑھنے کا ثواب ایک مقبول عمرہ کے ثواب کے برابر ہے۔ سعودی حکام کے مطابق مسجد قبا کی توسیع مکمل ہونے کے بعد یہاں ۶۶ ہزار نمازیوں کی گنجائش ہوگی جبکہ اس کا کل رقبہ ۵۰ ہزار اسکوائر میٹر ہوجائے گا جو موجودہ حدود سے دس گنا زیادہ ہے۔

دریچۂ پاکستان — شیخ خالد زاہد

شیطانی چکر سے کیسے نکلا جائے؟

آج ایک غیر یقینی صورت حال نے پاکستان کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ سوشل اور الیکٹرانک میڈیا کا استعمال کرتے ہوئے تباہی کے نقیب من گھڑت، منفی، جزوی اور متعصّبانہ خبریں پھیلا رہے ہیں۔ ان کی ارزاں کردہ بے بنیاد کہانیوں اور غیر حقیقی اعداد و شمار اور ڈیفالٹ، دیوالیہ پن اور سری لنکا کے ساتھ مماثلت کی پیشین گوئیوں نے ایکویٹی، قرض اور کرنسی کی مارکیٹ کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ بین الاقوامی منڈیوں میں پاکستانی بانڈز پر کریڈٹ ڈیفالٹ ریٹ کے غیر معمولی بلندی طرف جانے سے ان منڈیوں کو استعمال کرنا مشکل ہو رہا ہے۔ تاہم، کسی کو تو ملمع کاری کے بغیر حقائق اور درست اعداد و شمار پیش کرنے چاہئیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمیں بہت زیادہ کرنٹ اکاؤنٹ خسارے کا سامنا ہے جو ہماری شرح مبادلہ اور اس کے نتیجے میں شرح سود پر دباؤ ڈال رہا ہے۔ براہِ راست غیر ملکی سرمایہ کاری نہ آنے اور قرض کی بھاری بھرکم رقوم کی ادائیگیوں کے لیے ہمیں قلیل مدتی اور تجارتی دونوں طرح کے قرضے لینا پڑتے ہیں۔ اس سے ہمارے پہلے سے موجود قرضوں کے حجم میں اضافہ ہوتا ہے اور ہمارے زرمبادلہ کے ذخائر میں بھی کمی آتی ہے۔ زرمبادلہ کے ذخائر کم ہوتے ہوتے صرف چھ ہفتوں کی درآمدات کے لیے رہ گئے ہیں۔ اس کی وجہ سے کرنسی کی قدر مزید گرنے کی پیش گوئی کرنے والے اس کھیل میں شامل ہو جاتے ہیں جس سے کرنسی کی مارکیٹ مزید دباؤ کا شکار ہو جاتی ہے۔ مہنگائی کی شرح معمول سے تجاوز کر گئی ہے اور گزشتہ چار برسوں میں قیمتوں میں چالیس فیصد اضافہ محدود آمدنی والے افراد کی زندگی مشکل بنا رہا ہے۔ یہ تشویش ناک معاملات ہیں اور ان سے احتیاط و تدبر سے نمٹا جانا چاہئے تاکہ تجارت کا توازن مزید نہ بگڑنے پائے۔ گزشتہ دو برسوں میں شرح نمو تقریباً چھ فیصد رہی، زرعی اجناس کی مقامی قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے زرعی آمدنی میں گزشتہ سال ۱۱۰۰؍ارب روپے کا اضافہ ہوا، کارپوریٹ منافع تقریباً ۵۰ فیصد بڑھ گیا۔ بیرونی ممالک سے بھجوائی گئی رقوم میں پانچ سے چھ سو ارب روپوں کا اضافہ ہوا۔ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے تحت غریب گھرانوں میں دو سو ارب روپے تقسیم کیے گئے۔ اس اضافی قوت خرید کے نتیجے میں مینوفیکچرنگ میں دس فیصد اضافہ، روزگار کی بلندی، نجی شعبے کے قرضوں کی غیر معمولی مانگ اور غربت میں کمی آئی ہے۔ اشیا کی برآمدات میں ۲۵ فیصد اضافہ ہوا ہے۔ آئی سی ٹی کی برآمدات دوگنی سے زیادہ ہوگئی ہیں۔ ایف بی آر کے ریونیو میں ۳۰ فیصد اضافہ ہوا ہے جو پہلے کبھی حاصل نہیں کیا گیا۔

یہاں یہ یاد کرنا برمحل ہوگا، خاص طور پر نوجوان نسل کی اطلاع کے لیے، کہ پاکستان اس طرح کے بحران کا سامنا پہلی مرتبہ نہیں کر رہا۔ گزشتہ بیس برسوں کے دوران ہمیں ۹۹-۱۹۹۸ء، ۹-۲۰۰۸ء، ۲۰۱۳ء اور ۲۰۱۸ء میں ایسے ہی یا ان سے بھی بدتر حالات کا سامنا رہا۔ ۱۹۹۸ء میں جوہری تجربے کیے گئے۔ پاکستان میں موجود شہریوں اور غیر مقیم پاکستانیوں کے گیارہ ارب ڈالر کے زرمبادلہ کے کھاتوں کو منجمد کر دیا گیا۔ مغربی ممالک کی طرف سے عائد پابندیوں کے باعث معیشت کو شدید نقصان پہنچا۔ دسمبر ۱۹۹۹ء تک پاکستان کے پاس اتنا زرمبادلہ نہیں تھا کہ کیماڑی کے باہر لنگر انداز تیل کی ترسیل کے لیٹر آف کریڈٹ کو کلیئر کر سکے۔ قابل استعمال زرمبادلہ کے ذخائر صرف ۳۰۰ ملین ڈالر رہ گئے تھے جو ایک ہفتے کی درآمدات کو پورا کرنے کے لیے بمشکل کافی تھے۔ اکتوبر ۱۹۹۹ء میں مشرف کے حکومت کا تختہ الٹنے کے بعد مزید اقتصادی پابندیاں لگائی گئیں۔ ملک آج سے کہیں بدتر حالت میں تھا جس کا ہم سامنا کر رہے ہیں۔ موجودہ نوجوان آبادی کی اکثریت پیدا نہیں ہوئی تھی یا وہ بچپن کے مرحلے میں تھی اس لیے وہ اس وقت کی تباہ کن صورتحال سے واقف نہیں۔ ان کے لیے بجا طور پر موجودہ معاشی صورتحال ایک ناگوار تجربہ ہے۔ معیشت نے لچک دکھائی، ملک نے بحالی کی طرف قدم اٹھایا، ۲۰۰۸ء تک زرمبادلہ کے ذخائر بڑھ کر ۱۶٫۵ بلین ڈالر ہو گئے جو چھ ماہ کی درآمدات کے مساوی تھے۔ برآمدات ۸٫۶ بلین ڈالر سے دگنی ہو کر ۱۷ بلین ڈالر ہو گئیں اور سات میں سے تین برسوں میں کرنٹ اکاؤنٹ سرپلس تھا۔ بیرونی قرضوں/ جی ڈی پی کا تناسب ۴۷٫۶ فیصد سے کم ہو کر ۲۷٫۸ فیصد ہو گیا۔ ۲۰۰۷ء تک براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری کی آمد پانچ بلین ڈالر سے زیادہ تھی۔ جی ڈی پی کی شرح نمو چھ فیصد سے بلند تھی۔ ملک نے آئی ایم ایف پروگرام کو شیڈول سے پہلے کامیابی سے مکمل کیا اور آخری دو قسطیں نہیں لیں کیوں کہ ان کی ضرورت نہیں تھی۔ ان لوگوں کے برعکس جو ان کامیابیوں کو دہشت گردی کے خلاف جنگ کے خاتمے سے منسوب کرتے ہیں، شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ اگرچہ پابندیوں کے اٹھائے جانے اور اتحادی افواج کی حمایت کی وجہ سے آنے والے مالیاتی بہاؤ نے اخراجات کی واپسی میں مدد کی لیکن یہ میکرو اکنامک استحکام تھا جس نے عوام اور ملکی اور غیر ملکی سرمایہ کاروں کا اعتماد بحال کیا۔ اس کے بعد ۲۰۰۸ء کے عالمی مالیاتی بحران کے ساتھ ساتھ نگراں حکومت کی جانب سے تیل اور اشیائے خورد و نوش کی درآمدی قیمتوں میں ہونے والے اضافے کو صارفین تک منتقل نہ کرنے کے بدقسمت فیصلے نے ۲۰۰۸ء میں ایک اور بحران پیدا کیا۔ بحرانوں کی تاریخ بتاتی ہے کہ یہ ہر بار اس وقت رونما ہوتے ہیں جب ہم مجموعی طلب میں اضافے کا مشاہدہ کرتے ہیں کیونکہ معاشی ترقی کی وجہ سے قوت خرید میں اضافہ ہوتا ہے۔ جب فی کس آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے، کاروبار پھیل رہے ہوتے ہیں اور لوگ زیادہ خریداری کرتے ہیں۔ دوسری طرف ملک میں پیٹرولیم یا تیار شدہ مصنوعات، مشینری اور آلات، کیمیکلز، لوہا اور اسٹیل، صنعت کے لیے خام مال حتیٰ کہ دالوں، سبزیوں کا تیل، خشک دودھ بھی پیدا کرنے کی اتنی صلاحیت نہیں۔ چونکہ گھریلو پیداواری صلاحیت اس طلب کو پورا کرنے سے قاصر ہے، اسلئے درآمدی بل بڑھ جاتا ہے۔ سامان اور خدمات کی برآمدات سے حاصل ہونے والی آمدنی، محنت کش افراد کی ترسیلات زر اور براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری بھاری بھرکم درآمدی بل سے کہیں کم رہ جاتی ہے۔ اس طرح ادائیگیوں کا توازن بگڑ جاتا ہے۔ اس سوال کو حل کرنے کی ضرورت ہے کہ اس شیطانی چکر سے کیسے نکلا جائے؟

ہم وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے درمیان ہم آہنگی، تکمیلی اور مستقل مزاجی لانے کے لیے جو ادارہ جاتی انتظام تجویز کرتے ہیں۔ اس کے لیے آرٹیکل 156 کے تحت قومی اقتصادی کونسل آرٹیکل کو مزید موثر بنایا جائے۔ قابل اعتماد نجی شعبے کی تنظیموں کے ساتھ پیشگی مشاورت کی جانی چاہیے۔ متفقہ اقتصادی اور شعبہ جاتی ایجنڈے پر پیشرفت کا جائزہ لینے اور نگرانی کے لیے قومی اقتصادی کونسل کو ہر سہ ماہی میں ملاقات کرنی چاہئے اور جہاں ضرورت ہو اصلاحی اقدامات کرنا چاہئیں۔

ہفت روزہ
الجمعیۃ
نئی دہلی
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

مجلس منتظمہ جمعیۃ علماء ہند کا دوروزہ کامیاب اجلاس

بقیہ صفحہ اوّل

اس تلخ حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ آزادی سے پہلے انگریزی سامراج کا اصل نشانہ اسلام اور مسلمان ہی تھے، اسے بجاطور پر یہ احساس تھا کہ چونکہ اقتدار مسلمانوں سے چھینا گیا ہے اس لیے مزاحمت بھی انھیں کی طرف سے ہوسکتی ہے، اس کے لیے اس نے جہاں سیاسی وسماجی سطح پر مسلمانوں کو یکہ وتنہا کرنے کی کوشش کی اوران کے حوصلہ اورعزم کے لیے ایک چیلنج پیش کیا وہیں اس نے اسلام اور شعائر اسلام، ہندستانیوں کے باہمی روایتی اتحاد اور اسلامی شریعت پر حملے کرکے ان کی غیرت وحمیت کو بھی للکارنے کی کوشش کی اور یہ کہنا کوئی مبالغہ نہ ہوگا کہ یہ جمعیۃ علماء ہند ہی ہے جس نے ہر محاذ پر اس انگریزی سامراج کا منہ توڑ جواب دیا جس کی مملکت میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ اس طرح حریم ملت اسلامیہ کی پاسبانی کے لیے جمعیۃ علماء ہند نے دوطرفہ جدوجہد کی۔ ایک طرف اس نے اغیار کے فتنوں اور اسلام ومسلمان دشمن طاقتوں کی سازشوں کو چیلنج کیا اور دوسری طرف خود مسلمانوں کو ترغیب دی کہ وہ اپنی شریعت اور اسلامی شعائر کی حفاظت کے ساتھ ساتھ برادرانِ وطن کے مذاق ومزاج کی رعایت رکھتے ہوئے ان سے اشتراکِ عمل کریں۔ یہ ہی وجہ ہے کہ اس نے جہاں اسلام اور شعائر اسلام کے تحفظ اور مسلمانوں کے شرعی، قانونی اور عائلی اختیارات کی پاسداری کے لیے نہرو رپورٹ اور شاردا ایکٹ کی مخالفت کی، وہیں لندن کی گول میز کانفرنس میں اس نے مطالبہ کیا تھا کہ:

”آئندہ خودمختار حکومت کے دستور کی بنیاد آزادی اور ایسے اصولوں پر ہونی چاہیے جس سے تمام ملتوں کے جائز حقوق اور مفادات محفوظ رہیں اور اقلیتوں کو اکثریت کی جانب سے کسی قسم کا خوف وخطر نہ رہے۔“

ملک ۱۹۴۷ء میں آزادی کی نعمت سے ہمکنار ہوا مگر انگریزی سامراج نے جاتے جاتے فرقہ وارانہ منافرت کی جو چنگاری چھوڑی تھی اس کے جاتے ہی وہ شعلہ جوالہ بن گئی اور پھر ملک میں ہندومسلم منافرت کے عنوان پر انگریزی سامراج کی ناجائز اولاد فرقہ پرست عناصر نے جو کھیل کھیلا اسے سن کر ہی رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں تاہم جمعیۃ علماء ہند نے اپنے قیام کے روز اوّل اپنا جو مقصد مقرر کیا تھا وہ اس پر مسلسل قائم رہی اور اس نے منافرت کی اس آگ کو بجھانے کی ہر وہ کوشش کی جو اس کے لیے ممکن ہوسکتی تھی۔ ملک میں امن وامان بحال ہوا مگر فرقہ پرستوں کے منہ کو جو خون لگ چکا تھا وہ اپنی خوراک کی تلاش میں سرگرداں رہا اور جب بھی اسے موقع ملا وہ ہندستان میں فرقہ وارانہ منافرت کی آگ کے شعلے بھڑکاتا رہا۔ جمعیۃ علماء ہند جو آزادی کے بعد ہندستانی مسلمانوں کی تعمیر نو کے خواب دیکھ رہی تھی اسے ایک بار پھر مسلمانوں کے تحفظ کی خاطر میدان میں آنا پڑا۔ اس نے برادرانِ وطن کو امن وآشتی کا پیغام دینے کے لیے کبھی مسلم کنونشن، کبھی جمہوری کنونش، کبھی فرقہ واریت مخالف کونشن اور کبھی قومی اتحاد کے عنوان سے اجتماع منعقد کرکے برادرانِ وطن کو یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ یہ ملک ہم سب کا ہے اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری ہم سب پر ہے۔ خدا کا فضل ہوا کہ جمعیۃ علماء ہند کی یہ کوششیں بارآور ہوئیں اور ملک کی فضا ایک بار پھر امن وامان کی خوبصورت آوازوں اور خوشبوؤں سے مہک اُٹھی۔ یہ سلسلہ جاری ہی تھا کہ ۲۰۱۴ء میں حالات نے ایک بار پھر پلٹا کھایا۔ آر ایس ایس کے حصولِ اقتدار کی خواہش بارآور ہوگئی اور پھر امن وامان، بھائی چارے اور قومی اتحاد کی وہ فضا جو جمعیۃ علماء ہند اور برادرانِ وطن کے سیکولر افراد کی کوششوں سے تقریباً عملی صورت اختیار کرتی جارہی تھی، اچانک فرقہ وارانہ منافرت میں تبدیل ہوتی نظر آنے لگی۔ اس مرتبہ بدقسمتی کی بات یہ رہی کہ اسے اقتدار کی سرپرستی بھی مل گئی تھی۔ پھر کیا تھا، اسلام، شعائر اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہرزہ سرائی کا بازار گرم کردیا گیا۔ مسلمانوں کے دینی، مذہبی اور شہری حقوق پر یلغار کردی گئی۔ نسل پرستی اور مذہبی امتیاز کو بڑھاوا دیا جانے لگا۔ یکساں سول کوڈ کی بی جے پی حکومتوں میں ایک بار پھر آوازیں سنائی دینے لگیں اور مسلمانوں کے معابد ومقابر پر بزور طاقت قبضہ کرنے کی سازشیں رچی جانے لگیں، تو ایک بار پھر جمعیۃ علماء ہند کو مسلمانوں کی صلاح وفلاح، ان کی دینی ودنیوی ترقی اوران کے شعائر کی حفاظت کے لیے میدانِ عمل میں آنا پڑا۔ چنانچہ اس نے ابھی حال ہی میں ۲۸-۲۹/مئی ۲۰۲۲ء کو ہندستانی مسلمانوں کی علمی راجدھانی کہے جانے والے معروف شہر دیوبند میں اپنی جنرل باڈی (مجلس منتظمہ جمعیۃ علماء ہند) کا ایک اہم اجلاس منعقد کرکے ان تمام حالات کا بھرپور جائزہ لیا اور تجاویز منظور کرکے جہاں برادرانِ وطن کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ قومی اتحاد ہی ملک کی تعمیر وترقی کے لیے شاہ کلید ہے، وہیں خود مسلمانانِ ہند کو بھی یہ پیغام دیا کہ وہ نہ مایوس ہوں نہ خوف زدہ ہوں بلکہ اپنے پاک پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہوئے اپنی شرعی و ملّی ذمہ داریوں سے خلوص ودیانت داری کے ساتھ عہدہ برآ ہونے کی کوشش کرتے رہیں۔

مجلس منتظمہ کے اس اہم اجلاس میں جو صدرِ محترم جمعیۃ علماء ہند حضرت مولانا سیّد محمود اسعد مدنی دامت برکاتہم کی صدارت میں منعقد ہوا، مختلف مسائل وموضوعات پر ایک درجن سے زائد تجاویز منظور کی گئیں جن میں خصوصیت کے ساتھ ملک میں بڑھتی ہوئی نفرت انگیزی، اسلاموفوبیا، یکساں سول کوڈ، گیان واپی مسجد اور متھرا کی عیدگاہ، اقلیتوں کے تعلیمی حقوق، مسلم اوقاف، اسلام کے خلاف غلط فہمیوں کا ازالہ، ماحولیات کا تحفظ، ہندی زبان کی ترویج، اہانت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق تجاویز قابل تذکرہ ہیں۔ مجلس منتظمہ کے اس اہم اجلاس میں سدبھاؤنا منچ کے قیام پر بھی ایک تجویز منظور کی گئی ہے جسے اگر ملک میں بڑھتی ہوئی نفرت انگیزی کے سدباب کا ایک حکیمانہ علاج قرار دیا جائے تو شاید کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔ سدبھاؤنا منچ کو مستحکم کرنے کے لیے جو تجویز منظور کی گئی ہے اس میں کہا گیا ہے کہ:

”جمعیۃ علماء ہند کے دستور کی دفعہ (۸) ’سماجی خدمات‘ کے تقاضوں کے مطابق اجلاس مجلس منتظمہ منعقدہ ۱۲/ستمبر ۲۰۱۹ء میں ’جمعیۃ سدبھاؤنا منچ‘ کی تشکیل کا فیصلہ لیا گیا تھا، جس میں کم ازکم گیارہ ممبر ہوں گے، اُن میں نصف غیر مسلم اَفراد ہوں گے۔ اِس منچ میں جمعیۃ کے فعال (ایکٹیو) ممبران اور بلالحاظ مذہب وملت مقامی ذمہ داروں کو شامل کیا جائے گا۔ منچ ہر ماہ میٹنگ منعقد کرے گی، جس میں برادرانِ وطن کی شرکت کو یقینی بنایا جائے اور دستور کی دفعہ (۸) میں درج ہدایات کے مطابق مشترک عملی اقدامات کیے جائیں:

(۱) مختلف مذہبی فرقے کے لوگوں کا مشترکہ اِجتماع کرنا۔ (۲) شہری ضروریات کی تکمیل کے لیے جدوجہد کرنا۔ (۳) مزدوروں، کسانوں اور پسماندہ لوگوں کی خدمت کرنا۔ (۴) تیموں، بیواؤں، مجبور لوگوں کی مدد کرنا۔ (۵) منشیات اور جنسی بے راہ روی کی روک تھام کے لیے اجتماعی جدوجہد کرنا۔ (۶) حساس مذہبی مسئلوں (مثلاً گئو کشی، عبادت گاہوں میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال، مذہبی تہواروں، نیز عبادات کے لیے عوامی مقامات کا استعمال جیسے مسائل) میں باہمی گفت وشنید سے پرامن حل نکالنا۔ (۷) ماحولیات کے تحفظ جیسے شجرکاری، پانی کے استعمال میں احتیاط اور گندگی سے علاقے کو پاک کرنے کے لیے مشترکہ جدوجہد کرنا۔

آج کے مخصوص حالات میں یہ اجلاس جمعیۃ علماء کے ذمہ داروں کو متوجہ کرتا ہے کہ وہ اس تحریک کو مستحکم کریں اور بلاتاخیر اپنے اپنے علاقوں میں ”جمعیۃ سدبھاؤنا منچ“ کی کمیٹیاں تشکیل دیں۔ جمعیۃ علماء یہ بھی اعلان کرتی ہے کہ وہ دھرم سنسد کے ذریعہ نفرت پھیلانے والے اَفراد اور گروہوں کے اثرات کو ختم کرنے کے لیے ملک گیر سطح پر کم ازکم ایک ہزار ”سدبھاؤنا سنسد“ منعقد کرے گی، جس میں سبھی مذاہب کے بااثر اَفراد کو مدعو کیا جائے گا۔“

یہ تجویز دراصل اسی اہم تجویز کا تتمہ ہے جو مجلس منتظمہ کے اجلاس میں ملک میں بڑھتی ہوئی نفرت انگیزی کی روک تھام کے تعلق سے منظور کی گئی ہے اور جس میں کہا گیا ہے کہ:

”آج ہمارا ملک نفرت اور مذہبی تعصب کی آگ میں جل رہا ہے۔ خواہ لباس ہو، کھانا ہو، عقیدہ ہو، تہوار ہو، یا زبان و معیشت ہو، ہندستانیوں کو ہندستانیوں کے خلاف کھڑا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ نوجوانوں کو تعمیری کاموں میں لگانے کے بجائے تخریب کا آلہ کار بنایا جارہا ہے۔ اور سب سے زیادہ افسوس ناک بات یہ ہے کہ فرقہ پرستی کی یہ سیاہ آندھی سرکاری سرپرستی میں چل رہی ہے، جس نے اکثریتی طبقے کے ذہن کو زہر آلود کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔ مزید برآں قومی میڈیا اشتعال پھیلانے کا سب سے بڑا حربہ بن گیا ہے۔ مسلمانوں، مسلم حکمرانوں اور اِسلامی تہذیب کے خلاف بے ہودہ اور بے بنیاد پروپیگنڈہ کی مہم پورے شباب پر ہے اور ارباب اقتدار قانونی گرفت کے بجائے ان کو آزاد چھوڑ کر حوصلہ افزائی کررہے ہیں۔ جمعیۃ علماء ہند اس بات پر فکرمند ہے کہ مسلم اور اسلام دشمنی کے اعلانیہ اور اجتماعی اظہار کے باعث، عالمی سطح پر وطن عزیز کی بدنامی ہورہی ہے اور اقوام عالم میں ہندستان کی متعصب، تنگ نظر اور مذہبی انتہاپسندی کی شبیہ بن رہی ہے، جس کی وجہ سے بین الاقوامی پلیٹ فارم پر ہندستان مخالف عناصر کو اپنا ایجنڈا آگے بڑھانے کا موقع مل رہا ہے۔ ایسی صورت حال میں ملک کی سلامیت اور ترقی کے حوالے سے جمعیۃ علماء ہند حکومت ہند کو متوجہ کرنا چاہتی ہے کہ وہ فوری طور ایسے اقدامات پر روک لگائے، جو جمہوریت، انصاف اور مساوات کے تقاضوں کے خلاف اور اِسلام دشمنی پر مبنی ہیں۔ یہ بات ذہن نشیں رہنی چاہیے کہ اکثریت کے مذہبی جذبات کو برانگیختہ کرکے اپنا تسلط قائم رکھنا، ملک کے ساتھ وفاداری نہیں؛ بلکہ سراسر دشمنی ہے۔ آج کل جس طرح قومی یکجہتی کو جعلی قوم پرستی کے نام پر سبوتاژ کیا جارہا ہے، اُس کو جمعیۃ علماء ہند صرف مسلمانوں کا نہیں؛ بلکہ پوری قوم کا نقصان عظیم اور وطن کی سالمیت کے لیے خطرناک سمجھتی ہے۔

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس منتظمہ کا یہ اجلاس تمام انصاف پسند جماعتوں اور ملک دوست اَفراد سے اپیل کرتا ہے کہ ردعمل اور جذباتی سیاست کے بجائے متحد ہوکر شدت پسند اور فسطائی طاقتوں کا سیاسی اور سماجی سطح پر مقابلہ کریں اور ملک میں بھائی چارہ، باہمی رواداری اور اِنصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے ہر ممکن جدوجہد کریں۔ اگر فسطائی جماعتوں اور اُن کے حامیوں کا یہ خیال ہے کہ اُن کے اِس جبر وظلم کے آگے مسلمان سرنگوں ہوجائیں گے اور وطن عزیز میں وہ اُن کی غلامی اور جبر کی زنجیروں میں بندھ جائیں گے، تو یہ اُن کی خام خیالی ہے، ہندستان ہمارا ملک ہے، اِس ملک میں ہم پیدا ہوئے ہیں اور اس کی فضاؤں میں ہم پروان چڑھے ہیں۔ ہمارے آباواَجداد نے اِس ملک کو نہ صرف مضبوط ومستحکم کیا ہے؛ بلکہ اس کے تحفظ وبقا کے لیے اپنی جانیں تک قربان کی ہیں، اِس لیے ہم ملک میں مسلمانوں، یا کسی بھی طبقہ کے ساتھ نااِنصافی اور اِمتیازی برتاؤ کو برداشت نہیں کرسکتے۔ جمعیۃ علماء ہند اُمت کے نوجوانوں اور طلبہ کی تنظیموں کو خاص طور سے متنبہ کرتی ہے کہ وہ اندرونی وبیرونی وطن دشمن عناصر کے براہ راست نشانے پر ہیں، انھیں مایوس کرنے، بھڑکانے اور گمراہ کرنے کا ہر حربہ استعمال کیا جارہا ہے، اِس لیے حالات سے ہرگز مایوس نہ ہوں اور نہ ہی صبر وہوش کا دامن چھوڑیں؛ بلکہ اپنی ملی تنظیموں اور ذمہ دار شخصیات پر اعتماد رکھیں۔“

اس تجویز کی منظوری پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے جمعیۃ علماء ہند کے نوجوان قائد اور صدرِ محترم جانشین فدائے ملت قدس سرہٗ حضرت مولانا سیّد محمود اسعد مدنی مدظلہٗ نے اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے انتہائی پرزور انداز میں فرمایا کہ:

”ہم کمزور لوگ ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم سر جھکا کر سب کچھ قبول کرلیں گے۔ انھوں نے کہا کہ ہم ہر چیز پر سمجھوتہ کرسکتے ہیں لیکن اپنے ایمان وعقیدے پر سمجھوتہ نہیں کرسکتے۔ ہمارا ایمان ہم کو سکھاتا ہے کہ ہمیں کسی بھی صورت میں مایوس نہیں ہونا ہے۔ انھوں نے کہا کہ فرقہ پرستوں کا ایک ایکشن پلان ہے، وہ ہم سے ردعمل چاہتے ہیں، لیکن ہم اس کا حصہ نہیں بن سکتے، ملک میں نفرت کرنے والوں کی بڑی تعداد نہیں بلکہ وہ چھوٹی اقلیت ہیں، جبکہ ہم اس ملک میں اپنی سوچ اور فکر کے اعتبار سے اکثریت میں

(باقی صـ۴ پر)

مجلس منتظمہ جمعیۃ علماءِ ہند کا دوروزہ کامیاب اجلاس

انشاء اللہ ملک کیلئے سنگ میل ثابت ہوگا

صفحہ ۳ کا بقیہ

ہیں، لیکن سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ملک کی اکثریت خاموش ہے، حالاں کہ وہ اچھی طرح سمجھتی ہے کہ نفرت کا بازار گرم کرنے والے لوگ ملک دشمن، دیش کے غدار اور وطن دشمن ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ہمارے آباؤ اجداد نے عظیم قربانیاں دی ہیں، اس لیے ہم فرقہ پرست طاقتوں کو ملک کے وقار سے کھیلنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ تاہم انھوں نے مسلمانوں کو شدت پسندی اور تیز ردعمل سے بچنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ آگ کو آگ سے نہیں بجھایا جاسکتا۔ اس لیے فرقہ پرستی کا جواب فرقہ پرستی نہیں ہوسکتی۔ انھوں نے کہا کہ آج ہمیں اپنے ملک میں ہی اجنبی بنانے کی کوشش کی جارہی ہے، یہ لوگ دیش کی ایکتا کی بات کرتے ہیں اور اکھنڈ بھارت بنانے کا اعلان کرتے ہیں جب کہ اپنے ہی ملک میں مسلمانوں کا چلنا دشوار کردیا گیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہم آج صبر کررہے ہیں، ضرورت پڑے گی تو دار و رسن کو بھی آباد کریں گے (ان شاء اللہ) لیکن یہ ہم کسی اور کے کہنے لکھنے سے ایسا نہیں کریں گے بلکہ یہ فیصلہ ہماری جماعت کرے گی۔ جب ہماری جماعت فیصلہ کرلے گی تو پھر ہم ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ انھوں نے اس موقع پر شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کے حوصلے کا تذکرہ کیا اور کہا کہ وہ انگریزوں کی عدالت میں کفن لے کر گئے تھے، ہم اسی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس موقع پر انھوں نے کئی اشعار بھی پڑھے اور اشکبار ہوگئے، انھوں نے جمعیۃ کے سابق صدر مولانا قاری سید محمد عثمان منصور پوریؒ کو یاد کیا، نیز فدائے ملت مولانا اسعد مدنی کے مجاہدانہ کارناموں کا بھی تذکرہ کیا۔ انھوں نے کہا کہ جمعیۃ علماء ہند مسلمانانِ ہند کی استقامت کی علامت ہے۔ اس کے ساتھ جمعیۃ صرف مسلمانوں تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ ملک کی جماعت ہے، اس کا کمزور ہونا ملک کی کمزوری ہے۔ مولانا محمود مدنی نے کہا کہ فرقہ وارانہ منافرت کو ختم کرنے کی ذمہ داری حکومت اور میڈیا پر زیادہ عائد ہوتی ہے۔''

مجلس منتظمہ کے اس اہم اجلاس کو امیر الہند خامس حضرت مولانا سیّد ارشد مدنی دامت برکاتہم صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند نے بھی اپنے ضعف و پیرانہ سالی کے باوجود خطاب فرمایا۔ انھوں نے ملک کی موجودہ صورتِ حال میں مسلمانوں سے اپیل فرمائی کہ وہ اپنا طرزِ عمل اپنے اکابر کے طرزِ عمل کے مطابق بنائیں۔ انھوں نے متنبہ کیا کہ جذبات کے مظاہرے اور معاملات و مسائل کو سڑکوں پر لانے سے کبھی کسی کا فائدہ نہیں ہوسکتا۔ مولانا مدنی مدظلہ نے انتہائی پرسوز انداز میں مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ملک میں جس طرح کے حالات ہیں ایسے حالات میں ہم سب کو متحد ہوکر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ مولانا مدنی نے زور دے کر کہا کہ ملک کے موجودہ حالات اور بالخصوص مسلمانوں کے خلاف جس طرح کے حالات پیدا ہورہے ہیں اس کا بھی تقاضہ ہے کہ مسلمانوں کا ایسا پلیٹ فارم جس کی سو سالہ تاریخ قربانیوں سے بھری پڑی ہے، ان حالات میں اس جماعت کا میدانِ عمل بھی ایک ہی ہونا چاہیے۔ انھوں نے کہا کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ دن دور نہیں جب اللہ تعالیٰ اس اتحاد کے عمل کو کامیاب بنادے گا اور یہی سب کے دل کی آواز ہے۔ انھوں نے حاضرین مجلس سے کہا کہ انھیں آنیوالے دنوں میں خوشخبری مل سکتی ہے۔ حاضرین میں اس بیان پر خوشی کا ماحول دیکھا گیا اور انھوں نے تکبیر کے پرجوش نعروں سے ان کے خیالات سے اتفاق کیا۔ انھوں نے کہا کہ ملک کی موجودہ صورتحال میں مسلمانوں کا طرزِ عمل ہمارے اکابرین کی قربانیوں سے لبریز زندگی کا نمونہ ہونا چاہیے۔

ملک کی آزادی سے پہلے اور اس کے بعد بھی ہمارے اکابرین کا یہ طرزِ عمل رہا ہے کہ چاہے جتنے سنگین مسائل ہوں، وہ کبھی سڑکوں پر نہیں اُترے بلکہ نفرت کے مقابلہ میں پیار و محبت اور انسانی ہمدردی کو پیش نظر رکھا۔ انھوں نے کہا کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے جب بابری مسجد کی شہادت کا معاملہ سامنے آیا تو ہمارے اکابر جن کی زندگیاں مجاہدانہ تھیں اور وہ ہتھیلی پر جان رکھ کر میدانِ عمل میں کام کرنے والے لوگ تھے، لیکن ان حالات میں بھی سڑکوں پر نہیں اُترے۔ آج میں یہ بات آپ سے اس لیے کہہ رہا ہوں کہ اس قسم کے حالات آج ہمارے ملک میں ہر شہر اور ہر صوبے میں پیش آرہے ہیں۔ ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہیے، ہندستان ابھی بھی عدل و انصاف کے چاہنے والوں سے خالی نہیں ہے۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ جو لوگ آگ لگانے کی کوشش کررہے ہیں، اللہ انھیں ذلیل اور رسوا فرمائے گا۔ انھوں نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ مایوس نہ ہوں اور اسلامی تعلیمات کو برادرانِ وطن کے سامنے پیش کریں۔ پیار و محبت کا ہاتھ بڑھائیں، مذہب سے اوپر اُٹھ کر انسانیت کی بنیاد پر معاملات کریں تو کامیابی کے ساتھ خدا کی نصرت بھی حاصل ہوگی اور آگ لگانے والے خود ہی اس آگ میں فنا ہوجائیں گے۔

مولانا مدنی نے کہا کہ اربابِ اقتدار اور فرقہ پرست طاقتیں چاہتی ہیں کہ کسی طرح مسلمانوں کو اکثریت کے مقابلہ میں لے آئیں۔ انھوں نے متنبہ کیا کہ ایسا کوئی عمل فرقہ پرستوں کے جال میں پھنس کر اس کو تقویت پہنچانا ہوگا لیکن ہمیں مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ ملک کی اکثریت اب بھی فرقہ پرستی کے خلاف ہے اور ملک بھر میں مذہب کے نام پر یہ جو کچھ ہورہا ہے وہ اسے ملک کے لیے اچھا نہیں سمجھتے۔ انھوں نے کہا کہ آج جہاں اور جس جگہ ہیں ان حالات میں تدبر اور حکمت عملی سے کام لیں، پست ہمتی نہ آنے دیں، فرقہ پرستی کے خلاف یہ لڑائی ان لوگوں کو ایک ساتھ لاکر ہی جیتی جاسکتی ہے جو بظاہر خاموش ہیں لیکن فرقہ پرستی کے خلاف ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ہمارے اکابرین نے یہی کیا اور کامیاب رہے۔ اگر ہم نے بھی ایسا کیا تو یقین کریں کہ آگ لگانے والے ایک دن اپنی لگائی ہوئی آگ میں خود جل کر راکھ ہوجائیں گے۔ انھوں نے کہا کہ ہم اس کے خلاف قانونی لڑائی لڑرہے ہیں، ابھی ملک میں عدل و انصاف زندہ ہے۔

مجلس منتظمہ جمعیۃ علماء ہند کے اس اہم اور تاریخی اجلاس میں ملک و قوم کے نام ایک اعلامیہ کی شکل میں ایک پیغام بھی جاری کیا گیا جس میں وضاحت کے ساتھ ہر طبقہ فکر و خیال کی رہنمائی کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ:

''جمعیۃ علماء ہند کی مجلس منتظمہ کا یہ عظیم الشان اجلاس دیوبند کی علمی اور تاریخی سرزمین سے ملک و قوم کو یہ پیغام دینا چاہتا ہے کہ:

○ اِس وقت ہمارا ملک، ایک نازک دور سے گذر رہا ہے، ایک طرف کچھ طاقتیں مسلمانوں کو جو ملک کی دوسری بڑی اکثرت ہیں، خوف زدہ یا مایوس کرنے کی کوشش کررہی ہیں، جس کے نتیجے میں کچھ لوگوں میں جذباتیت یا خوف کی نفسیات پیدا ہورہی ہے، دوسری طرف وہی طاقتیں جھوٹے پروپیگنڈے کے ذریعہ برادرانِ وطن کو مسلمانوں سے خوف زدہ کرکے نفرت پیدا کررہی ہیں۔ اِن حالات میں ملت اِسلامیہ کو قرآن وحدیث اور سیرتِ طیبہ کی روشنی میں اپنے لئے وہ راستہ متعین کرنا ضروری ہے، جو مستقبل میں مسلمانوں اور تمام ہندستانیوں کیلئے امن وسلامتی اور بقائے باہمی کا ذریعہ بنے۔

○ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارے ملک کی ایک طویل تاریخ ہے، جس میں ہمارا کردار نہایت روشن ہے، ہمارے آباء واجداد نے اس ملک کو جوڑے رکھنے اور اس کی حدود کو وسعت دینے میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ اُس کے بعد انگریزوں کے تسلط سے ملک کو آزاد کرانے میں بھی ہمارا کردار کسی بھی دوسری قوم سے زیادہ تابناک ہے، اور آزادی کے بعد ہمارے اکابر کی کوششوں سے ملک کو سیکولر دستور کا تحفہ ملا، جو ابھی تک ملک میں نافذ ہے۔

○ اِس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ملک میں بعض ایسی طاقتیں سر اُٹھارہی ہیں جو ملک کو اس شاندار مثالی دستور و آئین سے محروم کرنے کے لئے کوشاں ہیں، وہ نسلی امتیاز میں یقین رکھتی ہیں، ان میں سے کچھ لوگ یہ نعرہ بھی لگاتے رہتے ہیں کہ ''سب کو گھر واپسی کراکے ہندو بنائیں گے''، یا ''ہندوستان کے تمام باشندے ہندو ہیں''۔ اور یہ بھی ایک افسوس ناک حقیقت ہے کہ ان کو کسی نہ کسی درجہ میں حکومتی سرپرستی بھی حاصل ہے؛ لیکن اِن تمام باتوں کے باوجو کوئی صاحب عقل و ہوش اِس بات کو کیسے ممکن سمجھ سکتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو اُن کے دین واِیمان سے محروم کرنے یا صفحہ ہستی سے مٹانے میں پوری طرح کامیاب ہوجائیں؛ کیوں کہ اِس ملک کا بنیادی مزاج کثرت میں وحدت ہے، اور یہاں کے باشندوں کی اکثریت فسطائی طاقتوں کی ہم نوا نہیں ہے۔

○ اگر خدانخواستہ ہم کسی اشتعال یا مایوسی کا شکار ہوجائیں اور صبر واستقامت کے راستے کو چھوڑ کر، کسی غلط ردعمل کی طرف جائیں گے تو اُس سے فرقہ پرستوں کے مقاصد پورے ہوں گے۔ اور اگر ہم نے نفرت کا جواب محبت سے دیا اور اپنے اسلامی کردار کو زندہ رکھا تو بہت جلد نفرت کی آگ بجھ جائے گی، اور فسطائی طاقتیں ناکام ہوجائیں گی، اِن شاءاللہ تعالیٰ۔

○ اِس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ہم بزدلی یا پست ہمتی کا مظاہرہ کریں اور اپنی جان ومال، عزت وآبرو اور اہل وعیال کی حفاظت اور دفاع کے اپنے آئینی حق کا استعمال نہ کریں۔ یاد رکھیں کہ صبر واستقامت کا مطلب بزدلی نہیں ہے؛ بلکہ صحیح وقت پر صحیح اِقدام ہے۔

○ اِس لئے تمام مسلمانوں کو خوف، مایوسی اور جذباتیت سے دور رہ کر اپنے مستقبل کی تعمیر کے کام میں لگ جانا چاہئے، اپنے عقائد واَعمال کو درست کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط کرنے کی فکر کرنی چاہئے، اور اپنے ملک کی ترقی میں اپنا کردار اَدا کرنا چاہئے۔

○ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کو ترقیات سے نوازیں اور ہر طرح کی بدامنی سے محفوظ رکھیں، آمین۔''

هم کمزور لوگ هیں لیکن اس کا یه مطلب نهیں که هم سر جهکا کر سب کچھ قبول کرلیں گے۔ هم هر چیز پر سمجهوته کر سکتے هیں لیکن اپنے ایمان و عقیدے پر سمجهوته نهیں کرسکتے۔ همارا ایمان هم کو سکهاتا هے که همیں کسی بهی صورت میں مایوس نهیں هونا هے۔ فرقه پرستوں کا ایک ایکشن پلان هے، وه هم سے ردعمل چاهتے هیں، لیکن هم اسکا حصه نهیں بن سکتے، ملک میں نفرت کرنے والوں کی بڑی تعداد نهیں بلکه وه چهوٹی اقلیت هیں بلکه هم اس ملک میں اپنی سوچ اور فکر کے اعتبار سے اکثریت میں هیں، لیکن سب سے بڑا المیه یه هے که ملک کی اکثریت خاموش هے، حالانکه وه اچهی طرح سمجهتی هے که نفرت کا بازار گرم کرنے والے لوگ ملک دشمن، دیش کے غدار اور وطن دشمن هیں۔ همارے آباؤ اجداد نے عظیم قربانیاں دی هیں، اس لیے هم فرقه پرست طاقتوں کو ملک کے وقار سے کهیلنے کی اجازت نهیں دے سکتے۔

جمعیۃ علماء ہند کے نوجوان اور جذبۂ حب الوطنی سے معمور قائد صدرِ محترم حضرت مولانا سیّد محمود اسعد مدنی مدظلہ نے مجلس منتظمہ کے اجلاس کے آخر میں جو اختتامی تقریر فرمائی وہ بڑی معرکۃ الآراء اور سنہرے حروف میں لکھے جانے کے لائق ہے۔ انھوں نے انتہائی جذباتی انداز میں فرمایا کہ:

''اگر اس ملک کی حفاظت کے لیے ہماری جان بھی چلی جائے گی تو یہ ہمارے لیے سعادت کی بات ہوگی۔ انھوں نے کہا کہ کل گزشتہ میں نے مسلمانوں کے مسائل پر گفتگو کی تو کچھ حلقوں کی طرف سے اس پر تنقید کی گئی، حالانکہ ایسا کرنے والے ہمیں ڈراتے ہیں، جبکہ ہم صرف بتانے کی کوشش کررہے ہیں، مگر ان کو یہ بھی قبول نہیں ہے۔ انھوں نے واضح لفظوں میں کہا کہ ملک کے لیے ہماری جو ذمہ داری ہے، ہم اسے ضرور نبھائیں گے، اگر ان کو ہماری شناخت اور وطن سے ہماری محبت برداشت نہیں ہے تو وہ کہیں اور چلے جائیں، میں یہ کہتا ہوں کہ یہ وطن ہمارا ہے، اور ہماری سوچ اور فکر کی اکثریت یہاں رہتی ہے، ہم کسی دوسرے ملک نہیں جائیں گے، اگر ان کو بھیجنے کا شوق ہے تو وہ خود چلے جائیں۔ انھوں نے کہا کہ جمعیۃ علماء ہند کی یہ قدیم روایت رہی ہے کہ اس نے وطن کو ہمیشہ ترجیح دی ہے، جب حضرت فدائے مولانا سید اسعد مدنیؒ نے ملک وملت بچاؤ تحریک چلائی تھی تو کچھ ساتھیوں نے پوچھا کہ ملت کو پہلے رکھنا چاہیے، حضرت نے جواب دیا کہ جب ملک نہیں بچے گا تو ملت کیسے بچ پائے گی۔

مولانا مدنی نے مسلمانوں کے آئینی حقوق بالخصوص یو سی سی کے ذریعہ مسلم پرسنل لاء ختم کیے جانے کی کوششوں پر کہا کہ چاہے قانون کوئی بھی بن جائے مسلمانوں کو اس سے کوئی نقصان نہیں ہو گا، شرط یہ ہے کہ مسلمان اپنے عقائد اور شریعت کا پابند رہے۔ اس سلسلے میں انھوں نے حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ سے منقول ایک اقتباس کا بھی حوالہ دیا۔ انھوں نے کہا کہ برادران وطن کے ہر طبقے سے بات چیت اور رابطہ کا سلسلہ جاری رکھیں گے تا کہ ملک کو بچایا جاسکے، اس سلسلے میں مخالف اور دوست دونوں میں کوئی فرق نہیں کرنا چاہتے ہیں، جمعیۃ علماء اس سلسلے میں کسی ملامت سے پیچھے ہٹنے والی نہیں ہے۔''

ہمارے خیال میں جمعیۃ علماء ہند اور اس کی فعال، متحرک اور نوجوان قیادت نے قوم وملت اور ملک کو اعلامیہ اور اپنی تقریروں کے ذریعہ جو پیغام دیا ہے وہ اس لائق ہے کہ اس پر توجہ دی جائے۔ اپنے خطابات اور مجلس منتظمہ کے اس اعلامیہ کے ذریعہ جہاں جمعیۃ علماء ہند اور اس کی قیادت نے مسلمانانِ ہند کو یہ حوصلہ دینے کی کوشش کی ہے کہ حالات خواہ کچھ بھی ہوں اگر وہ اپنے ایمان، اسلام، عقائد پر حوصلہ اور ہمت کے ساتھ عمل پیرا ہوں گے تو انشاء اللہ وہ برے سے برے حالات سے بھی سرخرو ہوکر نکلیں گے۔ اس کے ساتھ ان کا یہ مشورہ بھی قابل توجہ ہے کہ مسلمان اغیار کی سازشوں کا شکار ہوکر مشتعل نہ ہوں اور صبر و استقامت کے راستہ پر گامزن رہیں۔ اس ملک میں یہ ہی اپنے ایمان واسلام اور اسلامی شعائر کے تحفظ کے لیے شاہ کلید ہے۔ اس اعلامیہ کی آخری شق بڑی اہم ہے جس میں مسلمانوں کو خوف، مایوسی اور جذباتیت سے دور رہنے اور اپنے مستقبل کی تعمیر کی تلقین کی گئی ہے اور اپنے عقائد واعمال کی درستگی کیے ساتھ اپنے مالک وخالق سے اپنا تعلق مضبوط کرنے کے لیے توجہ دلائی گئی ہے۔

یہ بات خوش آئند ہے کہ اس وقت ماشاء اللہ جمعیۃ علماء ہند کو فعال، متحرک اور حوصلہ مند نوجوان قیادت حاصل ہے جس کی پرعزم اور حوصلہ مندانہ قیادت میں مجلس منتظمہ کا یہ اہم اجلاس کامیابی کی منزل تک پہنچ کر آج پوری ملت کے لیے مشعل راہ بنا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری قیادت کو مزید حوصلوں اور ترقیات کی سوغات سے نوازے اور جمعیۃ علماء ہند کی مجلس منتظمہ کے اس اجلاس کو حریم ملت اسلامیہ کی پاسبانی کے ذریعہ کے طور پر قبول فرمائے، آمین۔ □□

میزان — مفتی ثناء الہدیٰ قاسمی

مسلمانوں کی تعلیمی صورتحال-ایک لمحۂ فکریہ

مسلمانوں کی آبادی اور اقلیتی فرقوں کی تعلیمی حالات کی جو رپورٹ ۲۰۱۱ء کی مردم شماری کے تناظر میں شائع کی گئی ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی آبادی اس ملک میں صرف تیرہ فیصد ہے، جن میں صرف ۲ء۷۶ فیصد گریجویٹ ہیں، تکنیکی اور غیر تکنیکی تعلیم میں ڈپلوما حاصل کرنے والے بارہویں کلاس تک تعلیم پانے والے مسلمانوں کی تعداد ۴ء۴۴ فیصد، دسویں تک تعلیم حاصل کرنے والے ۶ء۳۳، اور ۸ء۱۶ فیصد مسلمانوں نے صرف پرائمری کی تعلیم حاصل کی ہے، عورتوں میں خواندگی کا تناسب ناگفتہ بہ ہے، تینتالیس فیصد مسلمانوں نے کبھی اسکول کا منہ نہیں دیکھا، یہ سرکاری اعداد وشمار ہیں اوران کی صحت پر سوالات اٹھتے رہے ہیں، لیکن ہمارے پاس احوال کے جاننے کا کوئی اور ذریعہ نہیں ہے، اس لیے ان اعداد وشمار پر ہی اعتماد کرنا پڑتا ہے، تھوڑے بہت کا فرق ہو تب بھی مسلمانوں کا تعلیمی گراف بہت اونچا نہیں جا سکتا، کیونکہ دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے جو تعلیمی اعداد وشمار ہیں وہ بہت آگے ہیں، ہندوستان گیر سطح پر دیکھیں تو جین مذہب کے ماننے والے سب سے زیادہ تعلیم یافتہ ہیں، ان کی خواندگی کا تناسب ۸۶ فیصد اور غیر خواندہ ۵ء۱۳ فیصد ہیں، ہندوؤں میں غیر خواندہ لوگوں کی تعداد ۴ء۳۶، سکھوں میں ۹ء۳۲، بودھوں میں ۷ء۲۸، عیسائیوں میں تقریباً ۶ء۲۵ فیصد ہے، مجموعی طور پر پورے ملک کی خواندگی کا تناسب دیکھیں تو صرف ۵ء۶۳ فیصد لوگ ہی بی اے یا اس سے زیادہ تعلیم یافتہ ہیں، اعلیٰ تعلیم میں پورے ملک میں ۶ء۶۱ فیصد مرد اور ۴ء۳۸ فیصد خواتین ہیں۔ ان اعداد وشمار میں آئندہ مردم شماری کی جو رپورٹ آئے گی اس میں بڑی تبدیلی کا امکان ہے، جب تک اگلی مردم شماری کا عمل مکمل نہیں ہوتا ۲۰۱۱ء کی رپورٹ ہی ہمارے لیے بحث وتحقیق اور تجزیہ کے لیے استعمال ہوتا رہے۔

اس طرح غور کریں تو معلوم ہوگا کہ خواندگی کا تناسب پورے ملک میں کمزور ہے، لیکن مسلمان سماجی اور معاشی طور پر کمزور ہونے کے ساتھ ساتھ سیاسی طور پر بھی کمزور ہیں سترہ کروڑ کی مسلم آبادی میں پارلیمنٹ میں مسلم ممبروں کی تعداد کم از کم ۷۵ ہونی چاہیے تھی، جو نہیں ہے۔

اس وقت ہمارا موضوع مسلمانوں کی تعلیمی صورت حال ہے، یہ امت جو تعلیم کے نام پر برپا کی گئی، جس کے لیے قرآن کریم کا پہلا جملہ 'اقراء' پڑھو نازل ہوا، جس کے لئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بارے میں اعلان کیا کہ وہ معلم بنا کر بھیجے گیے ہیں، جس کے لیے قرآن کریم نے اعلان کیا کہ ایمان اور علم، رفع درجات کا سبب ہے، جن کے یہاں طلب علم کو فرض قرار دیا گیا، اتنی ترغیب کے باوجود مسلمان تعلیم میں کیوں پیچھے ہیں، عام رجحان یہ ہے کہ تعلیم مہنگی ہوگئی ہے، اور مسلمانوں کے پاس اس مہنگی تعلیم کے حصول کے لیے وسائل کی کمی ہے، معاشی پسماندگی کی وجہ سے ہمارے بچے تعلیم جاری نہیں رکھ پاتے ہیں اس لیے ڈراپ آؤٹ کا تناسب ان کے یہاں بہت ہے، ان باتوں کی صداقت سے مکمل انکار نہیں کیا جاسکتا، لیکن اگر حوصلہ اور اولو العزمی کی نظر سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ ان حالات پر قابو پانا قطعاً دشوار نہیں ہے، آج سرکاری اور غیر سرکاری تنظیموں کی طرف سے ملنے والے اسکالرشپ اور قرض ہماری مالی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے تیار ہیں، اگر حوصلہ ہو اور پڑھنے کا پختہ ارادہ ہو تو راستے میں رکاوٹیں حائل نہیں ہوتیں، حضرت امیر شریعت سادس مولانا سید نظام الدین فرمایا کرتے تھے کہ آج تعلیم کے حصول میں رکاوٹ بے کسی اور بے بسی نہیں بلکہ ہماری بے حسی ہے جس کی وجہ سے ہمارے بچے تعلیم میں آگے نہیں بڑھ پاتے ہیں، یہ بے حسی کبھی تو گارجین کی طرف سے ہوتی ہے اور کبھی لڑکوں کی طرف سے، بعض لڑکے زیادہ خرچ کرتے ہیں وہ اپنے گارجین کی مالی حیثیت کا غلط

ملک کے موجودہ حالات میں ہماری پوری توجہ تعلیم کی طرف ہونی چاہیے اور جس طرح ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں ناکامی اور شاملی کے میدان میں شکست کے بعد ہمارے بڑوں نے اپنی ترجیحات بدل کر تعلیم کے فروغ میں لگ گئے تھے، ویسے ہی اس وقت تعلیم کے فروغ کے لیے ترجیحی طور پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

اندازہ لگاتے ہیں اور مختلف عنوانات سے ضروری اور غیر ضروری اخراجات کر کے گارجین کو پریشان کرتے ہیں، کبھی بچوں کا یہ رویہ بھی گارجین کو اس کی تعلیم بند کرنے پر آمادہ کر دیتا ہے، کبھی صورت حال اس سے بھی زیادہ مضحکہ خیز ہوتی ہے، ہمارے ایک ملنے والے کے پوتے نے ایک کوچنگ میں داخلہ کے لیے گارجین پر دباؤ ڈالا، گارجین اس پوزیشن میں نہیں تھا کہ وہ پچپن ہزار روپے کوچنگ کی فیس ادا کر سکے، لڑکے نے خودکشی کی دھمکی دی، ماں، دادی سب نے اپنے زیور گروی رکھ کر اس کی پسند کے کوچنگ میں داخلہ دلوا دیا، دو روز کے بعد لڑکے نے انکار کر دیا کہ ہم وہاں نہیں پڑھیں گے، وجہ جو بھی رہی ہو لیکن صورت حال یہ بنی کہ اب ماں دادی کی خودکشی کی نوبت آگئی کیونکہ جو روپے کوچنگ میں جمع ہو گیے، وہ عام حالات میں تو واپس ملنے سے رہے، ایسے میں گارجین کے پاس چارہ کار ہی کیا رہ جاتا ہے، اس لیے اگر ہمیں تعلیمی پس ماندگی کو دور کرنا ہے اور اعلیٰ تعلیم کے تناسب کو بڑھانا ہے تو ضروری ہے کہ لڑکے اور گارجین میں خاص قسم کا تال میل ہو، دونوں ایک دوسرے کی ضرورت اور مجبوری کو سمجھیں اور اس بے حسی کو دور کریں، جو ہمارے سماج کا حصہ بن گیا ہے۔

اس سلسلہ میں بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کی حد تک امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی امارت شرعیہ کے ذریعہ مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی دور کرنے کے لیے کوشاں ہیں، امارت شرعیہ کے ذریعہ قائم کردہ امارت پبلک اسکول اب برانڈیڈ نیم بن گیا ہے، اسی طرح ٹکنیکل انسٹی چیوٹ کے قیام کے ذریعہ پیشہ وارانہ تعلیم کو فروغ اور نوجوانوں کو معاش سے جوڑنے کی جدوجہد مثالی بھی ہے اور قابل تقلید بھی۔ ضرورت پورے ہندوستان میں علم دوست حضرات کو آگے بڑھ کر تعلیم کے فروغ کے لیے اپنی صلاحیت، توانائی اور سرمایہ لگانے کی ہے، ملک کے موجودہ حالات میں ہماری پوری توجہ تعلیم کی طرف ہونی چاہیے اور جس طرح ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں ناکامی اور شاملی کے میدان میں شکست کے بعد ہمارے بڑوں نے اپنی ترجیحات بدل کر تعلیم کے فروغ میں لگ گئے تھے، ویسے ہی اس وقت تعلیم کے فروغ کے لیے ترجیحی طور پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ☐☐

دریچے — م-س-ج-

معرکۂ حیات میں سائنس کی ضرورت

قرآن حکیم میں رب کائنات فرماتا ہے کہ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں یونہی پیدا کیا ہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ قرآن حکیم نے مطالعہ کائنات اور مشاہدۂ فطرت پر بار بار زور دے کر اپنے ماننے والوں کے دل ودماغ میں اس عالم ظاہری کی تسخیر اور تجرباتی طریقۂ کار کی اہمیت کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ کائنات کے ذرے ذرے میں خدا کی خلاقی صفت اور دیگر صفاتِ حسنہ کی جلوہ گری پائی جاتی ہے۔ اس بات کو مدنظر رکھ کر ہمارے اسلاف نے کائنات کے پوشیدہ اسرار ورموز کو بے نقاب کیا اور اپنے تجربات کی صداقت کو ظاہر کرنے کیلئے مختلف سائنسی طریقے بھی بتائے۔ مغربی سائنس کا فروغ قدیم مسلمانوں، خصوصاً ہسپانوی مسلم حکام کے مرہون منّت ہے تو آج ہمیں اس حقیقت کو تسلیم کرنا ہوگا کہ ضابطہ حیات (یعنی زندگی) گزارنے کے طریقۂ کار) میں سائنس کے علم کو بھی شامل کرنا ہے اور اپنی آنے والی نسلوں کو دنیا کے ساتھ چلتے رہنے کیلئے علوم سائنس حاصل کرنے میں مدد کرنا ہوگی۔ جہاں ہم اپنے بچے کو بات کرنا سکھاتے ہیں، اچھے اور برے کی تمیز سکھاتے ہیں، رشتے بتاتے ہیں، ان کا احترام بتاتے ہیں، اسکول بھیجتے ہیں، اپنی حفاظت کرنا سکھاتے ہیں، صفائی ستھرائی، نفاست، ڈسپلن اور سلیقہ مندی سکھاتے ہیں، اخلاق واعمال اور کردار پر توجہ دیتے ہیں وہیں ہمیں انہیں جدید دنیا کے علوم یعنی سائنس پر بھی توجہ دلانے کی انتہائی ضرورت ہے۔ جیسے بچوں کو بتانا، سمجھانا اور وعظ نصیحت کرنا تربیت کا اہم ترین ذریعہ ہے اسی طرح جدید دنیا کی ایجادات کے بارے میں آگاہ کرنا بھی اتنا ہی ضروری ہے جیسے قرآن میں حضرت لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت فرمارہے ہیں اسی طرزِ عمل کو ہمیں اپنانا ہے۔ جس طرح اولاد کی تربیت کے پورے اسٹرکچر کی بنیاد دین کی اساس پر ہے اسی طرح بچے کی تربیت میں اس کو جدید دنیا سے مقابلے کیلئے تمام علوم پر توجہ دلانا، اس کو اس کی عادت ڈالنا اور اس کیلئے اس کی مدد کرنا بھی انتہائی ضروری ہے۔ ہمیں اپنے بچے کو بتانا ہے کہ دین اس کو صرف ان چیزوں سے منع کرتا ہے جو اس کے معاشرے، صحت، زندگی اور معاملات کیلئے نقصاندہ ہیں اور صرف ان چیزوں کا حکم دیتا ہے جو اس کے لئے اور اس کے معاشرے کے لئے فائدہ مند ہے اسی طرح جدید سائنس وٹیکنالوجی اس کی ایجادات، اس کی زندگی کو آسان اور خوبصورت تحفظ دینے والے عوامل بھی ہمارے لئے، ہماری زندگی کے لئے لازم وملزوم ہو چکے ہیں۔ ہمیں اپنے بچوں کو بتانا ہے کہ انسان شروع سے ہی نت نئی چیزیں بنانے اوران کو اپنے فائدے کے لئے استعمال کرنے کی جدوجہد کررہا ہے۔ ان سب ایجادات میں سائنس کا بہت اہم کردار ہے اور سائنس کی ان ایجادات میں سب سے اہم کردار مسلمان سائنسدانوں کا ہے۔ اگرچہ ابھی تک مسلمانوں کی بہت سی ایجادات ایسی ہیں جو نظروں سے دور ہیں۔ حالانکہ دنیا کی مفید اور ضروری ایجادات مسلمانوں اور عربوں کی مرہون منّت ہیں۔ یہ وہ وقت تھا جب دنیا میں جدید یورپ کا نام ونشان تک نہ تھا۔ ان میں سے بعض کی تو جدید سائنس نقل بھی نہ کرسکی اور بعض کو نقل کر کے ایجاد کا سہرا اپنے سر سجایا۔ مسلمانوں نے سائنسی خدمات اور انسانی خدمات کی وجہ سے بہت نام بنایا ہے۔ ان کی ایجادات نے دنیا کا رہن سہن ہی بدل دیا اور دنیا کو ایک نئی سمت کی جانب گامزن کر دیا۔ اس بات کا اقرار مغربی دنیا آج بھی کرتی ہے۔ آج آپ کو مسلمان سائنسدانوں کے عظیم کارناموں اور اہم ایجادات ک بارے میں جاننے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اپنے بچوں کو بتانا ہے کہ مسلم سائنسدان الزہرادی کے بارے میں ہی مانا جاتا ہے کہ وہ جدید سرجری کا بانی ہے۔ انہوں نے ہی سرجری کے آلات ایجاد کئے اور آپریشن کو ممکن بنایا۔ ان کی بدولت ہی موجودہ دور میں سرجری ممکن ہوئی۔ اس لیے ہمارے بچوں کو چاہیے کہ وہ انسانی زندگی کی حفاظت کے لئے ایجادات کا حصہ بنیں۔ والدین، اساتذہ اور معاشرے کے بڑوں کو چاہئے کہ ہم اپنا نصاب اس طرح بنائیں کہ بچے سوچیں اور سوال کریں، بڑھ چڑھ کر سائنس کے تجربات میں شامل ہوں، کوشش کی جائے کہ بچوں میں رٹا مارنے کی عادت ختم ہو۔ وہ خود اپنے تجربات سے سائنس کو سمجھیں اور ان تجربات کو ہی اپنی زندگی آسان کرنے کے لئے استعمال کریں۔ آج ہمیں اپنے بچے کو بتانا ہے کہ دنیا کی ترقی کی بنیاد ہمارے مسلمان سائنسدانوں خالد بن یزید، زکریا، رازی، ابن سینا، الخوارزمی، ابوریحان البیرونی، الفارابی، ابن مسکویہ، ابن رشد، کندی، ابومحمد خوحیدی، جابر بن حیان، موی بن شاکر، البتانی، ابن الہیثم، عمر خیال، المسعودی، ابوالوفا اور الزہرادی کی مضبوط بنیاد پر کھڑی ہے اور دنیا اسے تسلیم ہی نہیں کرتی بلکہ اسے احترام کی نظر سے دیکھتی ہے۔ سائنسی وتکنیکی علوم کی فطرت سے ہم آہنگی معاشرے کی ترقی کا سبب بنتی ہے، کیونکہ معاشرہ فرد سے بنتا ہے۔ جب فرد خوشحال ہوگا تو معاشرہ ترقی کرے گا، اور معاشرے کی ترقی دراصل ملک کی ترقی بن جاتی ہے۔ لہٰذا قوم وملک کی ترقی کے لئے سائنسی وتکنیکی علوم کی ترویج انتہائی ضروری ہے۔ ہمیں زیادہ سے زیادہ انجینئر پیدا کرنے ہوں گے اور اس کے لئے بچوں کو بہت کم عمر میں ہی جدید علوم سے متعارف کروانا ہوگا۔

جب فرد خوشحال ہوگا تو معاشرہ ترقی کرے گا، اور معاشرے کی ترقی دراصل ملک کی ترقی بن جاتی ہے۔ لہٰذا قوم وملک کی ترقی کے لئے سائنسی وتکنیکی علوم کی ترویج انتہائی ضروری ہے۔ ہمیں زیادہ سے زیادہ انجینئر پیدا کرنے ہوں گے اور اس کے لئے بچوں کو بہت کم عمر میں ہی جدید علوم سے متعارف کروانا ہوگا۔

گوشہ روزگار

نیا سویرا — مرکزی اقلیتی وزارت کی اس اسکیم سے فائدہ اُٹھائیں

'نیا سویرا' اسکیم سے اقلیتی طبقہ خصوصاً مسلمانوں کی تعلیم میں کافی بہتری آرہی ہے اور وہ ملازمت اور داخلے کے لیے ہونے والے مسابقتی امتحانات (انٹرنس) میں نکھر کر سامنے آرہا ہے۔ اس اسکیم کا مقصد اقلیتی برادری کے طلبہ کو بااختیار بنانا اور انھیں مسابقتی امتحانات کے لیے تیار کرنا ہے تاکہ سرکاری اور نجی ملازمتوں میں ان کی شراکت داری میں بہتری ہو۔ یہ اسکیم منتخب کوچنگ اداروں میں نوٹیفائیڈ اقلیتی طلبہ کو مفت کوچنگ کے لیے مالی امداد فراہم کرتی ہے۔

اس اسکیم کے تحت حکومت اقلیتوں کو بااختیار بنانا چاہتی ہے، جو معاشرے کے نسبتاً پسماندہ طبقے کے ساتھ ساتھ ان کے لیے کام کرنے والے اداروں کی مدد کر کے، انھیں صنعتوں، خدمات (سروسز) اور کاروباری شعبوں میں روزگار کے قابل بنانے کے لیے ان کی استعداد، صلاحیت، ہنر اور مہارت کو فروغ دینے کی سمت میں تعاون کرتی ہے۔ حکومت ہند چاہتی ہے کہ نسلی بنیاد پر طلبہ میں بازار کے تقاضوں (سرگرمیوں) کے مطابق خود کو ڈھالنے کے لیے ضروری لچک پیدا ہو تاکہ گھریلو اور عالمی سطح پر روزگار کے مواقع، بدلتی اور بھارتی بازار کی ضرورتوں اور روزگار کے مواقع کی مانگ کے حساب سے نوجوان خود کو تیار کرسکیں۔ منتخب کوچنگ انسٹی ٹیوٹ کے پاس تین سال کا تجربہ اور کم از کم سو طلبہ کا داخلہ (انرولمنٹ) ہونا چاہیے۔ یہ ریکارڈ اسکیم میں درخواست کے وقت ہونا چاہیے۔ پچھلے تین مالی سالوں میں ۱۹۶۸۱۳۳/ اسکالرشپس (پری میٹرک، پوسٹ میٹرک، میرٹ کم مینس پر بنی اسکالرشپ اسکیم اور بیگم حضرت محل نیشنل اسکالرشپ اسکیم) کو منظوری دی گئی اور نیا سویرا اسکیم کے تحت ۳۰۱۱۷/ امیدوار مستفید ہوئے۔ گزشتہ تین سالوں اور رواں سال کے دوران اسکالرشپ اسکیم، مفت کوچنگ اور اس سے منسلک اسکیم کے تحت مستفید ہونے والے اقلیتی طبقہ کے طلبہ کی ریاست وار تفصیلات پر نظر ڈالیں تو کافی دلچسپ اعداد وشمار ابھر کر سامنے آتے ہیں۔

مسلمانوں کی آبادی کے لحاظ سے ہندوستان کی سب سے بڑی ریاست اتر پردیش کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچا ہے۔ اعداد وشمار کے مطابق اتر پردیش کے ۹۰۴۰ طلبہ مستفید ہوئے ہیں۔ کرناٹک کے ۲۸۹۹، مہاراشٹر کے ۲۸۸۰، مغربی بنگال کے ۲۳۸۰، مدھیہ پردیش کے ۲۲۶۰، آندھرا پردیش کے ۱۷۰۰، گجرات کے ۱۵۵۰، کیرالا کے ۱۲۳۰، راجستھان کے ۱۱۵۰، پنجاب کے ۱۰۰۰، ہریانہ کے ۹۵۰، چھتیس گڑھ اور تمل ناڈو کے ۴۰۰، دہلی کے ۳۷۸، جھارکھنڈ کے ۳۶۰، منی پور کے ۳۵۰، چنڈی گڑھ کے ۳۴۰، میگھالیہ کے ۳۰۰، بہار، جموں وکشمیر کے ۲۰۰/ اور آسام کے ۱۵۰ طلبہ مستفید ہوئے ہیں۔ سب سے زیادہ رقم بھی اتر پردیش کے طلبہ کو ملی جو ۲۶ لاکھ روپے سے زیادہ ہے جبکہ اس کے بعد مہاراشٹر میں ۲۳ لاکھ روپے سے زیادہ کا وظیفہ تقسیم کیا گیا۔ 'نیا سویرا' اسکیم (باقی صـ۱۴ پر)

ہر کانگریسی ورکر کو یقین ہے کہ گاندھی خاندان پارٹی نظریات کا مکمل وفادار ہے

پارٹی کی اکثریت راہل گاندھی کو صدر دیکھنا چاہتی ہے

خود اعتمادی ہی سچی قیادت کی پہچان ہے

کانگریس کے جنرل سیکریٹری اور سابق مرکزی وزیر جناب اجے ماکن کا ایک انٹرویو

سابق مرکزی وزیر اجے ماکن مسٹر راہل گاندھی کے بیحد قریبی کانگریس لیڈر ہیں۔ وہ ورکنگ کمیٹی کے رکن اور پارٹی کے سیکریٹری ہونے کے ساتھ ساتھ راجستھان کے پارٹی انچارج بھی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ پارٹی کے ہر کارکن کے دل میں یہ پختہ یقین ہے کہ چاہے کچھ بھی ہوجائے گاندھی خاندان پارٹی کے نظریات کو نظرانداز نہیں کرے گا۔

س: کانگریس اس وقت انتشار میں مبتلا ہے۔اس کے سامنے استحکام کا بھی سوال ہے، آخر ایسا کیوں ہے؟

ج: اس میں دو رائے نہیں کہ حالیہ دنوں میں ہمارا انتخابی منظرنامہ بہت اچھا نہیں رہا ہے لیکن ہمیں ختم کرنے کی کوشش یا ختم ہوا سمجھنا بڑی نادانی ہی ہوگی۔ ۲۰۱۹ء کے عام انتخابات میں ساڑھے انیس فیصد ووٹ ہم نے حاصل کیا جبکہ بی جے پی کو ۲۰۰۹ء میں صرف اٹھارہ اعشاریہ آٹھ فیصد ووٹ ہی ملا تھا اس لیے اگر بی جے پی اتنا گرکر آج ایک مضبوط مقام تک پہنچ گئی ہے تو آپ کانگریس کے لیے عدم استحکام جیسے الفاظ کیوں کررہے ہیں۔ کانگریس ملک کی سب سے قدیم پارٹی ہے جو روایتی سیاسی شکل میں کام کرتی ہے۔ سابق میں یہ صورتحال کامیاب بھی رہی ہے، اب وقت بدل گیا ہے، اب تحمل اور وضع داری کی جگہ عدم تحمل، فرقہ وارانہ منافرت اور ذات پات کے جھگڑوں نے لے لی ہے اس لیے سابق میں جس طرح کانگریس اور دوسری پارٹیاں ووٹروں کے سامنے جاتی تھیں اب بی جے پی کی فرقہ وارانہ پالیسی نے اسے یکسر بدل دیا ہے مگر ہمارا یقین ہے کہ مستقبل میں پھر ماضی والا دور واپس آئے گا اور ووٹر ہماری سابقہ پالیسی کو ہی پسند کریں گے۔

س: اگلے چند ریاستی اسمبلی انتخابات اور پارلیمانی انتخابات ۲۰۲۴ء میں آپ کانگریس کا کیسا مستقبل دیکھ رہے ہیں؟

ج: انتخابات میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے جس طاقت کی ضرورت ہوتی ہے وہ ہم لگاتے ہیں مگر آج نظریات کی لڑائی ہے اور اگر آپ دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ عالمی سطح پر شدت پسند افکار و نظریات کو ہی آگے بڑھایا جارہا ہے اس لیے اس کا اثر ہمارے یہاں بھی پڑنا لازمی ہے جو ملک میں بی جے پی کو کامیاب کرارہا ہے۔

س: بہت سے لوگ پارٹی میں قیادت کے موضوع پر تنقید کررہے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ گاندھی خاندان پارٹی کے لیے مفید نہیں ہے۔ کیا کوئی غیر گاندھی شخص پارٹی کی قیادت کرسکتا ہے؟

ج: یہ سوال بے بنیاد ہے۔ پارٹی کی اکثریت راہل گاندھی کو صدر دیکھنا چاہتی ہے اس لیے کہ پارٹی کے ہر ورکر کو گاندھی خاندان پر بھروسہ ہے۔انھیں یقین ہے کہ خواہ کوئی بھی صورتحال پیدا ہوجائے گاندھی خاندان ہی پارٹی کا محافظ ثابت ہوگا۔

س: نوجوانوں کا ووٹ حاصل کرنے کے لیے پارٹی کے پاس کیا پروگرام ہے؟

ج: نوجوان خود جانتے ہیں کہ کانگریس کی نرسمہاراؤ اور منموہن حکومتوں نے ملک کو معاشی استحکام عطا کیا ہے۔ان کی قیادت میں ملک کی صورتحال بڑی شاندار تھی، انھوں نے ملک کو معاشی سنکٹ سے نکالا اور ترقی کی راہ پر ڈالا۔ آج ہم جس ترقی کو اپنی کامیابی قرار دے رہے ہیں وہ انھیں حکومتوں کے معاشی منصوبوں کی دین ہے۔

س: کانگریس کے پاس صوبوں کی سطح پر نہ نوجوان لیڈر ہیں اور نہ ہی اُبھرتے ہوئے عوامی لوگ ہیں جبکہ آج بزرگوں کا دور ختم ہوچکا ہے۔

ج: خوداعتمادی سچی قیادت کی پہچان ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے کئی ساتھی جنھیں پارٹی نے زمین سے آسمان پر پہنچایا وہ صرف اقتدار کے خوف یا اس کے لالچ میں ہمیں چھوڑ کر چلے گئے مگر آج ہم جس پوزیشن میں ہیں وہ نوجوانوں کے لیے سیڑھی کا کام کرسکتی ہے۔ آج پارٹی میں نوجوانوں کے لیے آگے بڑھنے اور کام کرنے کا موقع ہے۔

س: ملک میں اپوزیشن اتحاد بھی ایک موضوع ہے مگر کانگریس اس موضوع پر آگے بڑھنے اور اتحاد کا مرکز بننے کے بجائے پارٹیوں کو خیموں میں بانٹ رہی ہے۔ ایسا ان پارٹیوں کے رہنماؤں کی بڑھی ہوئی خواہشات کی وجہ سے ہے یا ان پارٹیوں کے لیڈروں کے الزام کے مطابق کانگریس کے تکبر کی وجہ سے ہے؟

ج: اپوزیشن کی بہت سی پارٹیاں مختلف صوبوں میں کانگریس کی مخالفت کرکے محض بی جے پی کی راہ ہموار کرتی ہیں جس کا پورا پورا فائدہ بی جے پی کو ہوتا ہے، ایسے میں یہ کہنا کہ اپوزیشن اتحاد میں بی جے پی کا تکبر حائل ہے قطعی غلط اور نامناسب بات ہوگی۔ □□

سول سروسز امتحان ۲۰۲۱ء کے نتائج کا اعلان، شروتی بنی ٹاپر، ۲۳ مسلم طلبا ہوئے کامیاب

یونین پبلک سروس کمیشن (یو پی ایس سی) نے ۳۱/مئی کو سول سروسز امتحان ۲۰۲۱ء کے نتائج کا اعلان کیا، جس میں پہلے تین مقام پر خواتین کا قبضہ ہے۔شروتی شرما پہلے مقام پر ہیں، جبکہ انکتا اگروال اور گامنی سنگلا نے بالترتیب دوسرا اور تیسرا مقام حاصل کیا۔ کمیشن نے بتایا کہ ۵۰۸ مرد اور ۱۷۷ خواتین سمیت مجموعی طور پر ۶۸۵/امیدوار کامیاب ہوئے اور کمیشن نے مختلف سینٹرل سروسیز میں تقرری کے لیے ان کے ناموں کی سفارش کی ہے۔ کمیشن نے کہا کہ کامیاب امیدواروں میں پہلے تین مقام پر خواتین رہیں۔ دہلی یونیورسٹی سے تاریخ میں گریجویٹ شرما کا امتحان میں ایک متبادل مضمون تاریخ بھی تھا۔ دہلی یونیورسٹی سے علم معاشیات میں گریجویشن کی پڑھائی کرنے والی اگروال دوسرے مقام پر رہیں۔ امتحان میں ان کے متبادل موضوع پولیٹیکل سائنس اور انٹرنیشنل ریلیشن تھے۔ کمپیوٹر سائنس میں بی ٹیک کرنے والی سنگلا تیسرے مقام پر ہیں۔ امتحان میں ان کا متبادل مضمون سوشل سائنس تھا۔ ایشوریہ ورما چوتھے، جبکہ اتکرش دویدی پانچویں مقام پر رہے۔ اعلیٰ ۲۵ مقام پر ۱۵ مرد اور ۱۰ خواتین ہیں۔ وزیراعظم نریندر مودی نے کامیاب امتحان دہندگان کو مبارکباد دی اور امتحان پاس نہ کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کی۔ انہوں نے ٹوئیٹ کیا کہ سول سروس (مین) امتحان ۲۰۲۱ء پاس کرنے والوں کو مبارکباد۔

کامیاب مسلم طلباء

نمبرشمار	نام	رینک
(۱)	اریبہ نعمان	۱۰۹
(۲)	محمد صبور خان	۱۲۵
(۳)	سید مصطفیٰ ہاشمی	۱۶۲
(۴)	عفنان عبدالصمد	۲۷۴
(۵)	ارشد محمد	۲۷۶
(۶)	محمد ثاقب عالم	۲۷۹
(۷)	اسرار احمد کچلو	۲۸۷
(۸)	محمد عبدالرؤف شائق	۳۰۹
(۹)	نازش عمر انصاری	۳۴۴
(۱۰)	فیصل خان	۳۶۴
(۱۱)	شمائلہ چودھری	۳۶۸
(۱۲)	معاش ٹاک	۳۸۶
(۱۳)	محمد قمرالدین خان	۴۱۴
(۱۴)	محمد شبیر	۴۱۹
(۱۵)	فیصل رضا	۴۴۱
(۱۶)	معصوم رضا خان	۴۵۷
(۱۷)	آصف اے	۴۶۴
(۱۸)	مسکان ڈاگر	۴۷۴
(۱۹)	تحسین بانو داوٗدی	۴۸۳
(۲۰)	شیخ محمد زیب ذاکر	۴۹۶
(۲۱)	محمد صدیق شریف	۵۱۶
(۲۲)	محمد شوکت عظیم	۵۴۵
(۲۳)	انور حسین	۶۰۰

ان نوجوانوں کو میری نیک خواہشات، جو ہندوستان کے ترقیاتی سفر کے ایک اہم وقت میں اپنے ایڈمنسٹریٹو کیریئر کی شروعات کررہے ہیں، جب ہم آزادی کا امرت مہوتسو منا رہے ہیں۔ وزیراعظم نے لکھا کہ میں ان لوگوں کی مایوسی کو پوری طرح سے سمجھتا ہوں، جو سول سروس امتحان کو پاس نہیں کرسکے، لیکن میں بھی جانتا ہوں کہ یہ بہترین نوجوان ہیں، جو بھی شعبہ میں اپنی شناخت بنائیں گے اور ہندوستان کا سر فخر سے اونچا کریں گے، انہیں میری نیک خواہشات۔ وہیں کانگریس کے سابق صدر راہل گاندھی نے یو پی ایس سی کے سول سروسز امتحان میں کامیاب امیدواروں کو مبارکباد دی اور مستقبل کے لئے انہیں نیک خواہشات پیش کیں۔ انہوں نے ٹویٹ کیا کہ یو پی ایس سی سول سروسز امتحان میں اس سال کامیاب ہونے والے امیدواروں کو مبارکباد۔ اعلیٰ تین مقامات پر خواتین کو دیکھ کر خوشی ہوتی ہے۔ آپ لوگوں پر پوری لگن اور عزم کے ساتھ ہندوستان کی خدمت کرنے کی بڑی ذمہ داری ہے۔ مستقبل کے لئے آپ لوگوں کو نیک خواہشات۔ کمیشن نے بتایا کہ کامیاب امتحان دہندگان میں جنرل کیٹگری کے ۲۴۴، اقتصادی طور پر کمزور طبقہ کے ۷۳، دیگر پسماندہ طبقہ کے ۲۰۳، درج فہرست ذات کے ۱۰۵، اور درج فہرست قبائل کے ۶۰ امتحان دہندگان شامل ہیں۔ ہر (باقی صـ۱۴ پر)

ہوا کے دوش پر

ملک میں تعلیم بن چکی ہے ایک بڑی صنعت: عدالت عظمیٰ

ملک میں ایجوکیشن بڑی صنعت بن چکی ہے۔اس کے سبب ملک میں میڈیکل ایجوکیشن کا خرچ نہ اُٹھا پانے والے طلبا کو یوکرین جیسے ملکوں میں جانا پڑ رہا ہے۔ایک معاملے کی سماعت کرتے ہوئے سپریم کورٹ نے یہ تبصرہ کیا۔کئی عرضیوں کی سماعت کرتے ہوئے عدالت نے یہ بات کہی، جن میں مرکزی سرکار کو حکم دینے کا مطالبہ کیا گیا تھا کہ انہیں فارمیسی کالج کھولنے کی اجازت دی جائے۔دراصل فارمیسی کونسل آف انڈیا نے ۲۰۱۹ء میں نئے فارمیسی کالج بنانے پر روک لگادی تھی۔ادارہ کا کہنا تھا کہ ملک میں فارمیسی کالج ایک صنعت کی شکل لے رہی ہے اور اس پر روک لگانی چاہئے۔معاملے کی سماعت کرتے ہوئے جسٹس آر گوئی اور ہیما کوہلی نے کہا کہ ہر کوئی جانتا ہے کہ ملک میں تعلیم آج ایک صنعت بن گئی ہے۔انہیں آپریٹ کرنے والے بڑے کاروباری گروپ ہیں۔ان کے بارے میں سوچنا چاہئے۔میڈیکل ایجوکیشن کی قیمت بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو یوکرین جیسے ملکوں میں جانا پڑ رہا ہے۔سالیسٹر جنرل تشار مہتا نے عدالت میں کہا کہ ملک میں جس طرح کی صورتحال ہے، اس پر دھیان دینا چاہئے۔کالجوں نے خود ہی عدالت میں بتایا ہے کہ انہوں نے سرکاری روک کے سبب دو سال کھودے ہیں، ہم طلبا کی عرضی کو سمجھتے ہیں لیکن یہ کالج ایک انڈسٹری بن چکے ہیں۔تشار مہتا نے سرکار کا موقف رکھتے ہوئے کہا کہ اس طرح کے کالجوں کی تعداد بڑھ رہی تھی، اس لیے ہم نے پانچ سال کے لیے روک لگائی تھی۔انہوں نے کہا کہ عدالت جانتی ہے کہ ملک میں کس طرح سے انجینئرنگ کالجوں کو شاپنگ سینٹروں کی طرح چلایا جارہا ہے۔ملک میں پہلے ہی ۲۵۰۰ کالج موجود ہیں۔اس پر عدالت نے اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ ہم بھی ملک میں کالجوں کی تعداد بڑھنے دینا چاہتے ہیں۔ایک وقت میں تو ملک میں بڑی تعداد میں انجینئرنگ اور بی ایڈ کالج تھے۔عدالت نے کہا کہ ہم فارمیسی کونسل آف انڈیا سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ درخواست دہندہ کالجوں کے مطالبہ پر غور کرے جنہوں نے تین ہائی کورٹوں میں بھی عرضی داخل کی تھی۔

سفر حج ۲۰۲۲ء کیلئے گائڈ لائن

حج کمیٹی آف انڈیا نے سفر ۲۰۲۲ء سے متعلق عازمین حج کے لیے تازہ رہنما اصول جاری کیے ہیں تاکہ سفر حج کے دوران انھیں کسی طرح کی کوئی پریشانی نہ ہو اور وہ خوش اسلوبی سے اپنے فریضہ کو ادا کرسکیں۔ حج کمیٹی آف انڈیا کی ایک ریلیز کے مطابق رہنما اصول میں خواتین سے متعلق کہا گیا ہے ایسی خواتین کو جو حمل کے آخری مرحلہ میں ہیں طیارے میں سوار ہونے کی اجازت نہیں ہوگی کیونکہ ماں اور پیدا ہونے والے بچے کی صحت سے متعلق شدید خطرات لاحق ہوسکتے ہیں۔ سعودی عرب کے حکام نے بھی اس کے تعلق سے متنبہ کیا ہے۔ اس میں عازمین حج کو صلاح دی گئی ہے کہ وہ اپنے پورے سفر کے دوران حج ویزا کی ہارڈ اور سافٹ کاپی اپنے پاس رکھیں تاکہ ضرورت پڑنے پر اسے دکھا سکیں۔ سم کارڈ ایکٹی ویشن صرف سعودی عرب پہنچنے کے بعد ہی ہوگا۔ عازمین حج کی سہولت کے لیے سم کارڈ فراہم کرنے والوں کی طرف سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دونوں مقامات پر وافر تعداد میں کیوسک قائم کیے جائیں گے۔ تاہم ایکٹی ویشن کے لیے فنگر پرنٹ کی ضرورت ہوگی۔

راجیہ سبھا میں نہیں ہوگا بی جے پی کا کوئی مسلم رکن

بی جے پی نے ۱۰/جون کو ہونے والے راجیہ سبھا انتخابات کے لئے ۲۲ ۱۰امیدواروں کے ناموں کا اعلان کردیا ہے، جن میں ایک بھی مسلم امیدوار نہیں ہے۔ بی جے پی نے اس سے قبل مسلم امیدواروں مختار عباس نقوی، ایم جے اکبر اور سید ظفر اسلام کو راجیہ سبھا میں بھیجا تھا، لیکن ان تینوں کی مدت کار ختم ہورہی ہے۔ چونکہ بی جے پی نے ان میں سے کسی کو بھی راجیہ سبھا کے لئے دوبارہ نامزد نہیں کیا ہے لہٰذا بی جے پی کی طرف سے اب راجیہ سبھا میں ایک بھی مسلم امیدوار نہیں ہوگا۔ واضح رہے کہ مختار عباس نقوی کی راجیہ سبھا کی مدت کار ۷/جولائی کو ختم ہورہی ہے۔ اگر چھ مہینے کے اندر اندر وہ پارلیمنٹ کے رکن نہیں بنے تو انہیں عہدۂ وزارت سے بھی استعفیٰ دینا پڑے گا۔ ایسے میں ممکن ہے کہ بی جے پی ان کے لئے کوئی راستہ نکالے۔ تاہم چہ میگوئیاں ہیں کہ مختار عباس کو رامپور لوک سبھا سیٹ سے ضمنی انتخابات میں امیدوار بنایا جائے گا۔ دوسری طرف سید ظفر اسلام کی مدت کار ۴/جولائی اور ایم جے اکبر کی مدت کار ۲۹/جون کو ختم ہونے جارہی ہے۔ تاحال صدر کی جانب سے نامزد کیے جانے والے زمرے میں سے سات نشستیں خالی ہیں۔ ایسے میں سوال کیا جارہا ہے کہ کیا بی جے پی کسی معروف مسلم چہرے کو نامزد کرکے راجیہ سبھا میں بھیجے گی؟ خیال رہے کہ لوک سبھا میں بی جے پی کے پاس پہلے ہی کوئی مسلم ایم پی نہیں ہے۔ ۲۰۱۹ء کے لوک سبھا انتخابات میں بی جے پی نے چھ مسلم امیدوار میدان میں اتارے تھے لیکن وہ بھی ہار گئے تھے۔ این ڈی اے میں صرف ایک مسلم رکن پارلیمنٹ محبوب علی قیصر ہیں، جو ایل جے پی کے ٹکٹ پر جیت کر آئے ہیں۔ یاد رہے کہ ۱۰/جون کو پندرہ ریاستوں میں راجیہ سبھا کی کل ۵۷ سیٹوں کے لئے انتخابات ہونے والے ہیں۔

ماضی کے جھروکے سے

تاریخ اسلام کا ایک ورق

حضرت رجاء بن حیوہؒ جو صلابت رائے اور علم و عمل کے حامل تھے 1

تابعین کی صدی میں تین آدمی ایسے تھے کہ اس وقت کے لوگوں نے ان کا کوئی ثانی نہیں دیکھا تھا، گویا کہ وہ تینوں طے شدہ وقت پر آپس میں آئے تھے۔

انہوں نے ایک دوسرے کو حق وصبر کی تلقین کی اور خیر و بھلائی میں ایک دوسرے کا ساتھ دیا، ساری زندگی علم وتقویٰ پر کار بند رہے اور اپنے آپ کو اللہ ورسول اور مسلمانوں کے عوام وخواص کی خدمت میں لگائے رکھا۔

یہ تین آدمی عراق میں محمد بن سیرین، حجاز میں قاسم بن محمد بن ابی بکر اور شام میں رجاء بن حیوہ تھے۔

آیئے ان برگزیدہ و صالح آدمیوں میں سے تیسرے شخص جاء بن حیوہ کی صحبت میں چند مبارک لمحات بسر کریں۔

رجاء بن حیوہ سرزمین فلسطین کے علاقے بیسان میں پیدا ہوئے، ان کی ولادت خلافت عثمانی کے آخری دور میں ہوئی، ان کا آبائی تعلق عرب قبیلہ کندہ سے تھا، اس طرح رجاء فلسطینی الوطن، عربی النسل اور خاندانی اعتبار سے کندی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

اس کندی نوجوان نے صغرسنی سے اطاعت الٰہی کے ماحول میں پرورش پائی تو اللہ نے اسے اپنا اور اپنی مخلوق کا محبوب بنا دیا، وہ انتہائی چھوٹی عمر میں ہی حصولِ علم کی طرف متوجہ ہوئے تو علم نے ان کے دل کو خالی وزرخیز وسیراب پا کر وہاں مستقل ڈیرے ڈال لیے، انہوں نے کتاب اللہ سے سیراب ہونے اور حدیث رسول سے زادِراہ پانے کو اپنی سب سے بڑی فکر مندی ٹھہرالیا تھا۔

اس طرح قرآن کے نور سے ان کی فکر روشن ہوگئی اور نبوت کی لو سے ان کی بصیرت بھڑک اٹھی، ان کا دل موعظت وحکمت سے بھر گیا اور جسے حکمت مل گئی، اس سے تو خیر کثیر عطا ہوگئی۔

انہیں یہ سعادت نصیب ہوئی کہ وہ ابوسعید خدری، ابوالدرداء، ابوامامہ، عبادہ بن صامت، معاویہ بن ابوسفیان، عبد اللہ بن عمرو بن العاص اور نواس بن سمعان رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ سے علم وعرفان کی دولت لازوال وبیش بہا حاصل کریں، یہ صحابہ تو رجاء بن حیوہ کے لیے ہدایت کے چراغ اور علم وعرفان کی مشعلیں تھیں۔

رجاء بن حیوہ خلفائے بنی امیہ میں عبدالملک بن مروان سے لے کر عمر بن عبدالعزیز کے دور تک ایک گروہ کے وزیر بھی رہے، لیکن سلیمان بن عبدالملک اور عمر بن عبد العزیز کے ساتھ ان کی رفاقت پہلے خلفاء سے کہیں بڑھ کر تھی۔

اس سعادت مند نوجوان نے اپنے لیے ایک دستور بنا رکھا تھا جس پر ساری زندگی عمل پیرا ہے جیسے کہ وہ کہتے ہیں: وہ اسلام کیا ہی اچھا ہے جس کو ایمان زینت بخشے۔

اور وہ ایمان کیا ہی خوب ہے تقویٰ جس کا حسن بن جائے۔ اور وہ تقویٰ کیا ہی کمال ہے جس کی زینت علم ہو اور اس عمل کے کیا کہنے جسے انکساری وعاجزی کا بناؤ سنگھار مل جائے۔

رجاء بن حیوہ خلفائے بنی امیہ میں عبدالملک بن مروان سے لے کر عمر بن عبدالعزیز کے دور تک ایک گروہ کے وزیر بھی رہے، لیکن سلیمان بن عبدالملک اور عمر بن عبد العزیز کے ساتھ ان کی رفاقت پہلے خلفاء سے کہیں بڑھ کر تھی۔

رائے میں صلابت، گفتگو میں سچائی، نیت میں اخلاص اور معاملات کو حکمت کے ساتھ سلجھانے کی خوبی نے انہیں خلفائے بنی امیہ کے دلوں کے قریب کر دیا تھا، وہ دُنیا جس پر لوگ گرے پڑتے ہیں، خلفاء کے ہاں اس کا وافر سامان موجود تھا لیکن رجاء نے اس سے بے نیازی اختیار کر کے اپنی مذکورہ تمام خوبیوں کو چار چاند لگا دیے تھے۔

خلفائے بنی امیہ کے لیے اللہ کی طرف سے یہ عظیم رحمت اور بہت بڑا اعزاز تھا کہ انہیں رجاء بن حیوہ کی رفاقت میسر آئی تھی۔

رجاء نے ان کو خیر کی طرف بلایا اور اس کے راستوں کی طرف ان کی رہنمائی فرمائی، انہیں برائی سے روکا اور اس کے دروازوں کو ان پر بند کیے رکھا، انہیں حق دکھایا اور اس کی اتباع کو ان کے لیے مرغوب بنایا، باطل کو ان پر روزِ روشن کی طرح واضح کیا اور اس کے ارتکاب ان کے لیے ناپسند بنا دیا، اس طرح انہوں نے اللہ اس کے رسول، ائمہ مسلمین اور عام مسلمانوں کے لیے خیر خواہی کا فریضہ سرانجام دیا۔ (جاری)

خدا کی خوشنودی کا راستہ

بھائیو! قرآن میں ارشاد ہوا کہ: ”نیکی کا مرتبہ تم کو نہیں مل سکتا جب تک کہ وہ سب چیزیں خدا کیلئے قربان نہ کردو جو تم کو عزیز ہیں۔“ (آل عمران: ۹۲) بس یہی آیت اسلام اور ایمان کی جان ہے۔ اسلام کی اصل شان یہی ہے کہ جو چیزیں تم کو عزیز ہیں ان کو خدا کی خاطر قربان کردو۔ زندگی کے سارے معاملات میں تم دیکھتے ہو کہ خدا کا حکم ایک طرف بلاتا ہے اور نفس کی خواہشات دوسری طرف بلاتی ہیں۔ خدا ایک کام کا حکم دیتا ہے، نفس کہتا ہے کہ اس میں تو تکلیف ہے یا نقصان۔ خدا ایک بات سے منع کرتا ہے، نفس کہتا ہے کہ یہ تو بڑی مزیدار چیز ہے یا بڑے فائدے کی چیز ہے۔ ایک طرف خدا کی خوشنودی ہوتی ہے اور دوسری طرف ایک دنیا کی دنیا کھڑی ہوتی ہے۔ غرض زندگی میں ہر ہر قدم پر انسان کو دو راستے ملتے ہیں۔ ایک راستہ اسلام کا ہے اور دوسرا کفر و نفاق کا۔ جس نے دنیا کی ہر چیز کو ٹھکرا کر خدا کے حکم کے آگے سر جھکا دیا، اس نے اسلام کا راستہ اختیار کیا۔ اور جس نے خدا کے حکم کو چھوڑ کر اپنے دل کی یا دنیا کی خوشی پوری کی اس نے کفر یا نفاق کا راستہ اختیار کیا۔

سوئٹزرلینڈ کا نظامِ حکومت (۶)

اس دستور میں جمہوریت کو نمایاں ترین پوزیشن حاصل ہے۔ اس ملک میں کبھی بھی بادشاہت نہیں رہی۔ یہاں کے باشندوں کو ہمیشہ بادشاہت اور سامراجیت (Imperialism) سے دلی نفرت رہی۔ اس مملکت کو جملہ شہریوں کی جاگیر کہا جاسکتا ہے جسے نہ تو کسی کے ورثے میں دیا جاسکتا ہے اور نہ اسے کسی چنے ہوئے یا منتخبہ شخص کے حوالے کیا جاسکتا ہے۔ دستور کی رو سے صرف خاص خاص امور مرکزی یا وفاقی حکومت کے دائرۂ اختیار میں ہیں اور بقیہ جملہ غیر تشریح شدہ امور کینٹوں کو حاصل ہیں۔ اس طرح سے وفاقی مملکت (Federal State) سے زیادہ عہدیہ (Confederation) ہے۔

امریکن ریاستوں کی طرح کینٹوں کو اپنا دستور بنانے اور مرتب کرنے کی پوری آزادی حاصل ہے بشرطیکہ ان کی حکومت جمہوری (Republican) ہو اور اس میں عام لوگوں یا جمہور کے حسب منشا ترمیم کرنے کی گنجائش ہو اور وفاقی دستور کی منشا یا اسپرٹ کے خلاف نہ ہو۔ اس ملک کی ریاستیں یا صوبے یعنی Cantons امریکن ریاستوں سے کہیں زیادہ بااختیار ہیں۔ سوئس رائے عامہ ہمیشہ اس کی مخالفت رہی کہ ان کی اہمیت کو کسی طرح کم کیا جائے یا ختم کیا جائے۔

اس دستور کی ایک اہم خصوصیت اس کا غیر لچکدار پن (Rigidity) ہے۔ اس میں ترمیم ایک مخصوص ضابطے یا طریقۂ کار کے مطابق کی جاسکتی ہے۔

اس دستور کا سب سے نمایاں پہلو اس کی انتظامیہ کی نوعیت ہے۔ مملکت کے کسی بھی فرد واحد کو انتظامیہ کا سربراہ نہیں قرار دیا جاسکتا۔ جملہ انتظامی اختیارات سات افراد پر مشتمل فیڈرل کونسل (Federal Council) کو حاصل ہیں۔ ہر سال اس کونسل کے صدر کو بھی منتخب کیا جاتا ہے لیکن اسے وہی اختیارات حاصل ہوتے ہیں جو کونسل کے دوسرے عام ممبروں کو حاصل ہوتے ہیں۔ اس ملک کی انتظامیہ (Executive) بالکل خاص نوعیت اور قسم کی ہے جو برطانوی اور امریکن انتظامیہ سے بالکل الگ اور مختلف ہے۔ مقنّنہ یا مجلس قانون ساز اگر اس بات کو نہ مانے تو یہ مستعفی نہیں ہوتی۔ اس کی عدلیہ (Judiciary) بھی دوسری وفاقی مملکتوں کی سپریم کورٹ (Supreme Court) سے بالکل مختلف ہے۔ یہ نہ تو مرکزی مجلس قانون ساز کے پاس کیے ہوئے قوانین کو خلاف دستور قرار دے سکتی ہے اور نہ دستور کی تشریح مجلس قانون ساز کے پاس کیے ہوئے قوانین کو خلاف دستور قرار دے سکتی ہے اور نہ دستور کی تشریح یا تعبیر یا تاویل (Interprete) کر سکتی ہے۔ یہ صرف Cantons کے ان قوانین کو خلاف قانون قرار دے سکتی ہے جو کسی وفاقی قانون (Federal Law) کی منشا یا اسپرٹ کے خلاف ہو۔

اس دستور کی نمایاں ترین خصوصیت بلاواسطہ براہِ راست جمہوریت (Direct Democracy) ہے۔ اس ملک میں مجلس قانون ساز کے ممبروں کو غیر محدود اختیارات حاصل نہیں ہیں بلکہ ریفرنڈم اور Initiative کے ذریعے عام لوگ یا جمہور حکومت پر مؤثر کنٹرول رکھتے ہیں۔ یہ دستور کی نمایاں ترین خصوصیت ہے۔

دستور کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ماتحت ایک غیر مذہبی (Secular) جمہوریت قائم کی گئی ہے۔ کلیسا کو مملکت سے بالکل علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ مملکت کا کوئی مذہب نہیں۔ سوئٹزرلینڈ کے ہر باشندے کو بلالحاظ امتیاز نسل یا قومیت یا مذہب کے برابر کے حق حاصل ہیں۔ مذہبی مقاصد کے لیے کسی قسم کے ٹیکس نہیں لگائے جاسکتے۔

سوالات: (۱) سوئٹزرلینڈ کے دستور کی امتیازی خصوصیات کو بیان کیجیے۔ (۲) سوئٹزرلینڈ کی دوسری خصوصیات بیان کیجیے۔

گاھے گاھے باز خواں......

ہفت روزہ الجمعیۃ ۱۶ سال پہلے

ماضی کے جھروکوں سے حال پر روشنی ڈالتے ہوئے مستقبل کا اشاریہ!

ہفت روزہ **الجمعیۃ** نئی دہلی

۱۱/تا۱۷/جنوری ۲۰۰۶ء

فلسطین و لبنان کے خلاف اسرائیلی جارحیت
عالم اسلام آخر کب بیدار ہوگا؟

۲۰۰۶ء میں اسرائیل کی طرف سے فلسطین اور لبنان پر زبردست حملے ہوئے اور دونوں ملکوں کو زبردست نقصان اُٹھانا پڑا۔ اس پر ہفت روزہ الجمعیۃ کے مدیر تحریر ایم ایس جامعی نے ایک اداریہ تحریر کیا تھا جو حسب ذیل ہے۔

گذشتہ ڈیڑھ ماہ سے صیہونی اسرائیل امریکہ کی سرپرستی میں جس طرح مشرقِ وسطیٰ میں غنڈہ گردی اور قتل وغارت گری کا ننگا مظاہرہ کررہا ہے۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ جون کے آخری عشرہ میں اس نے اپنے ایک فوجی کے اغوا کو بہانہ بنا کر پہلے فلسطین کو تاخت وتاراج کیا۔ فلسطینی اتھارٹی کے وزراء کو یرغمال بنایا اور مسلسل ہوائی حملے کر کے سینکڑوں فلسطینی بچوں، خواتین اور نوجوانوں کو موت کی نیند سلا ڈالا اور اب گذشتہ تقریباً ایک ماہ سے اس کا یہ قہر لبنان پر جاری ہے۔ لبنان پر حملے کے لیے بھی اس نے اپنے دو فوجیوں کے اغوا کو بہانہ بنایا ہے۔ لبنان پر حملوں کی شدت روز بروز بڑھتی جارہی ہے اور ہر روز سینکڑوں لبنانی مسلم نوجوان موت کی آغوش میں دھکیلے جارہے ہیں۔ لبنان پر حملوں کے دوران بھی اسرائیل طیاروں، راکٹوں اور بموں کا استعمال کررہا ہے جن سے لبنانی شہریوں کی ہلاکت کے علاوہ لبنان کے ہوائی اڈّے سمیت ملک کی اہم شاہراہیں اور عبادت گاہیں کھنڈر بن چکی ہیں۔ شہری آبادی بری طرح متاثر ہے اور رہائشی علاقے ملبے کا ڈھیر بن چکے ہیں اور حالات کی ستم ظریفی یہ ہے کہ نہ صرف امریکہ بلکہ پورا یوروپ اسرائیل کی حمایت کررہا ہے جبکہ عالم اسلام خاموش تماشائی بنا ہوا ہے اور غالباً یہی وجہ ہے کہ اسرائیل کی اس جارحیت پر ایک ماہ کا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود ابھی تک اسرائیلی سفاکی میں کمی کے دور دور تک کوئی آثار نظر نہیں آرہے ہیں۔ ۱۹۸۴ء میں جب امریکہ اور یوروپ نے نام نہاد اقوامِ متحدہ کے ذریعہ قلب عرب میں یہ صیہونی خنجر پیوست کیا تھا چھٹی حس رکھنے والے لوگوں نے اسی وقت محسوس کرلیا تھا کہ اب نہ صرف مشرقِ وسطیٰ، عرب ممالک بلکہ پورے عالم اسلام پر بجلیاں گرنے والی ہیں اور سب نے کھلی آنکھوں دیکھ لیا کہ ان کا یہ احساس کتنا صحیح تھا۔ آج جو صورتحال ہے وہ اس احساس کی بھرپور تائید کررہی ہے۔ صیہونی درندہ اسرائیل پوری ڈھٹائی کے ساتھ اپنی درندگی کا مظاہرہ کررہا ہے اور کھلے عام اعلان کررہا ہے کہ اس کا اصل مقصد ”عظیم تر اسرائیل“ کا قیام ہے جس کی سرحدیں ایک طرف نیل وفرات کو چھورہی ہوں گی اور دوسری طرف پورا حجاز اس کی اس مملکت کا حصہ ہوگا جس میں مکۃ المکرّمہ اور مدینۃ الرسولؐ بھی شامل ہیں۔ مغربی ملکوں کی یہ ایک شاطرانہ چال تھی۔ انھوں نے عالمِ اسلام کو کمزور کرنے اور اس کی زیر زمین پائے جانے والے سیّال سونے سے اسے فائدہ نہ اٹھانے دینے کے لیے اسے ایک ایسی سرد جنگ میں دھکیل دیا تھا جس کی کوئی آخری حد نہیں ہے۔

اس حقیقت کو جھٹلانا ممکن نہیں ہے کہ مشرقِ وسطیٰ میں تمام مسائل، مشکلات اور مصائب کی اصل جڑ اسرائیل ہے۔ یہ ایک ایسی قوم پر مشتمل ریاست ہے جس میں عیاری، مکاری اور دسیسہ کاری پوری طرح کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ یوروپ کے جن ملکوں میں یہودی آباد ہیں وہ ملک ان سے ہمیشہ چوکنے رہے ہیں۔ جرمنی میں ہٹلر کے ذریعہ یہودیوں پر ظلم وستم کی جو داستانیں یوروپ کے راستے دنیا تک پہنچی ہیں حالانکہ وہ کافی مبالغہ آمیز ہیں، لیکن جتنی بھی سچائی ہے وہ بھی بے بنیاد نہیں ہے۔ یہی وہ قوم ہے جس نے اپنی ساہوکاری کے ذریعہ پورے جرمنی کی دولت اکٹھا کر کے یوروپ تک پہنچائی تھی اور معاشی واقتصادی طور پر پورے جرمنی کو بھکاری بنا دیا تھا اور یہ ہی غصہ تھا جس کی وجہ سے ہٹلر کو یہودیوں سے جرمنی کو پاک کرنا پڑا تھا اور چونکہ جرمنی سے راہِ فرار اختیار کر کے یہ یہودی یوروپ کا رُخ کررہے تھے اس لیے یوروپ نے اسی میں اپنی بہتری سمجھی کہ انھیں ان کی ارضِ موعود کے نام پر قلبِ عرب میں ایک خطہ مہیا کرا دیا جائے۔ اس سے یوروپ کو دو فائدے مل گئے۔ ایک فائدہ تو یہ ہوا کہ وہ اس عیار اور مکار قوم کی عیاری اور دسیسہ کاریوں سے محفوظ ہوگیا اور دوسرا فائدہ اسے یہ ملا کہ یہودیوں اور مسلمانوں کو برسرپیکار کر کے انھیں مسلمانوں سے ہلال وصلیب کی سابقہ جنگوں میں ہونے والی ہزیمتوں کا بدلہ چکانے کا موقع مل گیا۔ آج اسرائیل کے پاس جدید تکنیک کے تمام ہتھیار موجود ہیں۔ اس کی ایٹمی صلاحیت بھی کافی بڑھ چکی ہے اور امریکہ کی زیر نگرانی اس کی ترقی کا یہ عمل مسلسل جاری ہے۔ اس لیے آج وہ نہ صرف فلسطین، لبنان اور عالم عرب بلکہ پورے عالم اسلام کو آنکھیں دِکھانے کی پوزیشن میں پہنچ گیا ہے اور غالباً یہی وجہ ہے کہ اب اس کی نگاہیں فلسطین اور لبنان سے آگے بڑھ کر شام کو بھی نشانہ بنانے پر لگی ہوئی ہیں۔ ظاہر ہے ایسے حالات میں خود عالم اسلام کو ہی آگے بڑھ کر اپنے تحفظ کو انتظام کرنا ہوگا۔ اس لیے کہ صیہونیت کا سیدھا نشانہ مسلمان ہی ہیں۔

عالم اسلام بالخصوص عرب ممالک ماضی میں جو غلطیاں کر چکے ہیں جب تک وہ ان سے سبق لے کر اپنا مستقبل نہیں سنواریں گے اس وقت تک نہ تو وہ صیہونیت کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی وہ اپنے عوام کی خوشحالی اور ترقی کا کوئی ہدف حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کے لیے اوّلین شرط ان کا باہمی اتحاد ہے۔ جب تک ان میں اتحاد نہیں ہوگا اسرائیل انھیں ایک ایک کر کے کمزور کرتا رہے گا۔ آج فلسطین کی باری ہے، کل لبنان کا نمبر ہے اور اس کے بعد شام، مصر اور اردن کا نمبر آتا رہے گا۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ اگر اسرائیل کو یہ معلوم ہو جائے کہ اگر اس نے کسی ایک ملک کو بھی چھیڑا تو پوری اسلامی دنیا اس کے خلاف اُٹھ کھڑی ہوگی تو یہ بات یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ وہ کسی کو بھی چھیڑنے کے لیے پہلے سو بار سوچے گا اور اس کے بعد ہی قدم آگے بڑھائے گا۔ آج اس کی کامیابی کا راز ہی اسلامی ملکوں خاص طور پر عرب ملکوں کا باہمی انتشار ہے دوسرے قدرت نے عربوں کو جو وسائل عطا کیے ہیں وہ ان کا مؤثر استعمال کرنا سیکھیں۔ آج ان کے سیال سونے کی اصل قیمت امریکہ حاصل کر کے پوری دنیا پر حکمرانی کر رہا ہے۔ اگر عرب اپنے ان وسائل کا صحیح استعمال کرنا سیکھ لیں تو وہ ایک دن امریکہ اور اس کے فرعون صفت حکمرانوں کو خود اپنی آنکھوں سے اپنے قدموں میں پڑا ہوا دیکھیں گے۔ اس لیے اب ضروری ہوگیا ہے کہ پورا عالم اسلام یہ سمجھ لے کہ صیہونیت کے بڑھتے ہوئے اس دائرے سے سب سے زیادہ نقصان عالم اسلام کو ہی ہوگا اور اگر ہوشمندی کے ساتھ اس کا تدارک نہ کیا گیا اور اس کے سدباب کے لیے کوئی سنجیدہ کوشش نہ کی گئی تو نہ صرف اسرائیل کی دہشت گردی کا وہ خود شکار ہوجائیں گے بلکہ پورے عالم انسانیت کو بھی خطرہ میں ڈال دیں گے۔

عالم اسلام

عازمین حج کیلئے کووڈ ٹیسٹ سے متعلق پالیسی میں تبدیلی

سعودی سول ایوی ایشن اتھارٹی نے عازمین حجاج کے لیے کورونا وائرس ٹیسٹ سے متعلق پالیسی گائڈ لائن میں تبدیلی کردی۔ سعودی سول ایوی ایشن اتھارٹی نے ایئرلائنز کو نیا ہدایت نامہ جاری کیا ہے جس میں حج کے لیے آنے والے افراد کا سعودی عرب روانہ ہونے سے ۷۲ گھنٹے قبل ٹیسٹ لازمی قرار دیا گیا ہے۔ سعودی ایوی ایشن نے اس سے پہلے ۴۸ گھنٹے قبل کورونا وائرس ٹیسٹ کی شرط رکھی تھی۔ سعودی سول ایوی ایشن اتھارٹی کا کہنا ہے کہ کورونا سے متعلق پالیسی گائیڈ لائن کی خلاف ورزی پر سعودی وزارت صحت کے قوانین کے تحت کارروائی ہوگی۔ واضح رہے کہ ایوی ایشن اتھارٹی کے مطابق حج کے لیے آنے والوں کی عمر ۶۵ سال سے کم ہونا لازم ہے۔

غیر قانونی طور پر شیر رکھنے پر دس سال قید اور تیس ملین ریال جرمانے کی سزا

سعودی قومی مرکز برائے افزائش جنگلی حیاتیات کی ایک ٹیم نے دارالحکومت ریاض کے استراحہ (گیسٹ ہاؤس) سے تین شیر برآمد کیے ہیں۔ عرب نیوز کے مطابق سعودی نوجوان کو استراحہ میں غیر قانونی طور پر شیر رکھنے پر دس سال قید اور تیس ملین ریال جرمانے کی سزا کا سامنا ہے۔ استراحہ کا مالک سعودی نوجوان ماحولیاتی قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے انہیں استراحہ میں رکھے ہوئے تھا۔ العربیہ نیٹ کے مطابق قومی مرکز کی ٹیم نے استراحہ میں موجود تینوں شیروں کو منتقل کرنے سے قبل بے ہوش کیا اور پھر انہیں مرکز لے جایا گیا۔ ماحولیاتی سیکیورٹی فورس کا کہنا ہے کہ مقامی شہری نے گیسٹ ہاؤس میں شیر رکھ کر قانون کی خلاف ورزی کی۔ ماحولیاتی قانون اور اس کے لائحہ عمل کے تحت کسی بھی شخص کو اپنے گھر یا نجی ملکیت میں شیر اور اس جیسے دیگر درندوں کو پالنا اور رکھنا منع ہے۔ قانون کی خلاف ورزی پر تیس ملین ریال تک جرمانہ اور دس سال تک قید کی سزا مقرر ہے۔ دونوں سزاؤں میں سے کسی ایک سزا پر بھی اکتفا کیا جاسکتا ہے۔

سعودی ایجنسی کی جانب سے لبنان میں یومیہ دس ہزار خاندانوں میں روٹیاں تقسیم

سعودی عرب میں شاہ سلمان مرکز برائے امداد وانسانی خدمات کے تحت شمالی لبنان میں الامل فلاحی بیکری منصوبہ جاری ہے۔ اس کے تحت ضرورت مند خاندانوں کو روزانہ کی بنیاد پر مفت روٹی تقسیم کی جارہی ہے۔ سرکاری خبر رساں ایجنسی ایس پی اے کے مطابق شاہ سلمان مرکز نے لبنان کی عکار کمشنری اور المنیہ ڈسٹرکٹ میں الامل فلاحی بیکری کھولی ہوئی ہے۔ شمالی لبنان میں سکونت پذیر شامی، لبنانی اور فلسطینی باشندوں کو روزانہ فی خاندان روٹیوں کے دو پیکٹ فراہم کیے جارہے ہیں۔ یومیہ دس ہزار خاندانوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔ شاہ سلمان مرکز نے یہ پروگرام نادار خاندانوں کے معاشی حالات بہتر بنانے کی غرض سے شروع کیا ہے۔ کھانے پینے کی بنیادی اشیا نادار خاندانوں کو مستقل بنیادوں پر فراہم کی جارہی ہیں۔

جمعیۃ علماء ہند ایک صدی سے زیادہ کا سفر

تحریر: پروفیسر اختر الواسع

جمعیۃ علماء ہند کا قیام نومبر ۱۹۱۹ء میں اس وقت عمل میں آیا جب خلافت کانفرنس دہلی کے موقع پر اس میں شرکت کرنے والے ۲۵ علماء نے اتفاق رائے سے یہ طے کیا کہ ملک کے علماء پر مشتمل ایک جمعیت قائم کی جائے۔ اس کا پہلا اجلاس دسمبر ۱۹۱۹ء میں امرتسر میں مولانا عبدالباری فرنگی محلی کی صدارت میں ہوا۔ نومبر ۱۹۲۰ء میں دہلی میں جمعیۃ علماء ہند کا ایک باقاعدہ اجلاس ہوا جس میں شیخ الہند مولانا محمود حسن صدر، مفتی کفایت اللہ نائب صدر اور مولانا احمد سعید کو ناظم بنایا گیا۔ شیخ الہند کے انتقال کے بعد مفتی کفایت اللہ اور ان کے بعد شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی، مولانا سید فخر الدین احمد، مولانا سید اسعد مدنی اور قاری محمد عثمان منصور پوری یکے بعد دیگرے جمعیۃ علماء ہند کے صدر منتخب ہوئے۔ جمعیۃ علماء ہند کے ناظم عمومی کے منصب پر سحبان الہند مولانا احمد سعید دہلوی، مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد، مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمٰن، فدائے ملت مولانا سید اسعد مدنی، مولانا اسرارالحق قاسمی، مولانا سید محمود اسعد مدنی فائز رہے ہیں اور آج کل مولانا حکیم الدین قاسمی، مولانا سید محمود اسعد مدنی کے زیر صدارت ناظم عمری کے منصب پر فائز ہیں۔

۱۹۱۹ء میں اپنے قیام سے آج تک جمعیۃ علماء ہند نے وطن دوستی، قومی اتحاد، اسلام کی سرفرازی، مسلمانوں کے دینی وملّی تشخص کے تحفظ کو جہاں اپنے لیے حرز جاں بنائے رکھا وہاں جدوجہد آزادی میں اس کے مہتم بالشان کردار کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور ان کے متبعین اور ارادت مندوں کے ذریعے معرکہ شاملی میں جی جان سے انگریزوں سے لڑنا اور پہلی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد بھی ہمت نہ ہارنا اور پھر دارالعلوم دیوبند کا قیام صرف دینی تعلیم کے لیے ہی نہیں کیا گیا بلکہ ہندوستان کو انگریزوں کی غلامی سے آزاد کرانا بھی اس کے مقاصد قیام میں شامل تھا اور جمعیۃ علماء ہند کا قیام بھی اسی منصوبے کی توسیع تھی۔ جمعیۃ نے تحریک ترک موالات میں پرزور انداز میں حصہ لیا، اس کے رہنماؤں کے برطانوی کونسلوں کی مقاطعے کی تجویز منظور کر کے مکمل آزادی کا مطالبہ کیا۔ اسی طرح جمعیۃ علماء ہند کے قائدین نے گاندھی کے ڈانڈی مارچ اور نمک سازی کی تحریک میں بھی شرکت کی۔ جمعیۃ نے فرقہ وارانہ بنیادوں پر ملک کی تقسیم کی بھرپور مخالفت کی اور جب محمد علی جناح نے یہ بیان دیا کہ قومیں مذہب سے بنتی ہیں تو دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث شیخ الہند مولانا محمود حسن کے ساتھ مالٹا میں اسیر رہے شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی نے بھی، جو جمعیۃ علماء ہند کے بھی صدر تھے، یہ کہہ کر محمد جناح کے بیان کو جھٹلایا کہ نہیں، قومیں مذہب سے نہیں، وطن سے بنتی ہیں، لیکن بہرحال ہونی کو کون ٹال سکتا ہے؟ ملک فرقہ وارانہ بنیاد پر تقسیم ہو ہی گیا اور اس کے نتیجے میں دونوں ملکوں کے بیچ جو نقل مکانی ہوئی اس کی کوئی دوسری نظیر ہندوستانی تاریخ میں نہیں ہے۔ اس کے نتیجے میں ایک طرف یہ ہوا کہ مسلمان اپنے ہی گھر میں بے گھر سے ہوگئے اور فرقہ وارانہ جنون نے نوزائیدہ سرحدوں کے اِس پار اور اُس پار وحشت، دہشت اور ہلاکت کے وہ مناظر دیکھے کہ انسانوں نے اپنے اشرف المخلوقات ہونے کی سعادت کو اپنے ہاتھوں سے تار تار کر دیا اور جس کو احسن تقویم کہا گیا تھا وہ اسفل السافلین بن کر رہ گیا۔ اب جمعیۃ علماء ہند کی وہ قیادت جو پہلے انگریزوں سے لڑی اور جس نے دوقومی نظریے کی سختی سے مخالفت کی تھی اب آزاد ہندوستان میں فائر بریگیڈ کا رول انجام دے رہی تھی۔ ایک اعصاب شکن ماحول میں، مایوسی کے اندھیرے میں اپنے ہم منذ ہوں میں امید ویقین کی جوت جگانا، ان کو ڈھارس بندھانا اور ترکِ وطن سے گریز پر آمادہ کرنا ایک طرف ان کا کام تھا تو دوسری طرف فرقہ وارانہ فسادات میں مسلمانوں کی جان، مال، آبرو کیسے محفوظ رہے اس کی تدابیر کرنا، اور ہم میں سے کون نہیں جانتا کہ شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی اور مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمٰن جیسے مقتدر رہنماؤں کی قیادت میں جمعیۃ علماء ہند نے اس کام کو جی جان سے انجام دیا۔ اس کے ساتھ ہی دسمبر ۱۹۴۷ء میں جمعیۃ علماء ہند نے مولانا ابوالکلام آزاد کی صدارت میں لکھنو میں ایک آزاد ملّی کانفرنس منعقد کر کے وہ مشہور چار نکاتی قرارداد منظور کی جس سے ہندوستانی مسلمانوں کو فرقہ وارانہ سیاست سے الگ ہوکر ایک تعمیری پروگرام پر عمل پیرا ہونے کا حوصلہ ملا۔ لکھنؤ کانفرنس کی قراردادیں درج ذیل ہیں:

(۱) کانگریس مسلمانوں کے جان ومال کی محافظ ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو کانگریس میں شامل ہونا چاہیے۔ (۲) ملک کی سیاست میں مسلمانوں کو غیر مسلم پارٹیوں کے ساتھ مشترکہ جدوجہد کرنی چاہیے۔ (۳) سیکولر جمہوری نظام میں خدمت کے ذریعہ مسلمانوں کو اپنی حیثیت منوانی چاہیے اور اسی نظام کے اندر ترقی کا راستہ ڈھونڈنا چاہیے۔ (۴) جمعیۃ علماء ہند کو ایک سیاسی جماعت کی حیثیت سے تحلیل کیا جانا چاہیے۔ آنے والے دنوں میں انفرادی طور پر مسلمان کانگریس کے پلیٹ فارم سے سیاست کریں گے، مسلمانوں کی علیحدہ سیاسی شناخت نہیں ہوگی۔

جمعیۃ علماء ہند نے لکھنؤ کانفرنس کے بعد اپنے لیے خدمت خلق کو اہمیت دی۔ اگرچہ جمعیۃ علماء ہند کے رہنما انفرادی طور پر کانگریس اور دوسری سیکولر پارٹیوں کے پلیٹ فارم سے سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لیتے رہے لیکن بحیثیت تنظیم جمعیۃ علماء ہند نے مجموعی طور پر خود کو ملک وملت کی خدمت اور مسلمانوں کی تعمیر وترقی کے پروگراموں کو آگے بڑھانے کے لیے وقف کر رکھا ہے۔

مولانا سید محمود اسعد مدنی کی قیادت میں جمعیۃ علماء ہند کا ایک نیا روپ سامنے آیا ہے۔ ہمارے یہاں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو ہمیشہ اس پر شکوہ سنج رہے کہ فارغین مدرسہ کو جدید تعلیم سے کیوں ہم آہنگ نہیں کیا جاتا؟ مولانا محمود مدنی نے اس سلسلے میں ایک انقلابی قدم یہ اٹھایا کہ حکومت ہند کے NIOS پروگرام کے تحت تین ہزار طلبہ کا اندارج کیا اور ان میں سے پہلے بیچ میں بارہ سو طلبہ امتحان دے چکے ہیں۔ اب انشاء اللہ اگلے بیچ میں پانچ ہزار طلبہ امتحان دیں گے اور ایسا صرف مدرسے کے فارغین طلبہ ہی کے لیے نہیں کیا جارہا ہے بلکہ وہ لڑکیاں جو مدرسوں سے سند عالمیت اور فضیلت لے کر نکل رہی ہیں ان کے بھی تقریباً چھ مدرسوں کا انتخاب کیا گیا ہے جہاں پر ان بچیوں کو این آئی او ایس کے نصاب کے مطابق تیاری کرائی جارہی ہے اور اس میں اب تک دو سو لڑکیاں شامل ہیں۔ اسی طرح غازی آباد ضلع میں مسوری ڈاسنہ کے پاس زیتون انٹرنیشنل اکیڈی واسکول چل رہا ہے جہاں جدید طرز پر ایک سیکولر نصاب کی تعلیم کے ساتھ خالص اسلامی ماحول میں دینیات کی تعلیم بھی دی جارہی ہے۔

اب مولانا محمود مدنی صاحب نے اسکاؤٹس کی ٹریننگ دینے کے لیے مسلم یوتھ کلب کا قیام کیا ہے جس میں ملک بھر کے تقریباً بیس ہزار لڑکے اپنا نام درج کرا چکے ہیں۔ ان سب چیزوں کے علاوہ مولانا محمود مدنی صاحب کی سرپرستی میں ملک اور بیرون ملک میں اسلاموفوبیا کا جو زہر پھیل رہا ہے اس کا مقابلہ کرنے کے لیے، اس کے تدارک کے لیے، اس کے پیدا کردہ زہر کو تحلیل کرنے کے لیے جسٹس اینڈ امپاورمنٹ انیشی ایٹیو فار انڈین مسلمس (Justice & Empowerment Initiative for Indian Muslims) نام کے ایک ادارے کا قیام بھی کیا ہے جو کہ نفرت کے نتیجے میں سامنے آنے والے جرائم، نفرت آمیز تقریروں، تشدد بھڑکانے، مسلمانوں کے خلاف نسل کشی اور نفرت آمیز مہم وغیرہ کے حوالے سے دستاویزی شہادتوں کو جمع کرے گا، محفوظ کرے گا، ان کا تجزیہ کرے گا اور اس کے بعد کس طرح کی کارروائی ہو اس کا فیصلہ کرے گا۔ یہ اپنی طرز اور فکر کا ایک اہم ترین اور انتہائی موثر قدم ہے جس کے لیے مولانا محمود مدنی کی جتنی ستائش کی جائے کم ہے۔ اس کے علاوہ بھی ڈسٹرکٹ کورٹ، ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کی سطح پر جمعیۃ علماء ہند مولانا محمود اسعد مدنی کی ہدایت پر مختلف مقدموں میں شریک ہے اور اس میں خاص طور سے داعی اسلام مولانا کلیم صدیقی اور عمر گوتم کے مقدمے خاصے اہم ہیں۔ اسی طرح دہلی کے فسادات میں جن لوگوں کی ضمانتیں نہیں ہوسکیں اور جنہیں یو اے پی اے کے تحت جیلوں میں ڈال دیا گیا ہے ان کی جیلوں سے رہائی کس طرح ممکن ہو اس کے لیے بھی جمعیۃ قانونی چارہ جوئی میں پوری طرح مصروف ہیں۔

مولانا سید محمود اسعد مدنی نے ایک کام جو انتہائی فراست لیکن جرأت کے ساتھ کیا ہے۔ وہ لوگ جو مسلکی اور جماعتی اختلافات کی بنیاد پر الگ الگ تھے ان سب کو ایک دفعہ پھر جمع کرنے کی کوشش کی اور اس کے دل آویز مناظر جمعیۃ علماء ہند کے اجمیر اجلاس اور دہلی میں ہونے والے بعض اجتماعات میں دیکھنے کو ملے جس میں نہ صرف مسلمانوں کے مختلف مسالک اور جماعتوں کے رہنما جمعیۃ علماء ہند کے اسٹیج پر موجود تھے بلکہ ہندوستان کے دیگر مذاہب کے رہنما بھی ان کی دعوت پر اس میں شریک ہوئے۔ جمعیۃ علماء ہند اپنے آغاز سے ہی نفرت کے بجائے محبت کی داعی اور نقیب ہے۔ وہ عوامی خدمت کو اپنا عوامی نصب العین بنائے ہوئے ہے۔ حق وانصاف کے لیے سینہ سپر ہوجانا اس کا شعار ہے اور اسی راستے پر وہ گامزن ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ہم میں سے بعض لوگ جمعیۃ علماء ہند کی ہر بات سے اتفاق نہ کرتے ہوں لیکن یہ اب ہمارا دینی فریضہ بھی ہے اور قومی ذمہ داری بھی، کہ ہم جس آزمائی مرحلے سے گزر رہے ہیں اس میں ان چیزوں کی تائید کھلے دل سے کریں ضرور کریں جو ہمارے نزدیک صحیح ہیں۔ □□

جمعیۃ علماء ہند کے دستور کے مطابق اس تنظیم کے اغراض و مقاصد درج ذیل ہیں

(۱) اسلام، شعائر اسلام اور مسلمانوں کے آثر ومعابد کی حفاظت، (۲) مسلمانوں کے مذہبی تعلیمی، تمدنی اور شہری حقوق کی تحصیل کی حفاظت، (۳) مسلمانوں کی مذہبی تعلیمی اور معاشرتی اصلاح، (۴) ایسے اداروں کا قیام جو مسلمانوں کی تعلیمی، تہذیبی، سماجی، اقتصادی اور معاشرتی زندگی کی ترقی واستحکام کا ذریعہ ہوں، (۵) اسلامی تعلیمات کی روشنی میں انڈین یونین کے مختلف فرقوں کے درمیان میل جول پیدا کرنا اور اس کو مضبوط کرنے کی کوشش کرنا، (۶) علوم عربیہ و اسلامیہ کا احیاء اور زمانہ حال کے مقتضیات کے مطابق نظام تعلیم کا اجراء، (۷) تعلیمات اسلامی کی نشر واشاعت (۸) اسلامی اوقاف کی تنظیم وحفاظت۔

جمعیۃ علماء ھند کا قیام کیوں؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ کا مکتوب

محترم المقام زید مجدکم! مسلمانوں کی بہت سی مشکلات کا حل، نیز خود اسلام کی ترقی اور اس کے بہت سے فرائض اور واجبات کی ادائیگی، اجتماعی قوت اور صحت نظام پر موقوف ہے اور اس زمانۂ انحطاط میں، بالخصوص ان ملکوں میں جہاں اسلامی حکومت نہیں ہے اور مسلمان اپنی اقلیت کی وجہ سے وہاں پنہایت کمزور اور ان کی آواز نہایت گہری ہوتی ہے، اشد ضرورت ہے کہ ان میں اجتماعی قوت اور نظام مکمل ہو۔ بالاخص انڈین یونین (بھارت) میں تقسیم ہند کے بعد یہ ضرورت بہت زیادہ بڑھ گئی ہے، اس لیے تمام مسلمانوں کا عموماً اور علمائے اسلام کا خصوصاً اہم فریضہ ہے کہ وہ جاگیں اور تحفظ اور بقا کی صورتیں عمل میں لائیں۔ اختلافات کو مٹائیں اور اجتماعی قوتوں کو بڑھا کر صحیح نظام پر گامزن رہیں، ورنہ عنداللہ اور عندالناس سخت مواخذہ اور گرفت کے مستحق ہوں گے۔ خود کو بھی برباد کریں گے اور قوم وملت نیز دین ومذہب کی بربادی کا وبال بھی اپنے اوپر لیں گے۔ انھیں امور کو دیکھتے ہوئے باعزت اور سمجھ دار بزرگوں نے جمعیۃ علماء ہند کی بنیاد رکھی تھی، جو کہ اپنی ابتدا اور سالہا سال سے آج تک میدانِ عمل میں اپنی طاقت کے مطابق مخلصانہ سربکف چلی آرہی ہے مگر آج بہت سے عاقبت نااندیش مسلمان اور علمائے کرام اس میں جدوجہد کرنے اور جمعیۃ کے نظام کو بڑھا کر مسلمانوں کی اجتماعی قوت کو بالا کرنے سے جان چراتے نظر آرہے ہیں۔ یہ ان کی سخت غلطی ہے۔ میں ان کو متنبہ کرتا ہوا زوردار لہجہ میں آگاہ کرتا ہوں کہ وہ اپنی انفرادی، اصلاحی جدوجہد کے ساتھ ساتھ اجتماعی تقویت زیادہ سے زیادہ عمل میں لائیں۔ ہرگز ہرگز اس میں غفلت اور سہل انگاری کو راہ نہ دیں، ورنہ سخت خطرات سے دوچار ہوں گے اور اس کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ ہندو یونین میں جمعیۃ علماء ہند کے نظام کو زیادہ سے زیادہ مستحکم اور مضبوط بنائیں۔ والله المستعان

(ننگ اسلاف) حسین احمد غفرلهٗ

(مکتوبات شیخ الاسلام، جلد چہارم صفحہ ۲۲۶-۲۲۳)

جمعیۃ علماء ہند فکروعمل کے کچھ درخشاں پہلو

تحریر: مولانا عبدالمعید قاسمی

جمعیۃ علماء ہندوہ تاریخی اور قدیم جماعت ہے جس نے قومی، وطنی، ملّی ذمہ داریوں اور احساس فرض کے تحت ملک کی آزادی تعمیر وترقی، قوم وملت کی فلاح و بہبود اور مسلمانوں کے وقار اور ان کی ہمہ جہت ترقیات کے لئے بیش بہا خدمات انجام دی ہیں۔ جمعیۃ علماء ہند کو اس کے میدان عمل کی ہمہ گیریت اور رجال کار کی سعی پیہم، جہد مسلسل اور متنوع خدمات کی بدولت ایک امتیازی مقام حاصل ہے۔ وہ جذبہ حریت جس کی تخم ریزی تحریک ولی اللّٰہی کے ذریعہ سے ہوئی اور فکر قاسمی نے جس کو ایک علمی وملی پیکر عطا کیا جمعیۃ علماء ہند اس کا مظہراتم ہے، یہ جماعت ان معماران وطن کی تعمیری فکر ونظر کی ترجمان اور آزادئ وطن کے ان سپہ سالاروں کے جذبہ حریت کی امین ہے جنہوں نے غیر ملکی تسلط کے بعد ہندوستان کو غلام قرار دے کر سب سے پہلے آزادی کی جدوجہد کا اعلان کیا اور تعمیر وطن وفلاح قوم کے لئے ایثار وقربانی کی روشن تاریخ رقم کی۔ اس جماعت کو فخر حاصل ہے کہ آزادئ کامل کا نعرہ انڈین نیشنل کانگریس سے پہلے اسی جماعت کے اسلاف نے بلند کیا، اس کے قافلہ سالاروں میں نجوم و ماہتاب کی ایک کہکشاں ہے جن کے اخلاص وعمل کی ضیاء پاشیوں سے اس ملک کا چپہ چپہ روشن ہے۔ ملک کی آزادی، سلامتی اور اس کے وقار وسربلندی کے لئے اس جماعت کا جو اہم تاریخی کردار اور خدمات کی جو وسیع زمین ہے اس اعتبار سے ملک میں اس کے ہم پلہ کوئی دوسری تنظیم نہیں ہے، ملک کو انگریزوں کے تسلط اور غلامی سے نجات دلانے کے لئے اس جماعت کی مخلصانہ جدوجہد، بےلوث ایثار وقربانیوں کی سرگذشت کا ایک ایک ورق ہماری قومی وملّی زندگی کا قابل فخر اور بیش قیمت سرمایہ ہے۔ ملک میں اس جماعت کی جڑیں اتنی گہری ہیں کہ یہاں کی آزادی کی تاریخ، حب الوطنی کی داستان اور ملت اسلامیہ ہند کی پاسبانی کا تذکرہ اس کے بغیر مکمل نہیں ہوسکتا ہے، موجودہ وقت میں بھی یہ جماعت ملک کی وحدت اور سلامتی کی نقیب ہونے کے ساتھ ہندوستان کے تیس کروڑ مسلمانوں کے دینی و دستوری حقوق کی حصولیابیوں کے لئے سرگرم عمل ہے، اس کی سرگرمیوں میں مسلمانوں کے ملّی اور مذہبی تشخص کی پاسبانی، مآثر و معابد کے تقدس کی بحالی، موقوفہ جائیدادوں کی واگذاری، مذہبی تعلیمی اداروں کی خودمختاری، ملک کی ترقیات میں ان کی حصہ داری، ہر طرح کے ظلم وناانصافی کے خلاف آواز بلند کرنا جیسے اہم موضوعات و مسائل کو مرکزی وترجیحی حیثیت حاصل ہے۔

جمعیۃ علماء ہند کا ایک روشن پہلو یہی ہے کہ یہ ایک ایسی فکری تحریکی جماعت ہے جس کی فکر اور طریقۂ کار واضح ہونے کے ساتھ اس میں ایک ارتباط، انضباط اور تسلسل ہے، اس جماعت کو سو سال ہونے والے ہیں لیکن اس دورانیہ میں یہ کبھی نہ اپنے موقف سے ہٹی، نہ اس میں کبھی جھول پیدا ہوا، اور نہ ہی اس نے کسی ملکی وملّی مسئلہ میں بھی ایسا موقف اختیار کیا جس کے دفاع کے لئے اسے تاویلات کا سہارا لینا پڑا ہو، اس جماعت کی وسیع المشربی اور فرقہ و مذہب سے اوپر اٹھ کر ہم خیال وہم نظر افراد کو ساتھ لیکر چلنے اور مل جل کر کام کرنے کا اپنا ایک والہانہ انداز ہے جس کے خوشگوار اور دوررس اثرات سے کوئی صاحب نظر انکار نہیں کرسکتا ہے۔ اس تاریخی جماعت کا طرہ امتیاز رہا ہے کہ اس کے خمیر میں قومی یکجہتی اور بقائے باہم کے عناصر شروع سے شامل رہے ہیں، آزادی سے پہلے یا آزادی کے بعد کبھی بھی اس نے اشتعال انگیزی اور تخریبی عمل کو پسند نہیں کیا ہے اور نہ ہی ایسے عناصر کی حوصلہ افزائی کی ہے، بلکہ ہمیشہ تعمیری فکر کی آبیاری کی ہے، جمہوری قدروں کا لحاظ، آئین کا احترام اور اس کی بالادستی کو ہر حال میں قائم رکھا ہے اور قوم وملت کو مثبت فکر کی تلقین کرتے ہوئے حوصلہ مندی اور ہمت مردانہ کے ساتھ جینے کی ترغیب دی ہے۔

آزادی سے پہلے ملک کی اکثریت کا طاقتور طبقہ جس کا اقتدار، تجارت اور سماجی نظام کے دروبست پر قبضہ تھا، اس کی کوشش رہی کہ اقلیتیں خصوصاً ملک کی دوسری بڑی اکثریت مسلمانوں کو تمام شعبہ ہائے زندگی سے بےدخل کرکے انہیں ملک کے ترقیاتی وسائل سے محروم رکھا جائے اور سیاسی، اقتصادی، علمی اور سماجی سطح پر اس حد تک بےحیثیت کردیا جائے کہ وہ باوقار زندگی جینے کے بارے میں سوچ بھی نہ سکیں، یہی طبقہ آزادی کے بعد تقسیم وطن کے نتیجے میں اور اسلام ومسلم مخالف عالمی سازش سے شہ پاکر پہلے سے زیادہ سرگرم عمل ہے، حکومتی محکمہ جات میں بھی اس ذہنیت کے لوگوں کی کمی نہیں ہے، جمعیۃ علماء ہند نے ایسے عناصر کو بےنقاب کرنے کے ساتھ ان کی مذموم ذہنیت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور انصاف پسند، صاف ذہن حکمراں طبقہ اور برادران وطن کو اس سچائی سے باخبر کیا کہ متعصب حکومتی اہلکار اور فرقہ پرست عناصر مسلمانوں کو مسائل کے گرداب اور حالات کے طوفان میں پھنسائے رکھنے کے لئے سرگرم ہیں اور مرکزی وصوبائی سرکاروں کو یہ احساس دلانے کی ہر سطح پر جدوجہد کی، مسلمانوں کو زندگی کی دوڑ میں پیچھے اور قومی ترقیاتی دھارے سے الگ رکھ کر ملک کی ترقی واستحکام کا تصور نہیں کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی ان کو ان کی آبادی کے تناسب سے نمائندگی دیئے بغیر آئینی حقوق اور سماجی انصاف کے تقاضے پورے ہوسکتے ہیں۔ اس آواز کو جمعیۃ علماء ہند نے مجلس نظمہ کے اجلاس اور اجلاس ہائے عام سے لیکر ایوان و میدان تک میں اٹھایا ہے۔ جمعیۃ کا کام کرنے کا اپنا انداز اور طریقۂ کار رہا ہے، اس نے ہمیشہ حالات ومسائل کو حکمت عملی کی دھیمی آنچ پر رکھ کر حل کرنے کی جامع منصوبہ بندی کی ہے۔

> **مسلمانوں کے مسائل کو فقط مسلمانوں سے جوڑ کر دیکھے جانے کے منفی رویہ میں مثبت تبدیلی پیدا کرنے کے لئے جمعیۃ علماء ہند نے مسلمانوں کے مسائل کو ملکی مسائل کا حصہ سمجھے جانے اور ملکی ترقیات کے تناظر میں دیکھے جانے کی ذہن سازی اور ماحول سازی کی کامیاب حکمت عملی اختیار کی ہوئی ہے، اس کے مفید اثرات بھی سامنے آرہے ہیں اور ملک کے زاویہ نگاہ میں ایک خوشگوار تبدیلی کے آثار پیدا ہورہے ہیں۔**

بابری مسجد کے حوالے سے مختلف تنظیموں اور افراد نے طرح طرح کے طریقۂ کار اور لائحۂ عمل اختیار کیا، اس حساس مسئلہ میں سخت اور اذیت ناک مرحلے سے مسلمانوں اور ملک کو گزرنا پڑا لیکن اس مسئلہ میں جمعیۃ نے آزادی سے پہلے قانونی چارہ جوئی اور عدالتی کارروائی کی جس حکمت عملی کو اختیار کیا وہ اس پر آخر تک قائم رہی۔ مسلمانوں کے لئے ریزرویشن جیسے کلیدی لیکن انتہائی حساس مسئلہ کو جمعیۃ نے اس وقت اٹھایا جب دوسرے رہنمایانِ قوم اس مسئلہ پر بولنا تو دور کی بات ہے سوچنے کے لئے بھی تیار نہیں تھے، اس مسئلہ کو سماجی انصاف اور آئین کی روح کے حوالہ سے اس طرح پیش کیا گیا کہ آج مسئلہ فقط موضوع بحث نہیں بلکہ ہر سطح پر مرکز توجہ ہے، اس مسئلہ میں جمعیۃ کی فکر کا مرکزی محور یہ رہا ہے کہ سماجی انصاف ہندوستان کے آئین کی روح ہے، آئین کا منشا ہے کہ کوئی بھی شہری دوسرے شہریوں سے پیچھے نہ رہ جائے۔ افسوس کا مقام ہے کہ ہندوستان کی سب سے بڑی اقلیت آزادی کے بعد سے اب تک مسلسل سماجی نابرابری، اقتصادی زبوں حالی اور تعلیمی پسماندگی کا شکار ہے، یعنی حکومت مسلمانوں کے تعلق سے آئین کی روح اور اس کی منشا کے لحاظ ونفاذ میں ناکام ہے۔ آزادی کے وقت دلتوں اور آدی واسیوں کی اقتصادی، سماجی اور تعلیمی پسماندگی کی شرح مسلمانوں سے خراب تھی، اب آزادی کے ۶۴ سال بعد مسلمانوں کی حالت ان دلتوں اور آدی واسیوں سے بھی بدتر ہوگئی ہے، سچر کمیٹی کی رپورٹ نے اس سچائی پر مہر لگا دی ہے۔ ایک ہی ملک کے دو طبقوں کی حالت میں ہی اتار چڑھاؤ اپنے آپ میں حیرت انگیز اور عبرت ناک ہے جو مسلمانوں کے تئیں حکمرانوں کے متعصّبانہ طرزِ عمل کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ جب اس سچائی سے کسی کو انکار نہیں ہے کہ دلتوں اور آدی واسیوں کی پسماندگی ختم کرنے میں ریزرویشن نے اہم رول ادا کیا ہے تو مسلمانوں کی پسماندگی پر بھی قابو پانے کے لئے ریزرویشن دینے سے گریز کیوں کیا جارہا ہے۔ فکروعمل کی یہ سنجیدہ کوشش رائیگاں نہیں گئی اور اس میں کچھ جزوی پیش رفت بھی ہوئی ہے، اس پیش رفت پر غور اس کے اکتیسویں اجلاس عام کا خاص موضوع تھا۔ مسلمانوں کے مسائل کو فقط مسلمانوں سے جوڑ کر دیکھے جانے کے منفی رویہ میں مثبت تبدیلی پیدا کرنے کے لئے جمعیۃ علماء ہند نے مسلمانوں کے مسائل کو ملکی مسائل کا حصہ سمجھے جانے اور ملکی ترقیات کے تناظر میں دیکھے جانے کی ذہن سازی اور ماحول سازی کی کامیاب حکمت عملی اختیار کی ہوئی ہے، اس کے مفید اثرات بھی سامنے آرہے ہیں اور ملک کے زاویہ نگاہ میں ایک خوشگوار تبدیلی کے آثار پیدا ہورہے ہیں، اسی لئے جمعیۃ علماء ہند کا اسٹیج صرف جمعیۃ کا نہیں بلکہ مسلمانوں کے مختلف مسلکوں اور سیکولر وانصاف پسند برادران وطن کا ایک متحدہ اسٹیج ہوتا ہے، یہ دلکش نظارہ جمعیۃ کے اکتیسویں اجلاس عام میں بھی بخوبی دیکھا گیا۔ □□

جمعیۃ علماء ہند وقت کی ضرورت

حضرات علماء! آپ کی بروقت مستعدی سے جمعیۃ علماء کا وجود تو قائم ہوگیا جس کی سخت ضرورت تھی، اگر آپ ایسا نہ کرتے تو درحقیقت ایک بڑے اور اہم فرض سے غفلت کا الزام آپ پر آتا، لیکن یہ سمجھ لیجیے کہ آپ کی ذمہ داریاں بہ نسبت سابق بہت زیادہ بڑھ گئی ہیں۔ اس وقت تک آپ حضرات جس قدر اسلامی خدمات ادا کرتے تھے وہ ایک حیثیت سے انفرادی تھیں اور اب جو کچھ کرنا ہے اجتماعی شان سے ہے اس وقت ضرورت ہے کہ حضرات علماء جزوی مناقشات اور باہمی اختلافات و منافرت کو نظرانداز کرکے اخلاص و یکجہتی کے ساتھ کلی معاملات کو سلجھائیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری تنگ دلی یا مناقشہ سے اصلی مقصد کو نقصان پہنچ جائے۔ یہ وقت ہے کہ ہم ایثار سے کام لیں۔ ترفع اور وجاہت سے دور رہیں، معاملات شرعیہ میں مداہنت یا مدارات کو دخل نہ دیں۔ کلمۂ حق کہنے میں لومۃ لائم کا خوف نہ کریں اور اصول شریعت و طریق سنت کو مضبوط ہاتھ سے سنبھال لیں۔

اقتباس: چوتھا اجلاس عام جمعیۃ علماء ہند، دسمبر ۱۹۲۲ء بمقام دہلی
زیر صدارت حضرت مولانا حبیب الرحمان عثمانی

عالمی خبریں

انڈین لڑکی نے خود سے شادی کرلی

انڈیا کی ریاست گجرات میں خود سے شادی کرنے والی کشما بندو نے اپنی شادی کی تقریب کی تصاویر سوشل میڈیا پر شیئر کی ہیں۔ انڈیا ٹوڈے کے مطابق جمعرات کو انسٹا گرام پر شیئر کی گئی تصاویر میں ان کو سہیلیوں کے ہمراہ ہلدی، مہندی اور شادی کی تقریب منعقد کرتے دکھایا گیا ہے۔ تصاویر کے ساتھ پوسٹ کی گئی تحریر میں انہوں نے لکھا کہ خود پہ ہلدی لگی تو سنور گئی میں، خود سے اک رشتے میں بندھ گئی میں۔ کشما نے گزشتہ ہفتے اعلان کیا تھا کہ وہ خود سے شادی کررہی ہیں۔ اس اعلان کے بعد انڈیا میں حکمران جماعت بی جے پی کے ایک رہنما نے کہا تھا کہ کشما بندو کو کسی بھی مندر میں شادی کی تقریب کے انعقاد کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ کسی بھی مشکل یا مخالف صورتحال سے بچنے کے لیے کشما بندو نے بتائی گئی تاریخ سے چند دن قبل ہی شادی کی تقریب کا انعقاد کیا۔ مہندی اور شادی کی تصاویر میں کشما بندو نے فلورل جیولری کے ساتھ سرخ اور زرد ساڑھی پہن رکھی ہے۔ قبل ازیں اپنی اس منفرد شادی کے حوالے سے کشما بندو کا کہنا تھا کہ میں شادی نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن دلہن بننا چاہتی تھی۔ تو میں نے خود سے شادی کرنے کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے یہ جاننے کے لیے آن لائن ریسرچ کی کہ کیا انڈیا میں کسی خاتون نے اس طرح کی شادی کی تھی لیکن انہیں کوئی حوالہ نہ مل سکا۔ کشما بندو کے مطابق شاید میں وہ پہلی ہوں جس نے خود سے محبت کی مثال قائم کی۔

فلسطینی صحافی شیریں ابوعاقلہ قتل سے متعلق حقائق تک پہنچیں گے: امریکہ

امریکہ کے وزیر خارجہ انٹونی بلنکن نے کہا ہے کہ فلسطینی صحافی شیریں ابو عاقلہ کے قتل کی تحقیقات کی جائیں گی اور حقائق کی تہہ تک پہنچا جائے گا۔ فرانسیسی خبر رساں ادارے اے ایف پی کی رپورٹ کے مطابق امریکہ کی جانب سے یہ بیان ایسے وقت میں دیا گیا ہے جب اسرائیلی اور فلسطینی حکام میں یہ بحث زوروں پر ہے کہ خاتون صحافی کی موت کیسے ہوئی؟ الجزیرہ چینل سے وابستہ فلسطینی نژاد امریکی شیریں ابو عاقلہ ۱۱ مئی کو اس وقت گولی کا نشانہ بن گئی تھیں جب وہ مغربی کنارے میں اسرائیلی فوج کے جینن کیمپ پر آپریشن کی کوریج کر رہی تھیں۔ لاس اینجلس میں صحافت کے طلبہ کے ایک فورم میں جب امریکی وزیر خارجہ سے شیریں ابو عاقلہ کی ہلاکت کا حوالہ دیتے ہوئے پوچھا گیا کہ امریکہ کے اتحادی اسرائیل کو کسی قسم کے اثرات کا سامنا کیوں نہیں کرنا پڑتا؟ اس پر بلنکن نے کہا کہ مجھے افسوس ہے کہ اس کیس کے حوالے سے کوئی ٹھوس بات ابھی تک سامنے نہیں آئی ہے۔

کیلیفورنیا میں امریکی ملٹری طیارہ گر کر تباہ، پانچ فوجی سوار تھے

ایک امریکی فوجی طیارہ جس میں پانچ بحری فوجی سوار تھے، جنوبی کیلیفورنیا میں گر کر تباہ ہوگیا۔ فرانسیسی خبر رساں ایجنسی اے ایف پی کے مطابق ہلاکتوں کے بارے میں فوری طور پر کچھ نہیں بتایا گیا۔ فوج نے ان خبروں کی تردید کی ہے کہ جب یہ طیارہ میکسیکو کی سرحد سے صرف ۲۰ میل (۳۵ کلومیٹر) کے فاصلے پر گلیمس کے قریب گرا تو اس میں جوہری مواد موجود تھا۔ ایک ترجمان نے اے ایف پی کو بتایا کہ ہم اس بات کی تصدیق کر سکتے ہیں کہ تھری ڈی میرین ایئر کرافٹ ونگ کا ایک طیارہ گلیمس کے قریب گر کر تباہ ہوا۔ طیارے میں بحریہ کے پانچ فوجی سوار تھے، اور ہم عملے کے تمام ارکان کی حالت کی تصدیق کے منتظر ہیں۔

عقیقہ- اولاد سے تکلیفیں دُور کرنے کا نبوی نسخہ

تحریر: مولانا ندیم احمد انصاری

جب کسی انسان کو اللہ تعالیٰ اولاد کی عظیم نعمت سے سرفراز فرماتا ہے تو اس کے شکرانے کے طور پر اس سے متعلق چند احکام متوجہ ہوتے ہیں، جن کا ذکر احادیثِ مبارکہ میں تفصیل سے آیا ہے۔ اولاد کی ولادت کے وقت داہنے کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہنا، اچھا نام رکھنا، تحنیک کروانا (یعنی کسی نیک آدمی سے کھجور یا اس جیسی کوئی میٹھی چیز چبوا کر نومولود کے منہ میں لگانا) ساتویں دن عقیقہ کرنا، اس کے سر کے بال منڈوانا اور بال کے بقدر چاندی یا اس کی قیمت صدقہ کرنا۔ یہ اعمال سنت و مستحب ہیں، رسول اللہ نے حضرات حسنینؓ کی ولادت پر یہ امور انجام دیے ہیں اور ارشاد فرمایا: ہر بچہ عقیقے کی وجہ سے گروی ہوتا ہے اس لیے ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے اور اس کے بال کاٹے جائیں۔ (بخاری) ایک حدیث میں فرمایا: ہر لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے، اس کی طرف سے خون بہاؤ اور تکلیف ہٹاو۔

عقیقے کے معنی: لغت میں ان بالوں کو 'عقیقہ' کہتے ہیں جو نومولود کے سر پر ہوتے ہیں۔ اصطلاحِ شرع میں لڑکا یا لڑکی کی ولادت کے ساتویں دن جانور ذبح کرنے کو عقیقہ کہا جاتا ہے۔ دراصل عربی زبان میں 'عق' کے معنیٰ کاٹنے کے ہیں، عقیقے میں ایک طرف تو جانور ذبح کیا جاتا ہے اور دوسری طرف اس بچے کے بال کاٹے جاتے ہیں جس کا عقیقہ ہوتا ہے، اس دوہری مناسبت کی وجہ سے اہلِ عرب اس کو 'عقیقہ' کہا کرتے تھے، اس طرح ماقبل اسلام سے اس پر عمل ہے اور اسلام نے بھی اسے باقی رکھا ہے۔

عقیقے کا حکم: اس لیے اگر گنجائش ہو تو ہر ماں باپ کو اپنی اولاد کا عقیقہ ضرور کرنا چاہیے۔ اس سے متعلق عام طور پر تین طرح کی احادیث ملتی ہیں، ایک وہ جن میں رسول اللہؐ نے عقیقہ کرنے کا حکم دیا ہے، یا پھر جن میں آپ کے حضرات حسنینؓ کا عقیقہ کرنے کا تذکرہ ہے اور اسی طرح کی احادیث کی تعداد زیادہ ہے، دوسری وہ احادیث ہیں، جن میں حضوؐر نے عقیقے کی اباحت کی طرف اشارہ فرمایا ہے، اس طرح کی حدیثیں کم ہیں، تیسری قسم وہ، جن میں عقیقے کے منسوخ کیے جانے کا تذکرہ ہے۔ احادیث کے ظاہری اختلاف کے سبب فقہا کے مسالک بھی متعدد ہوگئے، احناف کے یہاں اس سلسلے میں دو قول پائے جاتے ہیں، ایک استحباب کا اور دوسرا جواز کا۔ (درمختار)

عقیقے میں مستحب یہ ہے کہ ساتویں روز کیا جائے، اگر ساتویں روز نہ ہو تو چودھویں روز یا اکیسویں روز کرے، بغیر کسی مجبوری کے اس سے زیادہ تاخیر نہ کرے۔ یعنی پیدائش کا دن شامل کرکے ساتواں دن، اس طرح کہ اگر جمعہ کے دن پیدائش ہوئی تو عقیقہ جمعرات کے دن ہوگا اور اگر جمعہ کی رات میں پیدائش ہوئی ہے، تب بھی جمعرات کے دن ہی عقیقہ ہوگا، اس لیے کہ یہی دن ساتواں دن ہوتا ہے۔ بعض علما نے لکھا ہے کہ اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کرسکے تو چودھویں یا اکیسویں دن کرلے، عقیقہ کے گوشت کی دعوت کرنا بھی درست ہے اور گوشت تقسیم کرنا بھی۔

عقیقہ کون کرے: جس پر بچے کا نفقہ واجب ہے، اگر وہ صاحبِ مال ہو تو اس کو عقیقہ کرنا چاہیے، اس کے باوجود اگر والدین کو اس کی توفیق نہیں ہوئی اور دوسرے رشتے دار کرنا چاہیں اور والدین رضا مند ہو جائیں، تو کافی ہو جائے گا۔ (فتاویٰ رحیمیہ)

عقیقے کا وقت: عقیقے میں مستحب یہ ہے کہ ساتویں روز کیا جائے، اگر ساتویں روز نہ ہو تو چودھویں روز یا اکیسویں روز کرے، بغیر کسی مجبوری کے اس سے زیادہ تاخیر نہ کرے۔ (فتاویٰ رحیمیہ) یعنی پیدائش کا دن شامل کر کے ساتواں دن، اس طرح کہ اگر جمعہ کے دن پیدائش ہوئی تو عقیقہ جمعرات کے دن ہوگا اور اگر جمعہ کی رات میں پیدائش ہوئی ہے، تب بھی جمعرات کے دن ہی عقیقہ ہوگا، اس لیے کہ یہی دن ساتواں دن ہوتا ہے۔ بعض علما نے لکھا ہے کہ اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کرسکے تو چودھویں یا اکیسویں دن کرلے، عقیقہ کے گوشت کی دعوت کرنا بھی درست ہے اور گوشت تقسیم کرنا بھی۔ (المغنی)

عقیقے کا جانور: جس جانور کی قربانی درست ہے، اس کا عقیقہ بھی درست ہے اور جس جانور کی قربانی جائز نہیں، اس کا عقیقہ بھی درست نہیں۔ یعنی عقیقے کا جانور اسی عمر اور انھی خوبیوں کا مالک ہونا چاہیے جو قربانی کے لیے ہوا کرتا ہے اور عیوبات سے بھی اسی طرح پاک رہنا چاہیے جس طرح قربانی کا جانور ہوا کرتا ہے۔

بچّے اور بچی کے عقیقے میں فرق

حضرت عائشہ فرماتی ہیں، رسول اللہ نے ہمیں حکم دیا کہ لڑکی کی طرف سے ایک اور لڑکے کی طرف سے دو بکرے یا بکریاں ذبح کریں۔ لیکن اگر گنجائش نہ ہو تو لڑکے کے عقیقے میں بھی دو جانوروں کے بدلے ایک جانور بھی چل سکتا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ) بلکہ اگر کوئی بالکل ہی عقیقہ نہ کرے تو بھی کوئی حرج نہیں (یعنی وہ گنہگار نہیں ہوگا، ان شاءاللہ)۔

عقیقے کی دعا: عقیقے کے لیے احادیث میں کوئی خاص دعا منقول نہیں، اگر اردو زبان میں کہہ لے یا صرف دل میں نیت کرلے کہ یہ فلاں کا عقیقہ ہے، اے اللہ! آپ اسے قبول فرما لیجیے، تو کافی ہے البتہ جانور ذبح کرتے وقت بسم اللہ، اللہ اکبر کہنا چاہیے کیوں کہ جانور ذبح کرتے ہوئے اللہ کا نام لینا ضروری ہے۔ بعض اہلِ علم نے عقیقے کے مقصد و منشا کو سامنے رکھتے ہوئے اس موقع پر یہ کلمات بتلائے ہیں: **اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ عَقِیقَۃٌ، دَمُھَا بِدَمِہٖ وَعَظمُھَا بِعَظمِہٖ، وَ شَعرُھَا بِشَعرِہٖ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ فِدَءً لَّہٗ، اَللّٰھُمَّ مِنکَ وَلَکَ**۔ اس کے بعد بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر جانور ذبح کردے، یہ الفاظ لڑکے کے عقیقہ کے لیے ہیں، اگر عقیقہ لڑکی کا ہو تو **بِدَمِہٖ، بِعَظمِہٖ، بِشَعرِہٖ** کی جگہ **بِدَمِھَا، بِعَظمِھَا، بِشَعرِھَا** کہنا چاہیے، دعا کے یہ الفاظ ذبح کرنے کے بعد بھی کہہ سکتے ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ)

جانور کی کھال اور گوشت کا حکم

جو حکم قربانی کے جانور کی کھال اور گوشت کا ہے، وہی حکم عقیقے کے گوشت اور کھال وغیرہ کا بھی ہے۔

بعض غلطیوں کی اصلاح

یہ جو دستور ہو گیا ہے کہ جس وقت بچّے کے سر پر استرا رکھا جائے اور نائی سر مونڈنا شروع کرے، فوراً اسی وقت بکرا ذبح ہو، یہ محض مہمل رسم ہے، شریعت میں یہ سب جائز ہے؛ چاہے سر مونڈنے کے بعد ذبح کرے یا ذبح کرنے کے بعد سر مونڈے، بے وجہ ایسی باتیں تراش لینا بُرا ہے۔ نیز بہت مشہور ہے کہ عقیقے کا گوشت بچّے کے ماں، باپ، نانا، نانی، دادا، دادی کو کھانا درست نہیں، سو اس کی کوئی اصل نہیں، اس کا قربانی جیسا حکم ہے جس طرح قربانی کا گوشت سب اہلِ خانہ کھا سکتے ہیں، اسی طرح عقیقے کا بھی کھا سکتے ہیں۔ ▫▫

مسلمانوں کا اصل مرض

اتحاد واتفاق کے بغیر کوئی قوم، گروہ اور جماعت ترقی نہیں کرسکتی جس قوم یا گروہ کے افراد آپس میں دست وگریباں ہوں اس کے لئے دنیا میں ترقی کا کوئی امکان نہیں۔ اگر کسی ترقی یافتہ قوم میں اختلافات کا یہ مرض پیدا ہو جائے تو وہ بھی بلندی کی چوٹی سے زوال کی گہرائی میں جا گرتی ہے اور اس کے عروج واقبال کے شاندار کارنامے قصہ پارینہ بن کر رہ جاتے ہیں۔ اقوام عالم کی تاریخ اس حقیقت کی گواہ ہے کہ اتحاد قومی وملی نے انہیں رفعت کے افق پر پہنچا دیا لیکن جب ان کے درمیان باہمی اختلافات کی گرم بازاری ہوئی تو وہ بام ترقی سے قعر ذلت میں ایسی گریں کہ پھر اس سے ابھر نہ سکیں۔

خود مسلمانوں کی چودہ سو برس کی تاریخ اس حقیقت کے ثبوت میں پیش کی جاسکتی ہے جس میں ان کے ولولہ انگیز عروج اور عبرت ناک زوال کے واقعات پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ جب تک ان کے درمیان اتحاد واتفاق کا ماحول رہا انہوں نے اتنی تیزی سے ترقی کی منزلیں طے کیں کہ ساری دنیا محو حیرت رہ گئی لیکن جب سے ان کے مابین نفاق نمودار ہوا تو وہ ایسی ذلت وخواری میں گرفتار ہوئے کہ سارے عالم کے لئے تصویر عبرت تصور کئے جانے لگے۔ اسی سیاق وسباق میں اگر جائزہ لیا جائے تو مسلمانوں کا اصل مرض ان کی مفلوک الحالی، ترقی کی دوڑ میں پچھڑا پن اور دوسری کمزوریاں نہیں بلکہ ان میں اتفاق واتحاد کی کمی ہے جس کے ہوتے ہوئے محض اوپری تدابیر سے ان کے مرض کا علاج نہیں ہوسکتا بلکہ اس کے لئے صحیح تشخیص اور مسلسل علاج کی سخت ضرورت ہے۔ کیونکہ جب مرض بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے اور اس کی جڑیں جسم کے ریشے ریشے میں داخل ہو جاتی ہیں تو ظاہری تکلیفوں کو دور کرنے کی کوشش بے سود ہو جاتی ہے۔ پھر ظاہری علامات اصل نہیں ہوا کرتیں بلکہ اس داخلی مرض کا نتیجہ ہوا کرتی ہیں۔ جس کی جڑیں نہایت مضبوطی کے ساتھ جسم کے اندر پیوست ہوگئی ہیں اس لئے ایک ماہر طبیب اوپری تکلیفوں کو نظر انداز کر کے ان داخلی اسباب وعلل کا پتہ لگانے کی کوشش کرتا ہے جو جسم کی ساری بے چینی اور تکلیف کا باعث ہوتے ہیں۔

مریض وطبیب کی یہ مثال صرف اشخاص کے جسمانی امراض کے جسمانی علاج میں ہی پیش نظر نہیں رکھی جاتی بلکہ قوموں کے اجتماعی امراض اور ان کے اخلاقی وروحانی عیوب کو دور کرنے کے لئے بھی اختیار کرنا چاہیئے اس اعتبار سے دیکھا جائے تو مسلمانوں کا حقیقی مرض ظاہری سے زیادہ باطنی ہے جس کو دور کرنے کے لئے انہیں اپنے ظاہر کے ساتھ باطن کی اصلاح بھی کرنا ہوگی تاکہ ان کے اندر انکسار باہمی تواضع اور فروتنی کے جذبات پیدا ہوں، دوسروں کی رائے کا احترام اور اپنی خامیوں پر نگاہ کرنے کی راہ پائے۔ ▫▫

بچّوں کا گوشہ
دیانت کا دامن نہ چھوڑ

ایک تاجر اپنی محنت سے کامیاب ہوا اور ایک بہت بڑے ادارے کا مالک بن گیا۔ جب وہ بوڑھا ہو گیا تو اس نے ادارے کے ڈائریکٹروں میں سے کسی کو اپنا کام سونپنے کی دلچسپ ترکیب نکالی۔ اس نے ادارے کے تمام ڈائریکٹروں کا اجلاس طلب کیا اور کہا میری صحت مجھے زیادہ دیر تک اپنی ذمہ داریاں نبھانے کی اجازت نہیں دیتی، اس لیے میں آپ میں سے ایک کو اپنی ذمہ داریاں سونپنا چاہتا ہوں۔ میں آپ سب کو ایک ایک بیج دوں گا۔ اسے بونے کے ایک سال بعد آپ اس کی صورت حال سے مطلع کریں گے جس کی بنیاد پر میں اپنی ذمہ داریاں سونپنے کا فیصلہ کروں گا۔ کچھ عرصہ بعد سب ڈائریکٹر اپنے بیج سے اگنے والے پودوں کی تعریفیں کرنے لگے سوائے زید کے جو پریشان تھا۔ وہ خاموش رہتا اور اپنی خفت کو مٹانے کے لیے مزید محنت سے دفتر کا کام کرتا رہا۔ دراصل زید نے نیا گملا خرید کر اس میں نئی مٹی ڈال کر بہترین کھاد ڈالی تھی اور روزانہ پانی بھی دیتا رہا تھا مگر اس کے بیج میں سے پودا نہ نکلا۔ ایک سال بعد ادارے کے سربراہ نے پھر سب ڈائریکٹروں کا اجلاس بلایا اور کہا کہ سب وہ گملے لے کر آئیں جن میں انہوں نے بیج بویا تھا۔ سب خوبصورت پودوں والے گملوں کے ساتھ اجلاس میں پہنچے مگر زید جس کا بیج اُگا نہیں تھا، وہ خالی ہاتھ اجلاس میں شامل ہوا اور ادارے کے سربراہ سے دور والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اجلاس شروع ہوا تو سب نے اپنے بیج اور پودے کے ساتھ کی گئی محنت کا حال سنایا اس امید سے کہ اسے ہی سربراہ بنایا جائے۔

سب کی تقاریر سننے کے بعد سربراہ نے کہا: ایک آدمی کم لگ رہا ہے۔ اس پر زید جو ایک اور ڈائریکٹر کے پیچھے چھپا بیٹھا تھا، کھڑا ہو کر سر جھکا کر بولا: جناب مجھ سے جو کچھ ہوسکا، میں نے کیا، مگر میرے والا بیج نہیں اُگا، اس پر کچھ ساتھی ہنسے اور کچھ نے زید کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا۔ چائے کے بعد ادارے کے سربراہ نے اعلان کیا کہ میرے بعد زید ادارے کا سربراہ ہوگا۔ اس پر کئی حاضرین مجلس کی حیرانی سے چیخ نکل گئی۔ ادارے کے سربراہ نے کہا: اس ادارے کو میں نے بہت محنت اور دیانت داری سے اس مقام پر پہنچایا ہے اور میرے بعد بھی ایسا ہی آدمی ہونا چاہیے اور وہ زید ہے جو محنتی ہونے کے ساتھ دیانتدار بھی ہے۔ میں نے آپ سب کو اُبلے ہونے بیج دے تھے جو اگ نہیں سکتے تھے، سوائے زید کے آپ سب نے بیج تبدیل کر دیئے۔ اے بندے مت بھول کر جب کوئی نہیں دیکھ رہا ہوتا تو پیدا کرنے والا دیکھ رہا ہوتا ہے، اس لیے دیانت کا دامن نہ چھوڑ۔

دیکھا بچو! جو لوگ صحیح راستے کا انتخاب کرتے ہیں اور بھٹکتے نہیں، اللہ پاک انہیں اپنے انعامات سے ضرور نوازتا ہے۔

گوشۂ خواتین
حقوقِ نسواں اور اقوالِ نبویؐ

رسول پاکؐ نے واضح طور پر فرمایا:

☆ ماں (کی حیثیت سے عورت) کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔

☆ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو عورتوں کے حق میں بہتر ہے۔

☆ دنیا کی اعلیٰ ترین نعمت ایک نیک اور صالح بیوی ہے۔

☆ لڑکیوں سے نفرت نہ کرو میں خود لڑکیوں کا باپ ہوں۔

☆ جس کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو فرشتے آکر سلام کرتے ہیں اور لڑکی کو اپنے پروں کے سایہ میں لے لیتے ہیں، اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس ناتواں وکمزور جان کی جو شخص پرورش کرے گا قیامت کے دن خدائے پاک اُس کا مددگار رہوگا۔

☆ جس شخص نے بیٹیوں کی جوانی تک پرورش کی تو روز قیامت وہ اور میں دو ملی ہوئی انگلیوں کی طرح ساتھ ہوں گے۔

☆ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو طلاق لینے کا حقدار بنایا، اُسے باپ بھائی اور شوہر کے لئے باعث ثواب بتایا، اُسے باپ بھائی اور شوہر کے ترکہ و مال میں حصہ کی خوشخبری سنائی، مہر کو عورت کا حق قرار دیا، اور سب سے بڑھ کر انسانیت کی تاریخ میں پہلی مرتبہ عورت کو ایک ذمہ دار اور قابل احترام ہستی قرار دیا، مگر اسی کے ساتھ عورت کو فطری کونسوانیت سے ہٹنے نہ دیا بچوں کی پرورش وتعلیم کے ساتھ گھر کا اُسی کو محافظ بتایا۔ حضورؐ نے عورتوں کو آرائش وزیبائش کی بھی تعلیم دی، آپؐ اُن قریشی عورتوں پر اکثر فخر فرمایا کرتے تھے جو اپنا گھربار سلیقہ اور خوش اسلوبی سے چلاتی تھیں، حضرت ام سنانؓ بیان کرتی ہیں کہ "جب میں مسلمان ہوئی تھی نبیؐ نے میرے ہاتھوں میں مہندی اور چوڑیاں نہ دیکھ کر فرمایا کہ تم عورتوں کے لئے تو یہ کچھ مشکل نہیں کہ اپنے پیرہن رنگ لیا کرو اور ہاتھوں میں چوڑیاں پہن لیا کرو خواہ وہ چمڑے ہی کی ہوں۔"

آج دعویٰ کیا جاتا ہے کہ مغربی تہذیب وتمدن میں عورتوں کے حقوق کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے اور ان کو پوری آزادی حاصل ہے مگر مغرب میں عورت کی آزادی کا ایک تاریک پہلو یہ ہے کہ عورت دن بدن اپنی نسوانی خصوصیات اور دلکشی کھوتی جا رہی ہے، مردوں کے مشاغل اور طور طریقے اختیار کرکے عورت نہ تو عورت رہی اور نہ ہی مرد بن سکی ہے بلکہ اپنی تمام تر فطری رعنائیوں کو گنواں بیٹھی ہے۔ حضور پاکؐ نے عورت کو بہت کچھ عطا کیا اور عورت ہی رہنے دیا یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمولی احسان نہیں۔

صفحہ تحفظ ختم نبوت

مرزا غلام احمد قادیانی کا مختصر سوانحی خاکہ ۴

تحریر: حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب قدس سرہٗ کی ایک نابغۂ روزگار تحریر

مرزا قادیانی کا کیریکٹر

ایک جانب تو مرزا قادیانی (جس کو کمال متابعت نبوی کا دعویٰ ہے) لکھتا ہے:

''ہمارے سیّد ومولیٰ، افضل الانبیا، خیر الاصفیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تقویٰ دیکھئے کہ وہ ان عورتوں کے ہاتھ سے ہاتھ نہیں ملاتے تھے جو پاکدامن اور نیک بخت ہوتی تھیں اور بیعت کرنے کے لیے آتی تھیں بلکہ دور بیٹھا کر صرف زبانی تلقین توبہ کرتے تھے۔''

مزید لکھتا ہے: ''یہ اسلام کی اعلیٰ تعلیم کا ایک نمونہ ہے کہ ہرگز قصداً کسی عورت کی طرف نظر اُٹھا کر نہ دیکھو کہ یہ بدنظری کا پیش خیمہ ہے۔''

دوسری طرف اس سنت مطہرہ اور اعلیٰ تعلیم کے برخلاف مرزا قادیانی کے کیریکٹر کے دو شرمناک نمونے دیکھئے۔

(۱) نامحرم دوشیزہ سے پیر دبوانا

محمد حسین قادیانی کا سوال: حضرت اقدس غیر عورتوں سے ہاتھ پاؤں دبواتے ہیں؟
جواب از فضل دین قادیانی: وہ نبی معصوم ہیں۔ ان سے مس کرنا اور اختلاط منع نہیں بلکہ موجب رحمت وبرکات ہے۔

عائشہ کے شوہر غلام محمد کا بیان ہے: ''میری بیوی.... پندرہ برس کی عمر میں دارالامان میں حضرت مسیح موعود کے پاس آئیں.... حضور کو مرحومہ کی خدمت حضور کے پاؤں دبانے کی بہت پسند تھی۔''

محمد حسین قادیانی کا سوال: حضرت اقدس غیر عورتوں سے ہاتھ پاؤں دبواتے ہیں؟

جواب از فضل دین قادیانی: وہ نبی معصوم ہیں۔ ان سے مس کرنا اور اختلاط منع نہیں بلکہ موجب رحمت وبرکات ہے۔

(۲) نامحرم عورت سے پنکھا وغیرہ کی خدمت لینا

مرزا بشیر احمد ایم اے کا بیان ہے: ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب بیگم نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس کی خدمت میں رہی ہوں۔ گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھ کو پنکھا ہلاتے گذر جاتی تھی، مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی تھکان وتکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔ دو دفعہ ایسا موقع پیش آیا کہ عشاء کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقع ملا۔ حضرت نے فرمایا: زینب اس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔

مخالفین کو مغلظات

مرزا قادیانی نے دشنام دہی سے اظہارِ برأت کرتے ہوئے لکھا ہے: میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا جس کو دشنام دہی کہا جائے۔ بلکہ دوسری جگہ یہ ڈینگ ماری ہے کہ میں نے جواباً بھی کسی مخالف کو گالی نہیں دی۔

وقد سبونی بکل سب فماردت علیھم جوابھم. (مواہب الرحمٰن خزائن ۲۳۶/۱۹)

مخالفین نے مجھے ہر طرح کی گالیاں دیں مگر میں نے ان کی گالیوں کا جواب نہیں دیا۔

بہرحال ایک طرف تو اپنی شرافت کے یہ بلند بانگ دعوے ہیں دوسری جانب اس کی دشنام طرازی کے بدترین نمونے دیکھئے:

(۱) پیر محمد علی شاہ گولڑویؒ کے متعلق لکھتا ہے:

اتانی کتاب من کذوب یزور
کتاب خبیث کالعقارب یابر
قلت لک الویلات یا ارض جولو
لعنت بملعون فانت تدمر

(ترجمہ از مرزا) مجھے ایک کتاب کذاب کی طرف سے پہنچی ہے، وہ خبیث کتاب بچھو کی طرح نیش زن ہے۔ پس میں نے کہا، اے گولڑ کی زمین تجھ پر لعنت ہو تو ملعون کے سبب ملعون ہوگئی۔

(۲) سید الطائفہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتا ہے:

وآخرھم الشیطان الاعمیٰ و الغول الاخویٰ یقال لہ رشید احمد الجنجوھی وھو شقی کالامر وھی. (انجام آتھم خزائن، ص۳۵۲)

ترجمہ از مرزا: ان میں سے آخری اندھا شیطان گمراہ دیو ہے جس کو رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں، وہ بھی محمد حسن امروہی کی طرح بد بخت ہے۔

(۳) اور جناب مولانا سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق لکھتا ہے:

ومن اللغام اری رجیلا فاسقاً
غولا لعینا نطفۃ السفھاء

اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے سفیہوں کا نطفہ۔

شکس خبیث مفسد و مزور
نعس یمی السعد فی الجھلاء

بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دِکھانے والا ہے، منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔

آذیتنی خبثا فلست بصادق
ان لم تمت بالخزی یا ابن بغاء

تو نے اپنی خباثت سے مجھے بہت دُکھ دیا ہے، پس میں سچا نہیں ہوں گا اگر ذلت کے ساتھ تیری موت نہ ہو۔ (اے نسل بدکاراں)

نوٹ: یہاں مرزا نے ابن بغاء کا ترجمہ چھوڑ دیا ہے، لیکن انجام آتھم خزائن ج ۱۱، ص ۲۸۱ میں مرزا نے اس کا ترجمہ ''اے نسل بدکاراں'' کیا ہے۔

عبرتناک موت

ہیضہ کی موت کو قادیانی لوگ نہایت عبرتناک موت کہتے ہیں اور خود مرزا غلام احمد قادیانی اپنے مخالفین کو اسی قسم کی موت کی دھمکی دیا کرتا تھا۔ چنانچہ مرزا نے ۵/اپریل ۱۹۰۷ء کے اشتہار میں حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر کیا:

''وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے، جیسے تپ دق، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری ہی زندگی میں وارد نہ ہوئی تو میں اپنی ماں کی طرف سے نہیں۔''

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے اشتہار کے ایک سال بعد ۲۵/مئی ۱۹۰۸ء کو بمقام لاہور بعد شاء قے و دست میں مبتلا ہوگیا اور خود مرزا نے اپنے خسر مرزا ناصر سے مخاطب ہوکر کہا: ''میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔'' دوسرے دن دس بجے مرزا کا انتقال ہوگیا۔

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم نے مرزا کی زندگی میں بخیر وعافیت رہ کر مرزا کی وفات کے پورے چالیس سال بعد ۱۵/مارچ ۱۹۴۹ء بعمر ۸۰ سال وفات پائی، مگر مرزا غلام احمد قادیانی اپنے اشتہار کے ایک سال بعد ۲۵/مئی ۱۹۰۸ء کو بمقام لاہور بعد شاء قے و دست میں مبتلا ہوگیا اور خود مرزا نے اپنے خسر مرزا ناصر سے مخاطب ہوکر کہا: ''میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔'' دوسرے دن (۲۶/مئی) دس بجے مرزا کا انتقال ہوگیا۔

جنازہ قادیان لایا گیا، حکیم نورالدین نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور اسی روز وہ مرزا کا پہلا جانشین منتخب ہوا۔ (جاری)

زندگی آقا کی جب کامل نمونہ بن گئی

راجا رشید محمود

زندگی آقا کی جب کامل نمونہ ہو گئی
جب وہی سارے عوالم کے لئے رحمت بھی ہیں
ان گنت ہیں میرے سرور کے خصائص اور پھر
ہونا ختم المرسلین، اللہ کی مجھ کو قسم!
دارمی میں حضرتِ جابر سے مروی ہے حدیث
حشر تک کوئی نہ میرے بعد آئے گا نبی
دی ہے آقا نے نبوت کی عمارت کی مثال
رہ گئی تھی اُس میں بس اک اینٹ کی باقی جگہ
ختم ہے ان پر نبوت، بعد میں سرکار کے
یہ لکھا ہے ترمذی میں اور ابوداؤد میں
مومنو! آیا ہوں سارے انبیاء کے بعد میں
ابنِ ماجہ میں ہے یہ ارشادِ پاکِ مصطفیٰ
مائدہ میں دین کی تکمیل کا اعلان ہے

انتہا تک جب نظامِ خلق بھی پہنچا گئے
پھر نیا ہادی مرا رب بھیجتا کس واسطے
منفرد ہے ہر خصوصیت مرے سرکار کی
مومنوں پر خاص ہے رحمت مرے سرکار کی
مرسلوں کا رہنما ہوں، اور نہیں کرتا ہوں فخر
ایسا ختم الانبیاء ہوں، اور نہیں کرتا ہوں فخر
جو بہت آراستہ پیراستہ کر دی گئی
سرورِ عالم نے فرمایا، وہ مجھ سے پر ہوئی
مدعی جتنے ہیں، سب دجّال ہیں، کذاب ہیں
قول جن کے مستند ہیں، اور بھی اصحاب ہیں
یاد رکھو! تم ہو ساری امتوں میں آخری
تف ہے اس پر، جو نبوت کا ہو اب بھی مدّعی
مطمئن دل جس سے ہو جاتا ہے حق آگاہ کا

بعد ازاں دعویٰ نبوت کا سراسر کذب ہے
اسودِ عنسی کا، مرزا کا، بہاء اللہ کا

جمعیۃ علماء ہند کے نائب صدر حضرت الاستاذ مولانا ریاست علی ظفر بجنوریؒ کی
حیات وخدمات پر مشتمل
ہفت روزہ الجمعیۃ دھلی کی
خصوصی اشاعت
مولانا ریاست علی ظفر بجنوریؒ نمبر
اپنی تمام تر خوبیوں، بہترین مضامین، شاندار طباعت اور دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ منظر عام پر آچکا ھے۔
صفحات ۱۹۶ | سائز: ۸/۲۳×۳۶ | قیمت -/150
رابطہ: ہفت روزہ الجمعیۃ، مدنی ہال (بیسمینٹ) ۱، بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی ۲
موبائل: 09868676489

ہفت روزہ الجمعیۃ نئی دہلی کی
خصوصی پیشکش
تحفظ ختم نبوت نمبر
انشاء اللہ العزیز انتہائی آب وتاب کے ساتھ بہت جلد منظر عام پر آرہا ہے
مکمل تفصیلات آئندہ ملاحظہ فرمائیں
رابطہ: ہفت روزہ الجمعیۃ، مدنی ہال (بیسمینٹ) ۱، بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی ۲
موبائل: 09868676489 — ای میل: aljamiatweekly@gmail.com

قانون بغاوتِ ہند کے استعمال پر عبوری روک
سپریم کورٹ کا مستحسن فیصلہ

سپریم کورٹ (عدالت عظمیٰ) نے ایک اہم فیصلہ میں قانون بغاوت ہند کے استعمال پر روک لگادی ہے، چیف جسٹس این وی رمنا، جسٹس سوریہ کانت اور جسٹس ہیما کولی کی سہ نفری کمیٹی نے سرکار سے کہا ہے کہ اس قانون کے تحت اب کوئی اف آئی آر درج نہیں ہوگی، اور جو لوگ اس قانون سے ماخوذ ہوئے اور جیلوں میں محبوس ہیں، ان کی ضمانت کی درخواست قابل سماعت ہوگی، اور وہ عدالت میں ضمانت کی عرضی لگا سکتے ہیں، یہ روک اس وقت تک رہے گی جب تک حکومت دفعہ ۱۲۴ اے اور اس کے متعلقات پر نظر ثانی نہیں کر لیتی، اس طرح کہنا چاہیے کہ یہ عبوری روک ہے، عدالت چاہتی ہے کہ اس متنازع قانون کے ختم کرنے کی راہ ہموار کی جائے۔

ہندوستانی قانون آئی پی سی کی دفعہ ۱۲۴ر اے کے مطابق اگر کوئی شخص اپنی تقریر، تحریر، اشارے اور منظر کشی کے ذریعہ قانونی طور پر منتخب حکومت کے خلاف نفرت اور بے اطمینانی کی فضا پیدا کرتا ہے یا اس کی کوشش کرتا ہے تو اسے عمر قید یا تین سال قید اور جرمانے کی سزا دی جاسکتی ہے۔ یہ قانون ہندوستان میں برطانیہ سے برآمد کیا گیا ہے، برطانیہ میں ۱۸۳۷ء میں تھامس بیبگٹن میکالے نے یہ قانون ”ویسٹ منسٹر قانون“ کی زد سے بادشاہ کو بچانے کی غرض سے بنایا تھا، پھر اس قانون پر نظر ثانی کا کام ۱۸۶۰ء میں ہوا اور اسے باقی رکھا گیا۔ ۱۸۷۰ء میں جیمس فٹوج جیمس اسٹیفن کی تجویز پر یہ قانون آئی پی سی میں جوڑا گیا، انگریز حکومت میں چوں کہ فرد کی آزادی کا تصور نہیں تھا، اس لیے دور غلامی میں یہ قانون آزادی کے متوالوں کے خلاف استعمال کیا جاتا رہا، ۱۹۲۱ء میں جب انگریزوں کے خلاف ترک موالات کا فیصلہ دوبارہ شائع ہوا، جس میں انگریزوں کی جانب سے دیے گئے خطابات، عہدے، کونسل کی ممبری، فوج کی ملازمت، تجارتی تعلقات، سرکاری تعلیم، حکومتی امداد اور مقدمات کی پیروی کے بائیکاٹ کی بات کہی گئی تھی، تو انگریز حکومت نے اس قانون کا استعمال کیا، چنانچہ شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی، مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، ڈاکٹر سیف الدین کچلو، پیر غلام مجددی سندھی، مولانا نثار احمد کانپوری اور جگت گرو شنکر آچاریہ پر اسی دفعہ کے تحت مقدمہ چلایا گیا جو کراچی مقدمہ کے نام سے مشہور ہے۔ اسی قانون کے تحت لوک مانیہ تلک اور مہاتما گاندھی کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے ڈال دیا گیا، ہندوستان کی آزادی کے بعد ۱۹۶۲ء میں سپریم کورٹ نے اس قانون کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ اس قانون کا نفاذ صرف اس شکل میں ہوگا جب تشدد کے لیے اُکسانا یا پُر تشدد طریقے سے منتخب سرکار کو اکھاڑ پھینکنا مقصد ہو۔ اس تشریح سے یہ بات واضح ہو گئی کہ سرکار کی مذمت یا اس کے خلاف پُر امن تحریک چلانا اس قانون کے تحت نہیں آتا، لیکن ہر دور میں حکومتوں نے اس تشریح کی ان دیکھی کی اور مخالفین کو جیلوں میں بند کیا۔ اس سے قبل ۱۸۹۸ء، ۱۹۳۷ء، ۱۹۴۸ء، ۱۹۵۰ء اور ۱۹۵۱ء میں اس قانون میں وقتاً فوقتاً جزوی تبدیلیاں کی جاتی رہیں، ۱۹۵۸ء میں الہ آباد ہائی کورٹ نے اپنے ایک فیصلہ رام نندن بنام ریاست میں اس قانون کو کلیۃً رد کر دیا تھا، اس کے بعد ۱۹۶۲ء میں سپریم کورٹ نے اس قانون کی جو تشریح کی اس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ ۱۹۷۳ء میں اس وقت کی وزیر اعظم اندرا گاندھی نے اپنے دور حکومت میں اس قانون کے اطلاق پر غیر ضمانتی وارنٹ جاری کرنے کا اضافہ کیا، اس طرح یہ قانون اور سخت ہو گیا، اور ۱۸۹۸ء میں کی گئی ترمیم کے سارے خدوخال بدل ڈالے گیے۔ اب جب کہ ہر پانچ سال کے بعد انتخاب ہو رہا ہے، اور حکومتیں الٹ پلٹ ہوتی رہتی ہیں، ایسے میں حکومت کے خلاف بولنا ملک سے غداری اور بغاوت کس طرح قرار دیا جاسکتا ہے، المیہ یہ ہے کہ برطانیہ میں ۲۰۰۹ء میں ہی اسے کالعدم قرار دے دیا گیا، لیکن ہندوستان میں یہ آج بھی برقرار ہے اور حکومت کے خلاف آواز اٹھانے والوں کو اس کے ذریعہ نہ صرف ڈرایا دھمکایا جا رہا ہے؛ بلکہ اس کا استعمال کر کے حق کی آواز کو دبانے کی کوشش بھی کی جاتی رہی ہے، قانون دانوں کا خیال ہے کہ یہ پورے جمہوری نظام کے لیے ایک چیلنج ہے، اب عدالت عظمیٰ (سپریم کورٹ) نے بھی کہا ہے کہ اس قانون کی تشریح کا وقت آ گیا ہے، اس قانون پر پہلے بھی اعتراضات کیے جاتے رہے ہیں، گاندھی جی نے کہا تھا کہ اس قسم کے کالے قانون کی طاقت سے سرکار کے تئیں محبت کا ماحول نہیں پیدا کیا جاسکتا، غلام ہندوستان میں ڈاکٹر شیاما پرساد مکھرجی، رام منوہر لوہیا بھی اس قانون کے خلاف تھے، ڈاکٹر راجندر پرشاد کی رائے تھی کہ باہری طور سے پابندیاں لگا کر حب الوطنی پیدا نہیں کی جاسکتی، اس لیے نئے ایوان کی تشکیل کے بعد اس قسم کے قانون کو رد کیا جانا چاہیے۔ لیکن ہر دور میں حکومت کی یہ خواہش رہی کہ حکومت کے خلاف اٹھنے والی آواز کو غداریٔ وطن اور بغاوت کا مترادف قرار دیا جائے، حالاں کہ یہ بالکل سامنے کی بات ہے کہ حکومت کے خلاف آواز اٹھانا اور ملک سے غداری دونوں

> **اس قانون پر پہلے بھی اعتراضات کیے جاتے رہے ہیں، گاندھی جی نے کہا تھا کہ اس قسم کے کالے قانون کی طاقت سے سرکار کے تئیں محبت کا ماحول نہیں پیدا کیا جا سکتا، غلام ہندوستان میں ڈاکٹر شیاما پرساد مکھرجی، رام منوہر لوہیا بھی اس قانون کے خلاف تھے۔**

الگ الگ چیزیں ہیں، لیکن قانونی کمیٹی (ودھی آیوگ) نے ۱۹۷۱ء میں اپنی تینتالیسویں رپورٹ میں حکومت اور وطن کی غداری کو ایک قرار دے دیا، اس نے اس قانون میں سرکار کے ساتھ، دستور، مقننہ اور عدلیہ کو شامل کرنے کی بے تکی سفارش کر ڈالی، جس کی ضرورت اس لیے نہیں تھی کہ ان امور کی حفاظت کے لیے دستور اور آئی پی سی میں پہلے ہی سے الگ الگ دفعات موجود ہیں، ملک کی سالمیت، تحفظ کے ساتھ کھلواڑ کرنے ملک مخالف اور دہشت گردی سے نمٹنے کے لیے یو اے پی اے، مکوکا جیسے قانون پہلے ہی سے موجود ہیں، ایسے میں حکومت اور ملک سے غداری اور بغاوت کے فرق کو ختم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ دونوں کو ایک ماننے کی حماقت دستور اور ملک دونوں کے ساتھ دھوکہ ہی کہا جائے گا، سرکار کے خلاف اور غداریٔ وطن کے اس قانون کو ۱۹۵۱ء میں پہلی دستوری ترمیم کے موقع سے دفعہ (۲) ۱۹ر کے ذریعہ مضبوط کیا گیا، حزب مخالف نے سرکار مخالف تحریک کو غداری اور بغاوت ملک ووطن سے جوڑ کر دیکھنے کی ہر دور میں مخالفت کی، چنانچہ ۲۰۱۱ء میں کمیونسٹ رکن پارلیمان ڈی راجہ نے ایک نجی بل پارلیامنٹ میں اس کے خلاف پیش کیا؛ لیکن حکومت نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی، بھاجپا سرکار آنے کے بعد خود کانگریس کا رخ بدلا، چنانچہ کانگریس کے رکن پارلیمان ششی تھرور نے ایک دوسرا بل پیش کیا، لیکن اس کا حشر وہی ہوا جو کانگریسی دور حکومت میں ڈی راجہ کے ذریعہ پیش کردہ بل کا ہوا تھا، بعد میں کانگریس نے اسے اپنا انتخابی مُدّا بنایا اور وعدہ کیا کہ ہماری حکومت آئے گی تو ہم اس قانون کو ختم کر دیں گے، حکومت بھاجپا کی آ گئی اور بھاجپا والے جنھوں نے اس قانون کے تحت اذیتیں جھیلی تھیں اپنا کرب بھول کر ملکی مفاد کے عنوان سے اسے باقی رکھنے کے اپنے ارادے کا اعلان کر دیا، واقعہ یہ ہے کہ ہر دور میں حکومتوں نے اپنے تحفظ کے لیے اس قانون کی عصمت کو تار تار کیا ہے۔

مشہور وکیل کپل سبل نے سپریم کورٹ کو موجودہ صورت حال کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ اس وقت پورے ملک میں آٹھ سو سے زیادہ مقدمات عدالتوں میں زیر التوا ہیں اور تیرہ ہزار لوگ آئی پی سی دفعہ ۱۲۴ر اے کے تحت جیلوں میں بند ہیں، اس قانون کے غلط استعمال کے واقعات اس قدر زائد ہیں کہ ان کا احاطہ کرنا مشکل ہے، اس قانون کا استعمال ڈرامہ میں شامل چھوٹے نابالغ بچوں، فیس بک پوسٹ کو پسند کرنے، سینما گھروں میں قومی ترانہ بجائے جانے کے وقت کھڑے نہ ہونے پر بھی کیا گیا ہے۔ ۲۰۱۲ء میں کوڈن کولم میں ایٹمی تنصیبات کی مخالفت کرنے والوں پر اجتماعی طور پر اس قانون کے سہارے ایف آئی آر درج کیا گیا، نو سو لوگ اس کی زد میں آئے، ۲۰۱۷ء میں پتھل گڑی تحریک جھارکھنڈ سے جڑے دس ہزار لوگوں کو اس قانون کے سہارے مقدمہ سے گذرنا پڑا، تحریک کاروں میں ارون دھتی رائے، وینا یک سین، ہاردک پٹیل، دشاروی، سدھا بھاردواج، کنہیا کمار، عمر خالد، عائشہ سلطانہ کے ساتھ ذرائع ابلاغ کے کئی لوگ اس قانون کی گرفت میں آئے جن میں اسیم ترویدی منال پانڈے، راجدیپ سرڈیسائی، ونود دا کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

صرف 2015ء سے ۲۰۲۰ء کے درمیان چھ سال میں بغاوت اور غداری کے اس قانون کے تحت پانچ سو اڑتالیس (۵۴۸) افراد پر مقدمات کیے گیے اور تین سو چھپن (۳۵۶) افراد کو گرفتار کیا گیا، لطیفہ یہ ہے کہ ان میں سے سات (۷) مقدمات میں صرف بارہ (۱۲) آدمی پر ہی جرم ثابت ہو سکا اور وہ سزایاب ہوئے، اعداد و شمار کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ 2015ء میں تیس (۳۰) ۲۰۱۶ء میں پینتیس (۳۵) ۲۰۱۷ء میں اکاون (۵۱) ۲۰۱۸ء میں ستر (۷۰) ۲۰۱۹ء میں ننانوے (99) اور ۲۰۲۰ء میں چوالیس (۴۴) افراد گرفتار ہوئے، ۲۰۱۴ء کے بعد سے اس کا استعمال عام طور سے اٹھارہ (۱۸) سے تیس (۳۰) سال کے مسلم نوجوانوں پر کثرت سے کیا گیا، اس کے علاوہ مودی حکومت نے اس قانون کا استعمال اظہار رائے کی آزادی کو سلب کرنے، بی جے پی کے خلاف اٹھنے والی آواز کو دبانے اور آر ایس ایس کی غیر قانونی سرگرمیوں کے خلاف جو لوگ تھے ان کو کچلنے کے لیے کیا اور اس کی زد میں طالب علم، رضا کار تنظیموں کے افراد، سیاسی مخالفین، صحافی وغیرہ سب آئے، سپریم کورٹ کے اس فیصلے سے ان لوگوں کو اب راحت ملنے کی امید ہے۔ یہ صورت حال اس وقت ہے، جب ۱۹۶۲ء میں ہی سپریم کورٹ نے اس قانون کے غلط استعمال پر روک لگانے کے لیے کئی ہدایات دی تھیں، ضرورت ہے کہ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ نے مختلف مقدمات میں جو تبصرے کیے ہیں اور ہدایات دی ہیں، اس کی روشنی میں اس قانون کو رد کر دیا جائے؛ تا کہ ملک میں جمہوریت باقی رہ سکے۔ □□

تجزیہ — اسد مرزا

روس-یوکرین جنگ اور عرب ممالک

حالیہ عرصے میں جب یوکرائن کی جنگ کے باعث تیل کی قیمتیں ۱۳۰ ڈالر فی بیرل سے زیادہ ہو گئی ہیں، اور روسی تیل اور گیس پر وسیع پابندیوں کے امکانات کی وجہ سے بیشتر ملک عالمی کساد بازاری کے خطرے سے دوچار ہیں، دنیا کے سب سے بڑے تیل پیدا کرنے والے ممالک کی جانب سے واشنگٹن کو بالکل نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ امریکی اخبار 'وال اسٹریٹ جرنل' کی ایک حالیہ رپورٹ کے مطابق خطے کے دو بڑے ملک یعنی سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات کے ولی عہد اور حکمراں امریکی صدر جو بائڈن سے براہِ راست بات چیت کرنے سے گریز کر رہے ہیں۔ یہ ردِ عمل شخصیاتی پہلوؤں کی بنیاد پر ہے۔ صدر جو بائڈن نے اپنی انتخابی مہم کے دوران بھی سعودی عرب کو ایک ناکارہ ملک قرار دیا تھا اور ۲۰۱۸ء میں واشنگٹن پوسٹ کے صحافی جمال خاشوگی کے قتل کے لیے سعودی ولی عہد پرنس محمد بن سلمان کو ذمہ دار ٹھہرایا تھا اور یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ پرنس سلمان اور سعودی عرب کو سبق سکھائیں گے۔ صدر بننے کے بعد بھی اخبار کے مطابق بائڈن کی پرنس سلمان سے فون پر بات چیت یا کوئی براہِ راست ملاقات نہیں ہوئی ہے اور وہ ان کے بجائے ان کے والد شاہ سلمان سے فون پر بات کرنے کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں، جو کہ اطلاعات کے مطابق سخت علیل ہیں اور حکومت کے روزمرہ کے کاموں میں ان کی ساری ذمہ داریاں پرنس سلمان ہی ادا کر رہے ہیں۔ دفاعی اور سلامتی مبصرین کا کہنا ہے کہ تیل کی پیداوار بڑھانے کے لیے امریکی اتحادی، سعودی عرب کی ہچکچاہٹ اقتصادیات سے کہیں زیادہ ہے۔ یہ ان کے امریکی تعلقات کے بدلتے تاثرات، کثیر قطبی دنیا کے ابھرنے اور مشرق وسطیٰ سے ایک دہائی طویل امریکی محور کے بدلنے کی علامت ہے۔

موجودہ جنگ میں عرب رویہ

خلیجی ریاستوں کی یوکرین جنگ کے بعد ان کی جانب سے امریکہ کی مدد کرنے میں ہچکچاہٹ اس بات کا اشارہ ہے کہ علاقائی اسٹریٹجک سوچ میں ایک بڑی تبدیلی کا جھکاؤ روس کی جانب ہوتا چلا جا رہا ہے اور ان کے دیرینہ اتحادی امریکہ سے دور ہو رہے ہیں۔

سفارتی ذرائع اور وال سٹریٹ جرنل کا دعویٰ ہے کہ صدر جو بائیڈن کی جانب سے حالیہ دنوں میں سعودی اور اماراتی رہنماؤں کو تیل کی پیداوار پر بات کرنے کے لیے ذاتی طور پر فون کرنے کی کوششوں کو متعدد مرتبہ مسترد کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی یوکرین جنگ پر سعودی عرب اور یو اے ای نے ابھی تک اپنا موقف واضح نہیں کیا ہے۔ اگرچہ سعودی عرب نے روسی حملے کی مذمت میں اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی قرارداد کے حق میں ووٹ دیا تھا، لیکن متحدہ عرب امارات نے اس ووٹنگ میں حصہ نہیں لیا تھا۔ جبکہ صرف چھوٹے سے ملک قطر نے یوکرین پر روس کے حملے کی مذمت کرنے والی اقوام متحدہ کی قرارداد کے حق میں ووٹ دیا تھا اور امریکہ کی درخواست پر خام گیس کی پیداوار میں اضافے کا وعدہ بھی کیا ہے۔ دیگر خلیجی ممالک تیل کی پیداوار میں اضافے کی امریکی درخواستوں کا جواب دینے میں پس و پیش کا مظاہرہ کرتے نظر آ رہے ہیں۔

موجودہ بحران کی وجہ

کئی دنوں کی شدید امریکی سفارت کاری کے بعد، ۹ر مارچ کے روز امریکہ میں اماراتی سفارت خانے نے اماراتی سفیر یوسف العتیبہ کے ساتھ تیل کی پیداوار بڑھانے کے لیے اپنی حمایت کا اظہار کرتے ہوئے ایک بیان میں کہا کہ متحدہ عرب امارات اوپیک کو اعلیٰ پیداوار کی سطح پر غور کرنے کی ترغیب دے گا۔ جہاں ایک طرف امریکی حکام ان ممالک کی ہچکچاہٹ پر حیرت کا اظہار کرتے ہیں، وہیں عرب خلیجی حکومتوں کا اصرار ہے کہ حقیقت میں امریکہ کی وجہ سے ہی ماحول بدل گیا ہے، کیونکہ وہ ان ملکوں کے ساتھ اپنے خصوصی تعلقات قائم رکھنے میں ناکام رہا ہے۔ وہ خلیجی تیل کے بہاؤ پر امریکی اثر و رسوخ کے بدلے اپنے کئی دہائیوں پرانے انتظامات، امریکی تحفظ اور سلامتی کے پس منظر میں دیکھتے ہیں، جیسا کہ ۱۹۸۰ء میں اس وقت کے صدر جمی کارٹر کے کارٹر نظریے میں بیان کیا گیا تھا، جو کہ بڑی حد تک اب ناکارہ ہو چکا ہے۔ اس وقت امریکی صدر کے صرف ایک فون کال پر ہی عرب ملکوں میں تیل کی پیداوار کم یا زیادہ کرنے کی وجہ سے عالمی بازار میں تیل کی قیمت اوپر نیچے ہو جاتی تھیں۔

امریکہ کے ناقابل اعتبار ہونے کے ثبوت کے طور پر، عرب خلیجی حکام نے عراق کے خلاف امریکی جنگ کا حوالہ دیا جس نے ایران کو طاقتور بنایا اور تہران کو ان کے دارالحکومتوں کی جانب اشارہ کرنے والے میزائل نصب کرنے کی اجازت دی، اوباما انتظامیہ جس نے ایرانی جوہری معاہدے میں عرب کے سیکورٹی خدشات کو نظر انداز کیا، اور ٹرمپ انتظامیہ نے بھی کوئی خاطر خواہ اقدام لینے سے گریز کیا، اس کی وجہ سے ان تعلقات پر کافی غیر مثبت اثر ثبت ہوا ہے۔

بائیڈن انتظامیہ کا امریکی پالیسی کو مشرق وسطیٰ سے دور اور ایشیاء کی طرف از سر نو ترتیب دینے کا عزم ہے۔ ایک ایسا نیا محور جس کا آغاز اوباما انتظامیہ سے ہوا تھا اور اس وقت صدر جو بائیڈن ان کے سکریٹری آف اسٹیٹ ہوا کرتے تھے۔ اور افغانستان سے امریکہ کے تباہ کن انخلاء نے بہت سی خلیجی حکومتوں کو اس بات پر قائل کر دیا کہ امریکہ پر علاقے کی سیکوریٹی کے معاملے پر مزید اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ گو کہ خطے میں امریکی فوجی دستوں کی بڑے پیمانے پر موجودگی جاری ہے۔ واشنگٹن میں عرب خلیجی ریاستوں کے انسٹی ٹیوٹ کے سینئر رہائشی اسکالر حسین ابیش کا کہنا ہے: ”اب اور پندرہ سال پہلے کے درمیان سب سے بڑا فرق واشنگٹن کی قابل اعتمادی کی کمی کا احساس ہے جو خلیج میں پھیلی ہوئی ہے، خاص طور پر ان ممالک میں جو کئی دہائیوں سے واشنگٹن کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ نتیجے کے طور پر، یہ ممالک اپنے خارجہ تعلقات کے تزویراتی تنوع کو اتنا ہی اہم سمجھتے ہیں جتنا کہ واشنگٹن کے ساتھ اپنے تعلقات کو بڑھانا۔ یوکرین کے بارے میں ان کا ردعمل اس تبدیلی کا سب سے بڑا اشارہ ہے۔“

روس کی جانب جھکاؤ

گزشتہ آٹھ سالوں میں، خلیجی ریاستوں نے اپنی سلامتی کے تحفظ کے لیے دوسری عالمی طاقتوں کی جانب دیکھنا شروع کر دیا تھا اور اس میں روس اور چین سرِ فہرست تھے۔ اگر امریکہ خطے سے دور ہو رہا تھا تو روس تیزی سے ایک نئے پاور بروکر کے طور پر ابھر کر سامنے آ رہا تھا اور اس کے ساتھ ہی ساتھ چین بھی انہیں خطوط پر چل رہا تھا۔ جس لمحے روس نے شام کے تھیٹر میں فوجی طور پر داخل ہو کر بشار الاسد کو قریب آنے سے بچایا، اس خطے نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ روس وہاں موجود ہے۔ روس نے خطے کے ممالک کی طرف سے یہ غیر معمولی احترام حاصل کیا،“ واشنگٹن انسٹی ٹیوٹ فار نیئر ایسٹ پالیسی کی سینئر فیلو انا بورشچ یوسکایا کہتی ہیں۔ اس کی وجہ سے ۲۰۱۸ء میں متحدہ عرب امارات نے روس کے ساتھ ایک نئے سٹریٹجک سیکورٹی معاہدہ پر دستخط کیے تھے۔ سعودی عرب نے اگست ۲۰۲۱ء میں (باقی صـ۱۴ پر)

کھیل کی دنیا: محبت و بھائی چارے نے کئی کھلاڑیوں کی زندگی بنادی

نفرت ایک ایسی دوا ہے جو آپ کی زندگی کا نقشہ بدل دیتی ہے۔ اگر آپ نفرت کا شکار ہوگئے ہیں تو اس سے نکلنے کے لیے آپ کو بھائی چارے اور محبت جیسی دوا کی ضرورت ہے۔ یہ دوا میڈیسن اسٹور پر کہیں بھی دستیاب نہیں ہے، یہ صرف سوسائٹی میں دستیاب ہے، یہ آپ کے آس پاس ہے۔ آپ کو صرف محسوس کرنے کی ضرورت ہے۔ جس دن آپ بھائی پارے اور محبت کو محسوس کریں گے، اسی دن آپ نفرت کے نشہ سے آزاد ہو جائیں گے۔ آپ کی اور آپ کے بچوں کی زندگیاں برباد ہونے سے بچ جائیں گی۔ ہندو مسلم کے نام پر سیاست کی جاتی ہے، مندر مسجد توڑے جاتے ہیں۔ آپ کو مذہب کے نام پر الجھا دیا جاتا ہے، آپ پھر لیکر سڑک پر اترتے ہیں، ایک دوسرے سے لڑتے ہیں، فسادی بن جاتے ہیں۔ پھر آپ اور آپ کا خاندان برباد ہو جاتا ہے لیکن جو لوگ فساد کراتے ہیں وہ آرام سے خوشحال زندگی گزارتے ہیں۔

آج ہم آپ کے سامنے نفرت نہیں، بھائی چارے اور محبت کی کہانی لیکر آئے ہیں۔ اس کہانی کے مرکزی کردار محبت اور بھائی چارہ ہیں جس نے کئی کرکٹرز کی زندگی سواری ہے۔ آج وہی کھلاڑی آئی پی ایل میں کھیل رہے ہیں اور نام کمارہے ہیں۔ اگر کھلاڑی ہندو ہے تو کوچ مسلمان، اور کوچ ہندو ہے تو کھلاڑی مسلمان۔ دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے آگے بڑھے۔ بھائی چارے اور محبت نے ان کھلاڑیوں کی زندگی بنائی۔ آپ جموں ایکسپریس عمران ملک کو جانتے ہوں گے۔ عمران آئی پی ایل میں ۱۵۷ کی رفتار سے گیند پھینک رہے ہیں۔ ۱۴ میچوں میں ۲۱ وکٹیں لیں۔ عمران سب سے زیادہ وکٹیں لینے کے لحاظ سے پانچویں نمبر پر ہیں۔ ایک بار وہ ایک اننگز میں پانچ وکٹیں بھی لے چکے ہیں۔ عمران ملک نے اس سیزن میں حیدرآباد کے لیے سب سے زیادہ وکٹیں حاصل کیں۔ عمران کے والد گزشتہ ۵۰ برسوں سے پھل فروخت کررہے ہیں۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ عمران کا کوچ کون ہے جس نے شروع میں عمران کی بہت مدد کی۔ اگر کوچ نے مدد نہ کی ہوتی تو عمران آج یہاں تک نہ پہنچتا۔ عمران کے کوچ کا نام رندھیر سنگھ ہے۔

ایک اور کھلاڑی تلک ورما کی بات کرتے ہیں۔ تلک ورما کے والد الیکٹریشن ہیں۔ تلک

> پی وشنو، انیش ریڈی، ارنب جیسے کئی کھلاڑی آج ریاستی سطح پر کھیل رہے ہیں۔ رنکو سنگھ علی گڑھ کا رہنے والا ہے۔ رنکو کے والد گھر گھر گیس سلنڈر پہنچاتے ہیں۔ رنکو کولکاتا نائٹ رائیڈرز کے لیے کھیل رہا ہے۔ رنکو کو اس مقام تک لے جانے میں دوست محمد ذیشان اور کوچ مسعود امینی کا تعاون ہے۔ امینی گزشتہ ۲۰ سالوں سے علی گڑھ میں کوچنگ کررہے ہیں۔ اکیڈی کے ۹۰ فیصد بچے ہندو ہیں۔ امینی کی اکیڈمی کا نام علی گڑھ کرکٹ اسکول ہے۔

حیدرآباد کا رہنے والا ہے۔ ممبئی انڈینز کے لیے کھیل رہے ہیں۔ تلک ورما نے ممبئی کے لیے ۱۴ میچوں میں ۳۹۷ رنز بنائے ہیں۔ تلک ورما ایک بہترین کھلاڑی ہے۔ اس کھلاڑی کو زبردست کرکٹر بنانے میں صرف محبت اور بھائی چارہ کام آیا۔ تلک ورما کے والد کے پاس اتنے پیسے نہیں تھے کہ وہ اپنے بیٹے کو اکیڈی میں داخلہ دلواتے۔ جہاں پیسہ نہیں وہاں محبت اور بھائی چارہ کام آتا ہے۔ تلک کے ٹیلنٹ کو دیکھتے ہوئے کوچ سلام بیاش اسے پچھلے دس سالوں سے مفت کوچنگ دے رہے ہیں۔ ایک وقت تھا جب بیاش روزانہ تلک کو اپنی اسکوٹی میں بٹھا کر گھر سے اسٹیڈیم لے جاتے اور پھر واپس گھر چھوڑتے تھے۔ سلام بیاش کو کہ ان کے والد نے مشورہ دیا کہ کوچنگ دیتے وقت کبھی ہندو مسلم کی طرف نہ دیکھیں، ٹیلنٹ کو دیکھتے ہوئے کوچنگ دیں۔ بیاش اپنے والد کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے آج وہی کام کررہا ہے۔ بیاش کی اکیڈی میں تقریباً ۲۰۰ بچے ہیں، صرف ۱۵ بچے مسلمان ہیں، باقی ہندو ہیں۔ پی وشنو، انیش ریڈی، ارنب جیسے کئی کھلاڑی آج ریاستی سطح پر کھیل رہے ہیں۔ رنکو سنگھ علی گڑھ کا رہنے والا ہے۔ رنکو کے والد گھر گھر گیس سلنڈر پہنچاتے ہیں۔ رنکو کولکاتا نائٹ رائیڈرز کے لیے کھیل رہا ہے۔ رنکو کو اس مقام تک لے جانے میں دوست محمد ذیشان اور کوچ مسعود امینی کا تعاون ہے۔ امینی گزشتہ ۲۰ سالوں سے علی گڑھ میں کوچنگ کررہے ہیں۔ اکیڈی کے ۹۰ فیصد بچے ہندو ہیں۔ امینی کی اکیڈمی کا نام علی گڑھ کرکٹ اسکول ہے۔ میں آپ کو ایک اور بات بتاتا ہوں۔ رنکو کے والد کا نام خان چند سنگھ ہے، کتنا شاندار ہے۔ رنکو کی ماں کا نام رینو دیوی ہے۔

آپ لوگ کہیں گے کہ کھیل کو مذہب سے کیوں جوڑ رہے ہیں۔ تو یہاں کھیل کو مذہب سے نہیں جوڑا جارہا، یہاں صرف محبت اور بھائی چارے کی بات کی جارہی ہے۔ اگر ہمارا معاشرہ اتنا عاقل و سمجھدار ہوتا تو آج ملک میں مذہب کے نام پر تشدد نہ ہوتا۔ مندر مسجد کے نام پر لڑائیاں نہیں ہوتیں۔ نفرت سب کو تباہ کررہی ہے۔ نفرتوں کو چھوڑ کر محبت اور اخوت کو اپنائیے۔ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھیں۔ ہاتھ میں پتھر نہیں قلم لے لیں۔ محبت اور بھائی چارے کی کتاب لکھیں۔ یہ کتاب آپ کے بچوں کی زندگی میں کارآمد ثابت ہوگی۔ زندگی بہت چھوٹی ہے اسے پیار و محبت سے گزاریں۔ ◻◻

طب و صحت: موسم گرما میں کیسے کریں صحت کی حفاظت؟

گرمی کا موسم آتے ہی ہر گزرتے دن کے ساتھ گرمی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس بدلتے موسم کا اثر ہماری صحت پر بھی پڑتا ہے اور صحت کے تعلق بہت سے پریشانیوں پیدا ہونا شروع ہوجاتی ہیں، اگر آپ بدلتے موسم کے ساتھ گرمیوں میں جسم کو تندرست رکھنا چاہتے ہیں تو گرمی کی بیماریوں کے تدارک کے طریقوں کو سیکھنا ضروری ہے۔ اس مضمون میں گرمی سے پیدا ہونے والی بیماریوں سے بچنے کے طریقوں کا ذکر کیا جائے گا تاکہ آپ موسم کی شدت سے اپنے جسم کو محفوظ رکھ سکیں اور صحت مند رہ سکیں۔ موسم گرما میں قدرت نے ہمارے جسم کو قدرتی طور پر ٹھنڈا رکھنے کے لیے ہمارے جسم میں پسینے کا نظام بنایا ہے اور زیادہ گرمی میں زیادہ پسینہ آنے سے جسم میں پانی کی کمی پیدا ہوتی ہے خاص طور پر ان لوگوں میں جو جسمانی مشقت کے کام کرتے ہیں اور ورزش وغیرہ کرتے ہیں یہ کمی جلدی پیدا ہوسکتی ہے اسی لئے ضروری ہے کہ جسم میں پانی کی کمی کو پہچانا جائے۔ جب جسم میں پانی کی کمی پیدا ہوتی ہے تو بار بار پیاس لگتی ہے، معمول سے بہت کم پیشاب آتا ہے اور پیشاب کی رنگت گہری ہوجاتی ہے۔ جسم بہت جلد تھکاوٹ کا شکار ہونا شروع ہوجاتا ہے، سر میں درد اور چکر آسکتے ہیں، ایسی صورت میں زیادہ سے زیادہ پانی پینا بہت ضروری ہو جاتا ہے خاص طور پر نمک کی کمی کو پورا کرنے کے لیے لیموں کی شکنجی کا استعال زیادہ کریں اور اس میں نمک ڈال کر پینا شروع کردیں، نارنجی کا جوس بھی جسم کو ڈی ہائیڈریٹ ہونے سے بچاتا ہے، اس کے ساتھ چائے اور کافی کا استعال کم کریں اور ہلکے رنگ کے کپڑے پہنیں کیونکہ گہرا رنگ سورج کی دھوپ کو اپنے اندر جلدی جذب کرتا ہے اور ایسا کپڑا جلدی گرم ہو جاتا ہے اور دھوپ میں نکلنے سے پہلے اپنے سر کو سفید یا ہلکے رنگ کے کپڑے سے ضرور ڈھانپ لیں۔ یہ بیماری بھی گرمی کے موسم کے ساتھ جڑی ہوئی ہے اور اس میں معدے میں تیزابیت پیدا ہونی شروع ہوتی ہے جس سے کھٹی ڈکاریں، پیٹ کا بھاری پن، معدے میں جلن، پیٹ درد اور متلی جیسی شکایات بڑھ جاتی ہیں۔ ایسی صورت میں دھنیے کو پانی میں بھگو دیں اور دو گھنٹے بعد اس کا پانی استعال کریں، اسی طرح پودینے کو پانی میں بھگو کر پانی استعال کرنا شروع کردیں، املی اور آلو بخارے کو پانی میں رات بھر بھیگا رہنے دیں اور صبح اس کا پانی پی لیں اور املی اور آلو بخارے کی گھٹلیاں نکال کر اسے بھی ساتھ کھالیں، یہ آپ کے نظام انہضام کو خراب نہیں ہونے دے گا۔ خشک ادرک یا ادرک کا پاؤڈر اور اس میں تھوڑا کالا نمک شامل کرکے وقفے وقفے سے اس چورن کا استعال کرنا بھی تیزابیت کے خاتمے کا باعث بنتا ہے، معدے میں تیزابیت کی صورت میں سیدھا مت لیٹیں بلکہ چارپائی وغیرہ کے سروالی سائیڈ پر چارپائی کے پاؤں کے نیچے اینٹ وغیرہ رکھ کر اسے سرہانے سے اونچا کرلیں اور تیزابیت کی صورت میں چائے اور کافی سے پرہیز کریں اور کچی لسی وغیرہ کا استعال زیادہ کردیں۔ شدید گرمی سے اگر چکر آرہے ہیں تو ایسی صورت میں آملے کا شربت آپ کو فوری آرام پہنچائے گا اور ساتھ ہی تلسی کے پتوں میں چینی مکس کرکے پیسٹ بنالیں اور اسے پانی میں حل کرکے تھوڑی تھوڑی دیر بعد استعال کریں۔ یہ جسم سے گرمی کی شدت کو کم کرے گا۔ موسم گرما میں سلاد والی سبزیوں کا استعال زیادہ کریں خاص طور پر کھیرا کھانا شروع کردیں، کھیرے میں پانی کی ایک بڑی مقدار شامل ہوتی ہے جو جسم کو ڈی ہائیڈریٹ ہونے سے بچاتی ہے، اسی طرح اگر گرمی زیادہ لگ رہی ہے تو سینے پر پیاز کے رس سے مالش کریں۔ ◻◻

ادبیات

مرے مولا ترے مظلوم بندے کیا کریں آخر؟

قاری محمد اسحاق حافظ سہارنپوری

جہاں سے خونِ انسانی کی ارزانی نہیں جاتی
بشر کی طبع سے کیوں خوئے شیطانی نہیں جاتی
نہ گلچیں سے کوئی خدشہ، نہ اب صیاد کی دہشت
چمن والوں کی پھر بھی کیوں پریشانی نہیں جاتی
محبانِ وطن نے کیں ہزاروں کوششیں لیکن
نہیں جاتی تعصب کی فراوانی نہیں جاتی
ہزاروں ٹھوکریں کھائیں، ہوئے بدنام عالم بھی
مرے اہلِ وطن کی پھر بھی نادانی نہیں جاتی
گدائی سے بھی بدتر ہوگیا ہے حال گو اپنا
دماغوں سے مگر وہ خوئے سلطانی نہیں جاتی
ہمیشہ خونِ ناحق بیکسوں کا رنگ لاتا ہے
کہ ہرگز رائیگاں واللہ قربانی نہیں جاتی
میرے مولا، ترے مظلوم بندے کیا کریں آخر
ستمراں کی کسی صورت ستمرانی نہیں جاتی
تعجب کیا سفینہ زندگی کا غرق ہوجائے
کہ بحرِ رنجِ دردِ افزا کی طغیانی نہیں جاتی
جفا کاروں کو آزادی ہے جو چاہیں کریں حافظ
مگر اہلِ وفا کی بات بھی مانی نہیں جاتی

یا الٰہی ختم یہ طوفان ہونا چاہیے

اصغر بہرائچی

اے مسلماں تجھ میں ایسی شان ہونا چاہیے
بجلیاں تابع ہوں وہ ایمان ہونا چاہیے
یہ قضا کا تیر ہے مظلوم تو آہیں نہ کر
شکر رب کا بالیقیں ہر آن ہونا چاہیے
کامیابی سرفرازی چومے گی تیرے قدم
ہاں مگر اللہ پر ایقان ہونا چاہیے
قبر کھودے گا وہ اپنی جو مٹانے کو بڑھے
تیرے ہاتھوں میں مگر قرآن ہونا چاہیے
ایک دن تو اژدہا بن کر نگل جائے گی موت
مومنو! اس بات کا بھی دھیان ہونا چاہیے
آدم خاکی نے مہروماہ پہ پھینکی کمند
اپنے خالق کی مگر پہچان ہونا چاہیے
دشمنِ یکجہتی کے جتنے بھی قلعے آئیں نظر
سب کے سب ڈھادینے کا ارمان ہونا چاہیے
نام سب مذہب کا کیوں بدنام کرتے ہیں بھلا
پاسِ مذہب ہے تو پھر عرفان ہونا چاہیے
آخرش کب تک سرِ بازار رسوا ہوں گے ہم
یا الٰہی ختم یہ طوفان ہونا چاہیے
بے عمل اصغر گذرتی جارہی ہے زندگی
فکرِ عقبٰی کے لیے سامان ہونا چاہیے

قد تو اونچا تھا مگر ظرف سے بونا نکلا

فاروق ارگلی

دل کو سمجھا تھا کہ اِک دنیا بسی ہے اس میں
یہ ترے واسطے صرف ایک کھلونا نکلا
گفتگو اور وجاہت میں فرشتہ سا لگا
راز کھلنے پہ وہ حددرجہ گھنونا نکلا
اس کا دعویٰ تھا نہیں کوئی برابر اس کے
قد تو اونچا تھا مگر ظرف سے بونا نکلا
شاعری عشق تھا اپنا سو غزل کہنے لگے
سیج پھولوں کی تھی کانٹوں کا بچھونا نکلا

وہیں یہ گوہر ملامتوں کا شکار ہوگا

ڈاکٹر حنیف ترین سنبھلی

ہوا کا اس پر ہر ایک طعنہ اُدھار ہوگا
انا کے گھوڑے پہ وہ نہ جب تک سوار ہوگا
جہاں بھی سنگِ ضمیر سوچوں پہ بار ہوگا
وہیں یہ گوہر ملامتوں کا شکار ہوگا
نئی سیاست کی گندگی میں جو ہوگا شامل
وہ شخص اِک دن خود اپنی نظروں میں خوار ہوگا
مہیب اندھیروں کو روشنی ہی جو دے سلامی
یہ کڑوا سچ کیا کسی کو بھی خوشگوار ہوگا
میرے مقابل ٹکے گا کب تک یہ دیکھنا ہے
تھکے گا جس دن حنیف غم بھی فرار ہوگا

وہ میرا رہنما مری نظر میں رہتا ہے

افضل شیر کوٹی

کبھی فلک پہ کبھی بحروبر میں رہتا ہے
مرا خیال ہمیشہ سفر میں رہتا ہے
ہزار بار یہ ٹوٹا غرور کا پیکر
خمار پھر بھی انا کا ہی سر میں رہتا ہے
بسائے رکھتا ہے دل میں خلوص کی دنیا
وہ ایک شخص جو چھوٹے سے گھر میں رہتا ہے
تجھے تو فکر نہیں میری لمحہ بھر کے لیے
یہ میرا دل ہے تری رہگذر میں رہتا ہے
بدل کے رکھ دیا جس نے جہاں کے منظر کو
وہ میرا رہنما مری نظر میں رہتا ہے
یہ سنتے آئے ہیں افضل قلم نہیں بکتا
یہ زر پرستوں کے پھر کیوں اثر میں رہتا ہے

تمام زبانوں میں عربی زبان سب سے آسان ہے

جامعہ مدنیہ سبل پور، پٹنہ میں عربی زبان وادب پر سہ روزہ تربیتی ورکشاپ میں محمد حماد الکریمی الندوی کا خطاب

پٹنہ، ۷؍ جون ۲۰۲۲ء: دنیا میں بہت سی زبانیں بولی جاتی ہیں، مگر کچھ عرصہ گذرنے کے بعد اس میں تبدیلی آجاتی ہے، نئے نئے الفاظ سامنے آجاتے ہیں، مثلاً اردو زبان ہے، آج سے پچاس، سو سال قبل بہت سے الفاظ استعمال ہوتے تھے، آج ان الفاظ کا کوئی نام ونشان نہیں ہے، لیکن عربی زبان کی خصوصیت یہ ہیکہ نزول قرآن کے وقت جس طرح بولی جاتی تھی، آج بھی اسی طرح بولی جاتی ہے، اور رہتی دنیا تک اسی طرح بولی جاتی رہے گی، عربی زبان سیکھنا چاہیئے، جس طرح اللہ کے رسولؐ کی دیگر سنتوں پر عمل کرنے سے ثواب ملتا ہے، اگر کوئی اس لئے عربی زبان سیکھتا ہے کہ میرے نبیؐ کی یہ زبان تھی، تو یہ بھی سنت واستحباب کہ درجہ میں ہوگا، اور سیکھنے کا ثواب ملے گا، ان خیالات کا اظہار جامعہ مدنیہ سبل پور پٹنہ میں عربی زبان وادب پر منعقد سہ روزہ تربیتی ورکشاپ سے خطاب کرتے ہوئے فضیلۃ الشیخ محمد حماد الکریمی الندوی نے کیا، واضح رہے کہ المعہد الاسلامی العربی لعموم الہند کے امین عام فضیلۃ الشیخ محمد حماد الکریمی الندوی کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو عربی زبان وادب سے حد درجہ عشق ومحبت رکھتے ہیں، اور ملک بھر کے مدرسوں، اسکولوں اور دیگر تعلیمی اداروں میں جاجا کر عربی زبان سکھانے اور عربی زبان کی طرف توجہ دلانے کے لئے مکمل کوشاں رہتے ہیں، ریاست بہار کا مشہور ومعروف، دینی، علمی، مرکزی، اور اقامتی ادارہ جامعہ مدنیہ سبل پور، پٹنہ میں بھی عربی زبان وادب، فقہ وفتاویٰ اور قرآن وحدیث کی تعلیم دی جاتی ہے، عربی زبان وادب میں فروغ اور طلبہ کے اندر عربی زبان میں مزید دلچسپی پیدا کرنے کے لئے فضیلۃ الشیخ محمد حماد الکریمی الندوی کو دعوت دی گئی، اور آپ کی قیادت میں سہ روزہ عربی کورس کرانے کا فیصلہ لیا گیا، جامعہ مدنیہ سبل پور پٹنہ کے مہتمم جناب مولانا محمد حارث بن مولانا محمد قاسم صاحب کے اہتمام اور جناب مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب قاسمی معاون مہتمم جامعہ مدنیہ سبل پور پٹنہ کی صدارت میں سہ روزہ تربیتی ورکشاب کا آغاز صبح کے آٹھ بجے ہوا، قرآن کریم کی تلاوت اور نعت نبیؐ کے بعد ورکشاف اور سہ روزہ عربی کورس کی نظامت کررہے مفتی عبدالاحد قاسمی ناظم تعلیمات جامعہ مدنیہ سبل پور، پٹنہ نے مہمان محترم کا تعارف کرایا، اور عربی زبان سیکھنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے، آج سہ روزہ تربیتی ورکشاپ کیا اغراض ومقاصد کی طرف توجہ دلائی، انہوں نے کہا کہ عربی زبان سیکھنے کے لئے تین دن کے پروگرام کی ترتیب بنائی گئی ہے، آج اس کا پہلا دن ہے، 9 مئی تک، کئی نشستوں میں عربی زبان میں تربیتی کورس کرایا جائے گا، جامعہ مدنیہ سبل پور، پٹنہ کے طلبہ اور اساتذہ نے یقین دلائی کہ ان شا اللہ آخری دن تک مکمل یکسوئی کے ساتھ تربیتی ورکشاپ سے استفادہ کریں گے، پہلی نشست کا آغاز صبح کے آٹھ بجے ہوا، جس میں جامعہ مدنیہ سبل پور، پٹنہ کے شعبہ دینیات، حفظ، عربی کے تمام طلبہ اور اساتذہ شریک ہوئے، اس نشست میں فضیلۃ الشیخ محمد حماد الکریمی الندوی نے عربی زبان وادب کی اہمیت وفضیلت اور ضرورت پر پہلے عربی زبان میں، پھر اردو زبان میں اہم خطاب کیا، انہوں نے کہا: عربی زبان سیکھنا، بولنا بہت آسان ہے، قرآن کریم میں جہاں بھی عربی زبان کا لفظ آیا ہے، وہاں کوئی نہ کوئی ایسا لفظ ضرور موجود ہے جس سے سمجھ میں آتا ہے کہ عربی زبان آسان ہے، انہوں نے کہا کہ عام حالات میں کم بولنا اچھی بات ہے، لیکن اگر زبان سیکھنا ہے تو خوب بولنا ہوگا، ظہر کی نماز کے بعد قرآن کریم کی تلاوت سے دوسری نشست کا آغاز ہوا، اس نشست میں جامعہ مدنیہ سبل پور، پٹنہ کے صرف شعبہ عربی کے طلبہ اور شعبہ عربی کے اساتذہ شریک ہوئے، تربیتی خطاب کا آغاز کرتے ہوئے مولانا حماد الکریمی الندوی نے فرمایا: آپ میں سے جو لوگ تیرنا جانتے ہیں کیا آپ نے کتاب پڑھ کر تیرنا سیکھا ہے؟ اسی طرح عربی زبان سیکھنے کیلئے بہترین قواعد، کا پڑھنا ضروری نہیں ہے، انہوں نے روز مرہ استعمال ہونے والے عربی الفاظ بھی بتائے، اور آسان زبان اس طرف رہنمائی فرمائی کہ عربی زبان کا سیکھنا کتنا آسان ہے، اخیر میں کچھ ضروری سوالات بھی انہوں نے لکھ کر دیئے، اور طلبہ واساتذہ کو پابند بنایا کہ کچھ دیر میں لکھ کر اس کا جواب دیں، طلبہ واساتذہ نے بصد شوق جوابات بھی دیئے، اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس طرح کے پروگرام سے ہمیں بہت کچھ سیکھنے کا موقع مل رہا ہے۔ آج کے دونوں نشستوں کی صدارت جناب مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب قاسمی معاون مہتمم نے جامعہ مدنیہ سبل پور، پٹنہ نے فرمائی، نشست اول میں انہوں نے مختصر اور جامع صدارتی خطاب بھی فرمایا، صدارتی خطاب میں عربی زبان وادب کی اہمیت وفضیلت کے ساتھ، مہمان معظم کے سامنےجامعہ مدنیہ کا تعارف بھی کرایا، اور کہا کہ یہاں پر ہر جمعرات کو انجمن بزم مدنی کے ذریعہ عربی، اردو زبان سیکھنے کی طرف، اور تقریر کرنے کی عملی مشق کرائی جاتی ہے، اہم شرکاء میں جناب مفتی عبدالاحد قاسمی، مفتی محمد سیف الدین، مفتی خالد انور پورنوی، مفتی محمد اکرم، مفتی احمد علی، مولانا عبدالرحمٰن، قاری ایاز احمد، مولانا عبدالغنی، مولانا سہیل اختر مظفر پوری، حافظ نجم الہدیٰ، مولانا نورالزماں دریاپوری کے نام خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں، دعاء پر مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

بقیہ — نیا سویرا....

سے وابستہ ہونے کے لیے اداروں کے پاس اپنے پے رول یا جز وقتی (پارٹ ٹائم) بنیادوں پر اہل فیکلٹی ممبر ہونے چاہئیں، ساتھ ہی درخواست شدہ کورسز میں کوچنگ کلاسز چلانے کے لیے اداروں کے پاس کیمپس، لائبریری، مطلوبہ آلات وغیرہ جیسے ضروری ڈھانچے (انفراسٹرکچر) ہونے چاہئیں۔ طلبہ کے مفاد کو یقینی بنانے کے لیے حکومت پرعزم ہے، اسی لیے 'نیا سویرا' اسکیم میں انہیں کوچنگ اداروں کو درخواست کے قابل مانا جاتا ہے جو کم از کم ۱۵ فیصد کامیابی کے ساتھ کر رہے ہیں۔ ان کی گزشتہ کارکردگی کے ساتھ ساتھ شرح کامیابی کو دھیان میں رکھا جاتا ہے۔

وزارت نے مالی سال ۱۸-۲۰۱۷ء کے دوران ریاست تمل ناڈو سمیت ملک بھر میں ۱۳۰ پی آئی اے کو فہرست بند کیا تھا۔ اہل طالب علم اس اسکیم کے تحت پینل میں شامل کسی بھی پی آئی اے سے اسکیم کا فائدہ اٹھا سکتے ہیں، خواہ وہ کسی بھی علاقے میں واقع ہو۔ رواں مالی سال ۲۲-۲۰۲۱ء کے دوران 'نیا سویرا' اسکیم کے تحت ۵۱۴۰؍ اقلیتی طلبہ کو مفت کوچنگ فراہم کرنے کے لیے ۳۷ پی آئی اے کو الاٹمنٹ دیا گیا ہے۔ لوک سبھا میں ایک اَن اسٹارڈ (غیر ستارہ والے) سوال کے جواب میں اقلیتی امور کے مرکزی وزیر مختار عباس نقوی نے ۳؍ فروری ۲۰۲۲ء کو ایوان کو بتایا تھا کہ 'نیا سویرا' اسکیم تمام درج شدہ اقلیتی طلبہ کے لیے ہے۔ اس کے تحت گروپ اے، بی اور سی سروس اور مقابلہ جاتی امتحانات کی تیاری کرنے والے طلبہ کے لیے ہے۔ حکومت کا مقصد پبلک سروس کمیشن، ریلوے، بینک، انشورنس اور ریکروٹمنٹ (بھرتی) بورڈ کے امتحانات کے ذریعہ ملازمت کی تیاری کرنے والے نوجوانوں کو اس اسکیم کا فائدہ دینا ہے۔ داخلے کی تیاری کرنے والے طلبہ بھی اس اسکیم سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ میڈیکل اور انجینئرنگ سمیت کئی پیشہ ورانہ تعلیمی اداروں میں داخلے کے لیے امتحانات کی تیاری کرنے والے طلبہ بھی 'نیا سویرا' اسکیم سے مستفید ہو رہے ہیں۔ مرکزی وزیر نے بتایا تھا کہ طلبہ کسی بھی پینل پی آئی اے کے ذریعہ کوچنگ انسٹی ٹیوٹ سے کوچنگ لے کر اس کا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ کوئی بھی این جی او اس میں درخواست کرسکتی ہے۔ واضح رہے کہ درخواست دینے والے اداروں کے لیے کم از کم اہلیت مذکورہ بالا سطور میں مندرج ہے۔ 'نیا سویرا' ایک نئی کرن کا پیغام ہے۔ اس اسکیم سے بالخصوص مسلم نوجوان امید کی نئی کرن کے ساتھ اسکیم کی کامیابی کی کہانی آپ کہہ رہے ہیں۔ □□

بقیہ — منظر پس منظر

ڈیولپمنٹ اور نئی دہلی میں اٹلس گلوبل الائنس کارپوریشن کی جانب سے بھی ایک پروگرام منعقد کرایا گیا تھا جس کا مقصد پولیس کو ہر عام آدمی کے قریب کرنا تھا۔ مختلف معاملوں میں پولیس اسٹیشنوں کے اندر نمٹائے جانے والی مختلف کارروائیوں سے عام آدمی کو واقف کرایا گیا۔ عام آدمی میں پولیس کا خوف دور کرنا ضروری سمجھا گیا۔ اس کے باوجود پولیس اسٹیشن آنے والوں کی تعداد حسب توقع کم تھی۔ ایک ہفتہ کے دوران صرف ۵۴۲؍ افراد نے اپنے قریبی پولیس اسٹیشن کا دورہ کیا، ان میں خواتین کی تعداد ۳۹ء۴۸ فیصد تھی۔ پولیس والوں پر عوام کے بھروسہ کا رجحان پولیس کی ظلم وزیادتیوں اور اس کے ترش لب ولہجہ نے عام آدمی کو اس سے دور کردیا ہے۔ جائزہ سے پتہ چلا ہے کہ ایک شہری پولیس اسٹیشن جانے سے حتی الامکان گریز کرتا ہے اور سماج یا اڑوس پڑوس میں ہونے والی زیادتیوں سے از خود نمٹنے یا اسے برداشت کرنے میں ہی اپنی عافیت جانتا ہے۔ جن خواتین نے پولیس اسٹیشن سے رجوع ہوکر اپنی شکایات کے ازالہ کی درخواستیں دی تھیں ان کا خیال ہے کہ پولیس اسٹیشنوں میں کیسوں سے نمٹنے کا طریقہ الگ ہے۔

اس کے علاوہ پولیس اسٹیشن کی عمارت اور دفتر کا رکھ رکھاؤ یا حوالات کا ماحول بھی لوگوں کو پولیس اسٹیشن کا رخ کرنے سے روکتا ہے، اسی کے ساتھ پولیس عملہ کا رویہ کافی توہین آمیز ہوتا ہے۔ شکایت لیکر پولیس اسٹیشن جانے والوں سے ایسے سوالات پوچھے جاتے ہیں کہ اسے دوبارہ وہاں کا رخ کرنے کی ہمت نہیں ہوتی، ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت شکایت درج کرنے والے محرر کی کوشش ہوتی ہے کہ شکایت کرنے والا ایف آئی آر درج نہ کرائے تاکہ پولیس اسٹیشن میں ہونے والی شکایتوں کی تعداد محدود رہے۔ پولیس اسٹیشنوں کی مجموعی کارکردگی کا ریکارڈ اچھا بنے، شہریوں میں پولیس کے تعلق سے پائے جانے والے اس خراب تاثر اور شکایات کو دور کرنا آسان نہیں۔ اس کے لئے پولیس کا ہر فرد اور عہد یدار فرض شناسی کا مظاہرہ کرے تبھی کچھ نتیجہ برآمد ہوسکتا ہے۔ □□

بقیہ : —— تجزیہ

ماسکو کے ساتھ ایسا ہی معاہدہ کیا تھا۔ جب متحدہ عرب امارات نے امریکہ سے ایف-۳۵ جنگی طیاروں کی خریداری کو بائیڈن انتظامیہ نے ابوظہبی کے چین کے ساتھ تعلقات پر تشویش کا اظہار کیا تھا اور اس فروخت پر روک لگادی تھی تو روس نے متبادل کے طور پر اپنے جنگی طیاروں کی پیشکش کی تھی۔ جس طریقے سے امریکہ نے حالیہ برسوں میں خلیجی علاقے سے دوری اختیار کرنے کی کوشش کی ہے اس وجہ سے روس کو تیزی سے ایک نئے پاور بروکر کے طور پر دیکھا جارہا تھا اور خلیجی ریاستوں نے یوکرین پر سخت موقف اختیار کرنے سے انکار کردیا ہے تاکہ روس کے ساتھ ان کے تعلقات خراب نہ ہوں۔

تیل کی جنگ

دراصل تیل کی پیداوار بڑھانے میں سعودی عرب کی ہچکچاہٹ کے پیچھے ایک اور وجہ تیل کی قیمتوں کا کم ہونا بھی ہے۔ OPEC Plus فی الحال ۲۰۲۰ء کے موسم گرما میں روس کے ساتھ طے شدہ ایک معاہدے کے تحت طے شدہ نرخوں پر تیل پیدا کر رہا ہے جس نے ریاض اور ماسکو کے درمیان چار ماہ کی تباہ کن قیمتوں کی جنگ کا خاتمہ کردیا تھا، جس نے کورونا وبا کے عروج پر تیل کو منفی قیمتوں پر دھکیل دیا تھا۔ مسئلہ یہ ہے کہ سعودیوں کے پاس روس کے ساتھ قیمتوں کے تعین کی جنگ جیتنے اور موجودہ پیداواری سطحوں پر طے شدہ ہر چیز کے بارے میں پیش گوئی کی گئی تھی۔ اور اب انہیں اچانک کہا جارہا ہے کہ انہیں پیداوار میں اضافہ کرنا ہے،" مسٹر اپیش کہتے ہیں۔ یہ ایک بڑا اور پریشان کن سوال ہے۔

ماہرین کا ماننا ہے کہ اب پیداوار بڑھانے سے، سعودی عرب کی آمدنی میں قلیل مدتی اضافہ تو ہوگا لیکن درمیانی اور طویل مدتی تیل کی آمدنی میں کمی دیکھنے کو ملے گی، جس کا غیر مثبت اثر اس کے مستقبل کے دس سالہ منصوبوں، ایک نئے ٹیک سیکٹر کی تعمیر، اس کی نوجوان آبادی کے لیے نئی ملازمتیں پیدا کرنا اور پرنس سلمان کے وژن-۲۰۳۰ء کے لیے رقم مہیا کرانا مشکل ہوجائے گا۔

مجموعی طور پر اگرچہ چھوٹی خلیجی ریاستوں نے واشنگٹن کو تیل کی پیداوار میں اضافے کے لیے اپنی رضامندی کا اشارہ دیا ہے، لیکن وہ سعودی عرب سے معاہدے کے بغیر کام نہیں کر سکتے، جو کہ ولی عہد کے ساتھ بائیڈن کے برتاؤ سے شروع ہوکر امریکی رعایتوں کو روک رہا ہے۔ اگر واشنگٹن اور ریاض تعطل کا شکار رہے تو مبصرین کا کہنا ہے کہ دیگر مغربی ممالک خلیج پر مزید تیل کے لیے دباؤ ڈالسکتے ہیں، اس کے ساتھ ہی ساتھ وینزویلا اور ایرانی خام تیل کو مارکیٹ میں لانے کے امکانات، خلیجی ریاستوں کو اپنا موقف تبدیل کرنے پر آمادہ کرسکتے ہیں۔

بقیہ — سول سروسز امتحان....

سال سول سروس امتحان کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ یہ امتحان تین مرحلوں میں ہوتا ہے، جس کے تحت انڈین ایڈمنسٹریٹو سروس (آئی اے ایس)، انڈین فورن سروس (آئی ایف ایس) اور انڈین پولیس سروس (آئی پی ایس) افسروں کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ یو پی ایس سی کا تحریری (مین) امتحان کا انعقاد جنوری ۲۰۲۲ء میں کیا گیا تھا اور انٹرویو اپریل، مئی میں منعقد کئے گئے تھے۔ کمیشن نے کہا کہ یو پی ایس سی کیمپس میں امتحان ہال کے پاس ایک 'سہولت کاؤنٹر' ہے۔ امیدوار اپنے امتحان یا بھرتی کے سلسلے میں کوئی بھی جانکاری یا وضاحت کام کے دنوں میں ۱۰ بجے سے شام ۵ بجے کے درمیان ذاتی طور پر جاکر یا فون پر حاصل کر سکتے ہیں۔ یو پی ایس سی کی ویب سائٹ پر بھی نتائج دستیاب ہیں۔ کمیشن نے کہا کہ نتائج کا اعلان ہونے کی تاریخ سے پندرہ دنوں کے اندر ویب سائٹ پر امتحان کے نمبر دستیاب ہوں گے۔

یونین پبلک سروس کمیشن ۲۰۲۱ء کے امتحان کے نتائج میں کامیاب ہونے والے مسلم امیدواروں کی تعداد میں مسلسل کمی درج کی گئی ہے۔ اس بار کے نتائج میں صرف تین فیصد مسلم امیدواروں نے کامیابی حاصل کی ہے اور پہلے سو امیدواروں میں ایک بھی مسلم امیدوار شامل نہیں ہے۔ مجموعی طور پر صرف ۲۳ مسلم امیدواروں نے اس بار کامیابی حاصل کی ہے۔ گزشتہ سال ۳۱ مسلم امیدوار کامیاب ہوئے تھے، جو ۴ء۰۷ فیصد تھی۔ □□

بقیہ : —— مراسلات

حالات کی ستم ظریفی نے پژمردگی، مایوسی اور خزاں کو اس کا مقدر بنادیا ہے۔ خدا ہی خیر کرے!

جہیز کے اس غلط اور خلاف سنت ماحول سے آج ہمارے ملک میں معاشرتی ومعاشی نظام میں کرپشن داخل ہوگیا ہے۔ جس کی وجہ سے کچھ ایسے بھی دوسرے معاشرتی مسائل پیدا ہوتے جارہے ہیں کہ اگر جہیز کے اس غلط لین دین کا سدباب نہ ہوا تو یقیناً یہ چنگاری شعلہ بن کر ابھرے گی۔ ملک کے دانشوروں، سیاستدانوں بلکہ ہر فرد کو اس بیماری کے دور کرنے کے لئے غور فکر کی ضرورت ہے۔

آج ضرورت ہے اس بات کی کہ معاشرے سے جہیز کی ہلاکت خیزی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے اور جبراً جہیز لینے والوں کا بائیکاٹ کیا جائے۔ ان کے گھروں سے صلہ رحمی اور خاطر داری کا رشتہ منقطع کرلیا جائے اور جس نکاح میں جہیز کی مانگ اور اس کی نمائش کی جائے اس نکاح میں ہرگز ہرگز شرکت نہ کی جائے اور ایسے نکاحوں میں ائمہ مساجد اور علماء حضرات نکاح خوانی کے لئے ہرگز تشریف نہ لے جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر انہی چند مذکورہ بالا امور کو زیر نظر اور زیر عمل رکھا جائے اور لوگ اس پر چلنے کی کوشش کریں تو وہ دن دور ہیں کہ ہمارے اسلامی معاشرے سے جہیز کی یہ تباہ کن رسم دور ہوجائے اور ہماری نورانی پیشانیوں سے جہیز کے لین دین کے غلط طرزِ فکر کا سیاہ کلنک کوسوں دور نظر آئے اور جہیز کے عفریت کا تیزی سے بڑھتا ہوا سلسلہ خش وخاشاک اور منہدم ومعدوم ہوجائے۔ اللہ رب العزت ہمارے معاشرے کو جہیز کی تباہیوں سے محفوظ رکھے اور ہم سب کو سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرما آمین۔

دنیا کا عظیم ترین
سکندر اعظم بھارت میں طاقت کا کیپسول
نیا بھروسہ ایک ہی کیپسول سے زبردست
طاقت و جسمانی کمزوری دور کریں
میڈیکل اسٹور سے خریدیں یا فون کریں:
09212358677, 09015270020

دُنیا کانپور تشدد کی ویڈیو دیکھ رہی ہے، یکطرفہ کارروائی تشویشناک: مولانا حکیم الدین قاسمی

کانپور پہنچے جمعیۃ علماء ہند کے جنرل سکریٹری کی ڈی ایم و پولیس کمشنر سے ملاقات، غیر جانبدارانہ جانچ اور بے قصوروں کی گرفتاری پر روک کا مطالبہ

توہین رسالت کے خلاف جلوس پر پتھراؤ اور بمباری کے ویڈیو پوری دنیا دیکھ رہی ہے۔ تشدد کے الزام میں مسلمانوں پر ہی یکطرفہ کارروائی ملکی سطح پر قوم میں شدید اضطراب پیدا کررہی ہے۔ انتظامیہ کو چاہئے کہ وہ تشدد کے واقعہ کی غیر جانبدارانہ جانچ کرانے کے ساتھ بے قصوروں کی گرفتاری اور گھر توڑے جانے کی افواہوں پر فوری روک لگائے۔ یہ مطالبہ کانپور پہنچے جمعیۃ علماء ہند کے قومی جنرل سکریٹری مولانا حکیم الدین قاسمی نے ضلع مجسٹریٹ نیہا شرما اور پولیس کمشنر وجے سنگھ مینا سے ملاقات کے دوران کیا۔

جمعیۃ کے قومی صدر مولانا سید محمود مدنی کی ہدایت پر کانپور پہنچے مولانا حکیم الدین قاسمی نے وفد کے ساتھ شہر کا دورہ کیا اور اعلیٰ افسران سے ملاقات کی۔ افسران سے بات چیت میں مولانا نے شہر میں رونما ہوئے تشدد کے واقعات کی مذمت کرنے کے ساتھ یکطرفہ کارروائی پر تشویش کا اظہار کیا، نیز کہا کہ تشدد کے ویڈیو کی وبین الاقوامی سطح پر دنیا دیکھ رہی ہے۔ تشدد کے بعد انتظامیہ کی طرف سے ہو رہی مسلمانوں پر ہی یکطرفہ کارروائی سے مسلمانوں میں اضطراب ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم کسی شر پسند یا تشدد میں شامل، پتھر بازی کرنے والوں کی حمایت نہیں کرتے۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ پورے معاملے کی غیر جانبدارانہ جانچ کے بعد اصل مجرمین پر ہی قانونی کارروائی ہو نیز تشدد کے بعد جب شہر کے حالات معمول پر لوٹ رہے ہیں ایسے میں یکطرفہ کارروائی، بے قصوروں کی گرفتاری اور گھر توڑنے کی افواہوں پر فی الفور روک لگانے کی ضرورت ہے۔ مولانا نے مطالبہ کیا کہ جو لوگ گرفتار ہوئے ہیں اور ان کا سابقہ مجرمانہ ریکارڈ نہیں تو ان کی تنبیہ کرتے ہوئے معافی کا دروازہ کھولا جائے تاکہ پولیس انتظامیہ پر عوام کا اعتماد مزید معلوم ہو سکے۔ انہوں نے کہا کہ پوری دنیا دیکھ رہی ہے کہ تشدد کے ویڈیو میں دونوں طرف سے پتھر و بم پھینکے جارہے ہیں لیکن اکثریتی فرقہ کی طرف سے ابھی تک کوئی بھی گرفتاری نہ ہونا افسوسناک پہلو ہے۔ انہوں نے کہا کہ یکطرفہ کارروائی سے شہریوں میں پیدا تشویش کا ازالہ ضلع انتظامیہ کی ذمہ داری ہے۔ حکومت کی ذمہ داری شہریوں کو اُجاڑنے کے بجائے بسانے کی کوشش کرنا ہے۔ مکانات پر انہدادی کارروائی کے لئے بلڈوزر چلانے کی دھمکی یا تیاری غلط ہے۔ شہریوں کے ساتھ ایسا برتاؤ کسی بھی صورت برداشت نہیں کیا جاسکتا ہے۔ مولانا نے مزید کہا کہ ناخوشگوار واقعہ سے مختلف طبقات کے دلوں میں پیدا دوریاں کم کرنے کے لئے تھانوں میں سدبھاونا میچ لگا کر بھی طبقات میں آپسی پیار محبت کا ماحول قائم کرنا چاہئے۔ اس موقع پر جمعیۃ علماء اتر پردیش کے نائب صدر مولا امین الحق عبداللہ قاسمی نے کہا کو تشدد کے اصل مجرم وہ ہیں جنہوں نے پیغمبر اسلام کی شان میں گستاخی کر کے مسلمانوں کے جذبات کو بھڑکایا ہے۔ توہین رسالت کی ملزم کے خلاف تمام احتجاج و مطالبات کے باوجود ایک ہفتہ تک کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ پورے معاملے کے اصل ذمہ دار لوگ کون ہیں، اس کی جانچ و کارروائی ہونی چاہئے۔ مولانا نے دعویٰ کیا کہ پولیس کمشنر نے بھی سوالات کے جوابات دیئے، لیکن یکطرفہ گرفتاری پر ان کا جواب اطمینان بخش نہیں۔ تاہم یہ بھروسہ دلایا ہے کہ اگر کوئی بے قصور گرفتار ہو گیا ہے تو اپنی تحقیق کے بعد شواہد کے ساتھ ہمیں بتائیں ہم فوری کارروائی اور ان کی رہائی کا بندوبست بھی کریں گے۔ مولانا حکیم الدین قاسمی نے کانپور دورہ کے دوران مختلف لوگوں سے ملاقات اور تشدد کے واقعہ کی رپورٹ تیار کی ہے جو مولانا مود مدنی کو سونپیں گے۔ وفد میں صدر شہری جمعیۃ ڈاکٹر علیم اللہ خاں، مولانا انیس الرحمٰن قاسمی، قاری عبدالمعید چودھری، مولانا انصار احمد جامعی، مفتی اظہار مکرم قاسمی، محمد سعد و مولانا عبدالہادی وغیرہ بطور خاص موجود رہے۔

امیر شریعت مولانا اسحٰق اٹاروی کے انتقال پر جمعیۃ علماء ہند کا اظہار رنج وغم

ناظم عمومی جمعیۃ علماء ہند کی سربراہی میں ایک وفد نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور اہل خانہ سے تعزیت کی

نئی دہلی: ۴؍جون ۲۰۲۲ء: جمعیۃ علماء ہند کے صدر مولانا محمود اسعد مدنی نے امیر شریعت متحدہ پنجاب حضرت مولانا محمد اسحٰق صاحب اٹاروی شیخ الحدیث و بانی دارالعلوم میوات نوح کے سانحہ ارتحال پر گہرے رنج والم کا اظہار کیا ہے۔ مولانا موصوف مدرسہ امینیہ دہلی کے فارغ التحصیل اور مفتی اعظم حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ بانی وسابق صدر جمعیۃ علماء ہند کے شاگرد رشید تھے۔ وہ بے مثال ادیب وخطیب، فقیہ، محدث اور بالغ الرائے شخصیت کے حامل تھے۔ انھوں نے پوری زندگی علم حدیث اور دین کی خدمت میں صرف کی۔ وہ میوات کی مشہور بستی اٹاور کے رہنے والے تھے، تقریباً سو سال کی طویل عمر پائی۔ وہ طویل عرصے سے امارت شرعیہ ہند کے تحت پنجاب، ہریانہ وہماچل کے امیر شریعت تھے، اس کے علاوہ مدرسہ معین الاسلام (بڑا مدرسہ) میں عرصہ دراز تک صدر مدرس اور شیخ الحدیث رہے۔ ۱۹۹۱ء میں انھوں نے دارالعلوم میوات کی بنیاد رکھی اور پھر اخیر عمر تک وہاں شیخ الحدیث رہے۔

صدر جمعیۃ علماء ہند کی طرف سے تعزیتی پیغام لے کر ناظم عمومی جمعیۃ علماء ہند مولانا حکیم الدین قاسمی کی قیادت میں ایک وفد آج نوح پہنچا اور مرحوم کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ وفد میں مرکزی دفتر سے مولانا غیور احمد قاسمی اور مولانا مفتی ذاکر قاسمی شامل تھے، جب کہ جمعیۃ علماء ہریانہ، پنجاب اور ہماچل کے جنرل سکریٹری مولانا محمد یحییٰ کریمی، مولانا شیر محمد امینی، ماسٹر محمد قاسم مہوں ناظم جمعیۃ علماء متحدہ پنجاب، قاری محمد اسلم بڈیڈوی صدر جمعیۃ علماء گروگرام، مفتی سلیم احمد قاسمی ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء گروگرام، مولانا صابر مظاہری آفس سکریٹری جمعیۃ علماء گروگرام، مولانا ساجد قاسمی ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء ضلع پلول، مولانا طیب کنسالی، قاری محمد زکریا مہوں، مولانا زکریا بھادس وغیرہ شریک تھے۔ مولانا حکیم الدین قاسمی ناظم عمومی جمعیۃ علماء ہند نے لواحقین سے ملاقات کر کے صدر جمعیۃ علماء ہند اور اپنی طرف سے تعزیت پیش کی۔ مولانا حکیم الدین قاسمی نے نماز جنازہ سے قبل اپنے مختصر خطاب میں کہا کہ مولانا موصوف حضرت فدائے مولانا سید اسعد مدنی نور اللہ مرقدہ سے گہری وابستگی رکھتے تھے اور اکابر کے معتمد تھے۔

مولانا مرحوم کے بھتیجے اور میوات میں جمعیۃ علماء کے سرگرم سپاہی مولانا حکیم الدین اٹاروی نے بتایا کہ مولانا مرحوم کے لواحقین میں چار صاحبزادے ہیں، جن میں مولانا محمد خالد اسحٰق، مولانا عمار صاحب، مولانا یعقوب صاحب اور مولانا مسعود صاحب اور تین بیٹیاں ہیں۔ نماز جنازہ علاقے کے ہزاروں علماء اور عوام نے شرکت کی۔ نماز جنازہ بڑے صاحبزادے مولانا محمد خالد اسحٰق نے پڑھائی۔

قاری احمد عبداللہ رسول پوری کی والدہ محترمہ کے انتقال پر صدر جمعیۃ علماء ہند کا اظہار تعزیت

مولانا حکیم الدین قاسمی ناظم عمومی جمعیۃ علماء ہند کی سربراہی میں وفد نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور اہل خانہ سے تعزیت کی

نئی دہلی: ۶؍جون ۲۰۲۲ء: قاری احمد عبداللہ رسول پوری سکریٹری جمعیۃ یوتھ کلب جمعیۃ علماء ہند کی والدہ محترمہ نے رسول پور لکھیم پور کھیری میں زندگی کی آخری سانس لی۔ موصوفہ بہت ہی نیک دل اور مہمان نواز خاتون تھیں، اولاد کی تربیت کی خداداد صفت سے متصف تھیں، ان کی محنت سے ان کے سبھی لڑکے عالم دین ہیں۔ ان کی نماز جنازہ میں شرکت کرنے کے لیے دفتر جمعیۃ علماء ہند سے مولانا حکیم الدین قاسمی ناظم عمومی جمعیۃ علماء ہند کی قیادت میں ایک وفد رسول پور پہنچا، جہاں مرحومہ کے صاحبزادگان بالخصوص قاری احمد عبداللہ رسول پوری اور ڈاکٹر عبدالملک رسول پوری سے ملاقات کر کے صدر جمعیۃ علماء ہند مولانا محمود مدنی صاحب کی طرف سے تعزیتی خط سونپا۔ صدر جمعیۃ علماء ہند نے اپنے خط میں مرحومہ کے لیے دعاء مغفرت اور لواحقین کو صبر کی تلقین کی ہے۔

آج نماز جنازہ میں جمعیۃ علماء ہند کی طرف سے بڑی تعداد میں ذمہ داروں نے شرکت کی، ناظم عمومی جمعیۃ علماء ہند کے علاوہ جمعیۃ علماء یوپی سے بالخصوص مفتی بنیامین مظفر نگر، مولانا یامین امروہہ، مولانا مفتی ظفر فرخ آباد، مولانا اسجد لکھیم پوری، پروفیسر نعمان شاہجہاں پوری، مولانا سالم مراد آباد، مولانا ندیم دفتر جمعیۃ علماء یوپی، مولانا عبدالہادی، مولانا نور البشر وغیرہ شامل تھے۔ نماز جنازہ سے قبل مولانا حکیم الدین قاسمی نے مختصر خطاب کیا۔ نماز جنازہ میں بڑی تعداد میں علماء وصلحا موجود تھے جنھوں نے مولانا اسجد لکھیم پوری کی قیادت میں نماز جنازہ ادا کی۔

اظہارِ تعزیت

حضرت مولانا حافظ پیر شبیر احمد صاحب صدر جمعیۃ علماء تلنگانہ وآندھرا پردیش حافظ پیر خلیق احمد صابر جمعیۃ علماء تلنگانہ وآندھرا پردیش نے جمعیۃ یوتھ کلب کے سیکریٹری مولانا قاری احمد عبداللہ صاحب اور ڈاکٹر عبد الملک صاحب رسولپوری کی والدہ محترمہ کے سانحہ ارتحال پر انتہائی رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے اپنے تعزیتی پیغام میں کہا کہ مرحومہ بہت ہی نیک اخلاق نیک طبیعت ملنسار انتہائی خدمت گار خصوصاً علماء کرام کی قدر دان تھی، مرحومہ کچھ دنوں سے علیل تھی آج نماز فجر سے قبل ان کا انتقال ہوا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ یقیناً والدہ کی وفات کسی بھی انسان کی زندگی کا عظیم ترین خسارہ ہے۔

دکھ کی اس گھڑی میں ہم مولانا قاری احمد عبداللہ صاحب اور مولانا عبد الملک صاحب کی خدمت میں تعزیت مسنونہ پیش کرتے ہیں ہم ان کے غم میں برابر کے شریک ہے اور رب ذوالجلال سے دعا گو ہیں کہ اللہ مرحومہ کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلی سے اعلی مقام عطا فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اسی طرح صدر محرم نے جمعیۃ علماء کے تمام کارکنان سے درخواست کی ہے کہ مرحومہ کے حق میں زیادہ سے زیادہ ایصال ثواب اور دعا مغفرت کا اہتمام کریں۔

مراسلات

ادارہ کا مراسلہ نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں

جہیز کا سدباب نہ ہوا تو یقیناً یہ چنگاری شعلہ بن جائے گی

مکرمی! سچ پوچھئے تو جہیز ایک بہت ہی خوش نما لفظ ہے جس پر شرح وبسط کے ساتھ دلچسپ تبصرہ کیا جاسکتا ہے۔ جہیز کا معنی ہے کسی کو صرف اس کی ضرورت کا سامان دینا۔ کفن دفن، تجہیز وتکفین کے لئے اس لفظ کا استعمال کیا جاتا ہے اور جس کی حقیقت یہ ہے کہ پڑھا لکھا طبقہ بلکہ عوام الناس بھی اسے سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے نام سے یاد کرتی ہے جسے بحیثیت سنت لبوں سے بوسہ بھی دیا جاسکتا ہے اور دلوں سے لگایا بھی جاسکتا ہے۔ مگر یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ آج کے اس ماڈرن دور میں اگر کسی رسم ورواج نے ہمارے معاشرے میں غریب ونادار اور متوسط طبقے کے لوگوں کی زندگی کو اجیرن بنا کر رکھا ہے تو وہ بلاشبہ جہیز ہے کیونکہ عموماً اس دور میں جہیز نہ تو سنت سمجھ کر دیا جاتا ہے اور نہ ہی سنت سمجھ کر اسے قبول کیا جاتا ہے۔

جہیز کا اصل مفہوم تو یہ تھا کہ لڑکی کو شادی کے دن ضرورت کا کچھ سامان دیتے تھے لیکن آج کے اس ترقی یافتہ دور میں جہیز کا مفہوم یہ ہے کہ لڑکا یا لڑکے کے والد لڑکی والوں سے جبراً وقہراً قیمتی سامان اور نقدی وصول کرتے ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ دلہن کی ضرورت کو جہیز کی ضرورت کا تابع سمجھا جاتا ہے۔ سفاکی اور بے رحمی کا عالم تو یہ ہوتا ہے کہ لڑکے والے اپنے مطالبات کا پلندہ لئے ہوئے یہ بھی نہیں دیکھتے کہ ان کے گھر آنے والی بہو کے والدین ان کے مطالبات کو پورا کرنے کے اہل ہیں بھی یا نہیں؟

آج کے اس ترقی یافتہ دور میں لوگوں نے جہیز کو حصولِ مال کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ گویا شادی اس لئے ہی کی جاتی ہے کہ مالِ غیر پر جبراً قبضہ جمایا جائے۔ دل سے سوچنے اور گریبانوں میں منہ ڈال کر غور وفکر کرنے کا مقام ہے۔ بالخصوص جہیز کے ان حریصوں کو جو مانگ کر جہیز لینے سے باز نہیں آتے، وہ روزِ محشر کے اس ہولناک، کرب انگیز اور قبر کی تباہ کن ظلمت وتاریکی کا فکری جائزہ لیں جس دن یہی جبراً اور قہراً لیا گیا جہیز ان کے لئے باعث ذلت ورسوائی اور گناہِ عظیم کا سبب بنے گا۔

ہمارے مذکورہ کلام سے یہ مراد نہیں ہے کہ جہیز لیا ہی نہ جائے کیونکہ جہیز لینا اور دینا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت ہے جو باعث خیر وبرکت اور ادائیگی سنت ہے بلکہ حاصل کلام یہ ہے کہ لڑکی والوں سے زبردستی اور ان کو مجبور کر کے جہیز وصول نہ کیا جائے کیونکہ ایسا جہیز جو زبردستی وصول کیا جائے، وہ سنت نہیں لعنت ہے، وہ جہیز رحمت نہیں زحمت ہے یط کارِ خیر نہیں کارِ شر ہے۔ ہاں! اگر لڑکی والا اپنی خوشی سے اپنی لڑکی کو دے رہا ہے تو اسے قبول کرے، اس پر زیادتی نہ کرے، اسی میں ثواب اور طریقہ سنت ہے کیونکہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے رئیسہ حورِ جنت حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جہیز میں ایک مشکیزہ، کھجور کی چھال سے بھرا ہوا ایک گدا، اور سامان دیا تھا۔ جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شادی کے دن اپنی لڑکی کو بوقت رخصتی کچھ ضرورت کے سامان بخوشی وشادمانی دینا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت ہے۔ مگر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس فعل کو فرض یا واجب کے درجے میں رکھنا یا پھر سنت مؤکدہ سمجھ کر کہ میں سنت رسول کی ادائیگی کر رہا ہوں جبراً جہیز وصول کرنا سراسر خلاف سنت اور حدود شرع سے متجاوز ہے بلکہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ سنت، سنت غیر مؤکدہ ہے جس کی ادائیگی میں ثواب اور نہ کرنے میں کوئی گناہ نہیں، کیونکہ جہیز لیتا اگر ضروری ہوتا اور شریعت اسلامی اسے لازم قرار دیتی تو خود نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بغیر جہیز کے نکاح نہ کرتے جبکہ اہم روایتوں سے یہ ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی کسی بھی رفیقہ حیات سے جہیز نہیں لیا۔ ہم یہ ضرور دعویٰ کرتے ہیں کہ جہیز سنت ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ لڑکی والوں کو تنگ کیا جائے، ان پر مصائب وآلام کے پہاڑ توڑے جائیں، انہیں دست درازی اور قرض لینے پر مجبور کیا جائے کیونکہ کسی پر ظلم وستم کرنا اللہ رب العزت کے نزدیک انتہائی ناپسندیدہ اور مکروہ فعل ہے اور ظالم پر اللہ رب العزت کی کبھی رحمت نہیں ہوا کرتی۔ بلاشبہ جو لوگ جہیز مانگ کر لیتے ہیں اپنی رفیقہ حیات اور ان کے والدین پر ظلم عظیم کرتے ہیں، وہ کبھی اللہ رب العزت کی رحمت کے مستحق نہیں ہو سکتے۔ حالات شاہد ہیں کہ جہیز کے معاملے میں ظلم واستبداد کرنے والے دنیا ہی میں بری طرح تباہ وبرباد اور ذلیل وخوار ہو گئے ہیں اور اس قدر ذلت ورسوائی کے عمیق غار میں جاگرے کہ کسی کے سامنے اپنا چہرہ دکھانے کے لائق نہیں رہے۔ یہ جبراً جہیز وصول کرنے کا ہی نتیجہ ہے کہ آج عورتیں اپنے شوہر کی خدمت واطاعت سے گریزاں اور ان کا احترام واکرام بجالانے سے کتراتی ہیں۔

اس مقام پر یہ عرض کر دینا مناسب ہوگا کہ جہیز کے معاملے میں قصوروار صرف لڑکے والے ہی نہیں بلکہ خود لڑکی والے بھی شامل ہیں اور یہ وہ دولت وثروت والے لوگ ہیں جو ناموری اور نمائش کے نشے میں لاکھوں کروڑوں کی اشیاء جہیز میں دیتے ہیں۔ یہ نمائش ایک غریب اور متوسط طبقے کے آدمی کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیتی ہے کہ وہ اپنی لڑکی کی شادی میں اگر زیادہ سے زیادہ سامان نہ دے گا تو معاشرے اور برادری میں اس کی ناک کٹ جائے گی اور سوچنے کا یہ انداز لوگوں کو رسمی نمائش کے کارناموں پر ابھارتا ہے جس کے نتے میں بعض لوگ حیثیت نہ رکھنے کے باوجود جہیز کا قیمتی سامان فراہم کرنے کے لئے قرض لینے اور دست درازی پر مجبور ہو جاتے ہیں اور ستم بالائے ستم یہ کہ شادی کی تقریب میں کیا امیر کیا غریب سب ہی یکساں طور پر جہیز کی باقاعدہ نمائش کرتے ہیں اور لوگوں کو بلا بلا کر دکھاتے ہیں کہ ان کو خوب داد ملے اور اس کی عظمت کا لوگ لوہا مانیں جو محض ان کی سفاہت اور ناعقلی ہے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نکاح میں جتنا کم خرچ کیا جائے وہ اتنا ہی خیر وبرکت کا باعث ہوگا۔ اب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس فرمانِ عالیشان کی روشنی میں وہ حضرات جو اپنی شان وشوکت اور عظمت وبرتری کے لئے بیجا اہتمام اور تزک واحتشام کے ساتھ نازیبا حرکات انجام دیتے ہیں خود سوچیں اور ٹھنڈے دل ودماغ سے فیصلہ کریں کہ وہ یہ سب نمائش اور فضول خرچی کر کے اجر وثواب کے مستحق بن رہے ہیں یا عتاب وعقاب کے۔ وہ اپنی لڑکی کے نکاح کو خیر وبرکت کا باعث بنا رہے ہیں یا ہلاکت خیزی وبربادی کا۔

معزز قارئین! اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ جہیز لینے اور دینے کے اسی طرزِ فکر نے انگنت گھروں کا چین وسکون چھین رکھا ہے۔ اور بیشمار خواتین اسلام جنہیں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے رحمت سے ملقب کیا ہے انہیں جہیز کی چکی میں پیس کر لوگوں نے ان کو دنیا کے لئے زحمت بنا دیا ہے اور وہ اپنے والدین کی دہلیز پر اپنے شباب کو لئے بہاروں کی منتظر ہیں۔ مگر (باقی صـ۱۴ پر)

ALJAMIAT (URDU WEEKLY) NEW DELHI
Postal Registration No. DL(C)-01/1267/2021-23
Publishing Date: 3 June 2022
Posting Days MON. TUE. at N.D.P.S.O. New Delhi
R.N.I. 38985/82

منظر پس منظر.............عارف عزیز، بھوپال

• ملت کی شیرازہ بندی کی ضرورت

• مسلم آبادی میں اضافہ مگر... • پولیس سے گھبراہٹ کیوں؟

ملت کی شیرازہ بندی کی ضرورت

فرقہ وارانہ فسادات پر مباحثے کے دوران کچھ عرصہ پہلے ایک ملّی رہنما نے یہ انکشاف کیا تھا کہ ایک سروے سے یہ معلوم ہوا کہ ہندوستان کے مسلمان یومیہ ڈھائی کروڑ روپے کے قریب رقم صرف فلم بینی پر خرچ کردیتے ہیں، ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ اگر مسلمان اس رقم کو ملت کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کریں تو اس کے کئی مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح پتہ نہیں کن کن مشاغل میں پورے ملک کے مسلمانوں کی رقم یوں ہی ضائع ہورہی ہے اور قوم کی تعمیر کے کام میں اس کا استعمال نہیں ہوتا۔ اگر صحیح طریقہ سے مسلمانوں کے تعلق سے مختلف قسم کے اعداد وشمار جمع کئے جائیں تو اسی طرح کے اور بھی مثبت اور منفی پہلو ہمارے سامنے آئیں گے۔ مسلمانوں کے یہاں کسی طرح کا کوئی منضبط مرکزی کام نہیں ہو پاتا ہے اور ہزاروں جگہ ان کی زکوۃ، فطرہ، چرم قربانی، خیرات اور عطیات کی رقوم منتشر ہوکر اپنی قوت کھو بیٹھتی ہیں۔ حقیقت میں دیکھا جائے تو کسی ایک مرکز کے تحت کام کرنا مشکل ہوتا ہے لیکن اگر ہم عزم کرلیں تو صرف قوتِ ارادی کی ضرورت ہے، اس کے بعد یہ کام مشکل نہیں رہے گا۔ پھر مسلمانوں کو اپنی شناخت اور بقاء کے لئے نیز اپنے مال، اپنی جان اور آبرو کی حفاظت کے لئے دوسرے کے آگے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی بلکہ مسلمان اپنے وسائل سے ہر سال ملک کے مختلف شہروں میں مسلم آبادی کے لئے مدرسہ، دار العلوم، اسکول، کالج، اسپتال، ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ قائم کرسکتے ہیں مگر اس کے لئے مسلمانوں کو مل کر کوئی مشترکہ اور متحدہ پروگرام بنانا ہوگا اور اس مقصد کے لئے ان اداروں کی دامے، درمے، قدمے، سخنے مدد کرنا ہوگی۔ اس مقصد سے ہم ان اداروں کی شیرازہ بندی اس طرح کریں کہ مسلمانوں کی روزمرہ کی زندگی اور معمولات سے براہ راست اس کا رابطہ اور تعلق قائم ہوجائے، اس کی ملک کے ہر ضلع، ہر شہر میں شاخیں قائم ہوں۔ سب مکاتب فکر کے علماء اور عوام اس سے وابستہ ہوجائیں۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ دین اسلام میں ہم مسلمانوں کے لئے مہد سے لیکر لحد تک ہر ہر لمحہ کے لئے ہدایت موجود ہے اس لیے بہتر ہے کہ مسلمان من حیث القوم اپنے اپنے مسلکوں پر قائم رہتے ہوئے اور اپنے اپنے نظریات کے مدارس اور دارالعلوم میں تدریس کے لئے عصری تعلیم، تکنیکی تعلیم اور دیگر علوم وفنون اور مہارت حاصل کرنے کے لئے اسکول، کالج، یونیورسٹی اور اسپتال، ہوٹل وغیرہ قائم کریں جن میں ہمارے مسلم بچے تعلیم حاصل کر کے ملک و ملت کی تعمیر میں ہاتھ بٹا سکیں۔

مسلم آبادی میں اضافہ مگر....

گزشتہ صدی میں پوری دنیا کی آبادی کے تناسب سے مسلمانوں کی آبادی میں بھی سات فیصد کا اضافہ ہوا ہے جبکہ عیسائیوں کی آبادی کا تناسب کم ہوا ہے۔ اس وقت دنیا کی آبادی چھ ارب سے زیادہ ہے جس میں ۲ء۱ارب مسلمان ہیں اور دو ارب عیسائی ہیں۔ یعنی ہر تین عیسائی پر دو مسلمان ہیں۔ اس کے بالمقابل ۱۹۰۰ء میں ہر تین عیسائیوں پر ایک مسلمان تھا۔

اعداد وشمار سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی مجموعی آبادی میں مسلمانوں کا اضافہ ۶ء۱۹ فیصد تک ہوا ہے، ان دو بڑے مذاہب کے علاوہ دیگر مذاہب اور فرقوں کے تناسب میں تغیر برائے نام ہی رہا ہے۔

> مسلمانوں کے یہاں کسی طرح کا کوئی منضبط مرکزی کام نہیں ہو پاتا ہے اور ہزاروں جگہ ان کی زکوۃ، فطرہ، چرم قربانی، خیرات اور عطیات کی رقوم منتشر ہوکر اپنی قوت کھو بیٹھتی ہیں۔ حقیقت میں دیکھا جائے تو کسی ایک مرکز کے تحت کام کرنا مشکل ہوتا ہے لیکن اگر ہم عزم کرلیں تو صرف قوتِ ارادی کی ضرورت ہے، اس کے بعد یہ کام مشکل نہیں رہے گا۔

رپورٹ میں عیسائی آبادی میں ہونے والی اس کمی کی تاویل کرتے ہوئے یہ کہا گیا ہے کہ ان ممالک میں جہاں عیسائیت سرکاری مذہب کی حیثیت رکھتی ہے وہاں کی شرح پیدائش مسلمان ممالک کی شرح پیدائش کے مقابلے میں کم ہے۔ حالانکہ صحیح بات یہ ہے کہ عیسائیوں کی آبادی کے تناسب میں یہ کمی شرح پیدائش میں کمی یا بیشی کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ اسلام کی ہدایت سے بہرہ ور ہونے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ لیکن اس حقیقت سے مذکورہ رپورٹ میں قصداً اعراض برتا گیا ہے اور مسلمانوں کی آبادی میں اضافے کے اس اہم سبب کو تجاہل عارفانہ برتتے ہوئے نظرانداز کردیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عیسائی مذہب مشنری و تبلیغی مذہب ہے۔ اس کے لئے یہ اعتراف گلے کی ہڈی سے کم نہیں کہ عالمی پیمانے پر اس کی مشنری کوششوں کے باوجود لوگ عیسائیت کے بجائے اسلام کی طرف زیادہ تیزی سے جارہے ہیں۔ عیسائی ادارے اور مشنریاں اس حقیقت سے واقف نہ ہوں، اسے بھی تسلیم نہیں کیا جاسکتا کیونکہ خود عیسائی مذہب کو چھوڑ کر اسلام کی طرف آنے کا سلسلہ سب سے زیادہ یوروپی ممالک ہی میں ہے۔ جہاں عیسائیت کا غلبہ ہے۔

دوسری طرف اسلام کے تعلق سے دنیا کی اس حقیقت حال میں مسلمانوں کے لئے مقام شکر بھی ہے اور مقام فکر بھی۔ مقام شکر یہ ہے کہ وہ ایک ایسے مذہب کے پیرو ہیں جس کی حقانیت کو تسلیم کرکے دنیا آہستہ آہستہ اس کی طرف آرہی ہے۔ مقام فکر یہ ہے کہ اسلام خود بھی ایک دعوتی و تبلیغی مذہب ہے اور مسلمان ایک داعی امت ہیں، لیکن وہ اپنے اس منصب اور فریضے سے غافل نہ ہوتی تو یقیناً لوگ اسلام کی طرف ایک ایک کرکے نہ آتے بلکہ جوق درجوق اسلام میں داخل ہوتے نظر آتے۔ غور کرنے اور سوچنے کی دوسری بات یہ ہے کہ مسلمانوں کی آبادی میں دوہرا اضافہ ہورہا ہے۔ ایک تو افزائش نسل کے فطری طریقے سے اور دوبرے نومسلموں کی شکل میں۔ لیکن اس اضافہ آبادی کے باوجود مسلمانوں کا وزن عالمی پیمانے پر کم ہوتا جارہا ہے۔ گزشتہ ایک صدی کا ہی جائزہ لیں تو مسلمان اپنا وزن کھو کر کہیں سے کہیں پہنچ چکے ہیں۔ اس کی ایک ہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کا تعلق اپنے دین اور ذہنی رہنما کتاب سے مسلسل کم ہوتا جارہا ہے اور دنیا سے محبت بڑھتی جارہی ہے۔ اگر امت کا یہی حال رہا تو مسلمانوں کی تعداد تو بڑھتی رہے گی لیکن ان کا وزن اسی طرح کم ہوتا رہے گا۔

پولیس سے گھبراہٹ کیوں؟

پولیس اور قانون سے عام آدمی خائف کیوں ہوتا ہے؟ اپنے مسائل کے حل کے لئے لوگ پولیس سے رجوع ہونے سے کیوں کتراتے ہیں۔ کیا ایک شہری کسی بھی وقت اپنی شکایت کے ازالہ کے لئے پولیس اسٹیشن جاسکتا ہے۔ ان سوالوں کا جواب تلاش کرنے کے لئے ابھی حال ہی میں دہلی میں ایک تنظیم نے سروے کرایا تھا جس کے ذریعہ پتہ چلا کہ عام آدمی پولیس اسٹیشن سے کیوں رجوع نہیں ہوتا ہے۔ پولیس اسٹیشن آنے والوں کا ہفتہ (PSVW) منانے کے دوران ہی معلوم ہوا کہ عام شہریوں میں لاء اینڈ آرڈر کی مشنری کے کام کاج اور اس کے فرائض کے تعلق سے زیادہ معلومات نہیں ہوتی یا عوام میں پولیس کی ذمہ داری کے بارے میں معلومات کم پائی جاتی ہیں۔ چنڈی گڑھ میں انسٹی ٹیوٹ برائے

(بقیہ صـ۱۴ پر)

توہین رسالت کے مرتکبین کے خلاف تادیبی کارروائی ضروری عمل، تاہم بلاتاخیر قانونی کارروائی کی جائے

مولانا حکیم الدین قاسمی، ناظم عمومی جمعیۃ علماء ہند

نئی دہلی: ۵ جون ۲۰۲۲: جمعیۃ علماء ہند کے جنرل سکریٹری مولانا حکیم الدین قاسمی نے اہانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ دار نوپور شرما وغیرہ کے خلاف بھارتیہ جنتا پارٹی کی تادیبی کارروائی کو ملک کے لیے ضروری اور بروقت عمل بتایا ہے۔ انھوں نے کہا کہ توہین رسالت سے بڑھ کوئی فرقہ پرستی نہیں اور نہ اس سے بڑی کوئی دل آزاری ہے، اس لیے ہم امید کرتے ہیں قانون نافذ کرنے والی ایجنسیاں ان کے خلاف بلاتاخیر قانونی کارروائی عمل میں لائیں گی اور قرار واقعی سزا دیں گی، نیز ایسے تمام افراد کے خلاف کارروائی ہوگی جو لگاتار اہانت رسول پر مصر ہیں۔ جمعیۃ علماء ہند نے حال میں منعقد ہونے والے اجلاس منتظمہ میں اس سلسلے میں ایک تجویز منظور کی تھی جس میں مطالبہ کیا گیا کہ تمام پیشوایان مذہب کی حرمت وعظمت کی حفاظت کے لیے ایسا قانون جلد وضع کیا جائے جس سے اس قسم کی فتنہ انگیزیوں کا سدباب ہو سکے۔ جمعیۃ علماء ہند کے صدر مولانا محمود اسعد مدنی نے سپریم کورٹ میں بھی ایک عرضی داخل کررکھی ہے کہ سپریم کورٹ اپنی جاری کردہ گائیڈ لائن پر عمل درآمد کے لیے سرکاروں کو مجبور کرے۔

جمعیۃ علماء ہند کے محترم صدر اور دارالعلوم دیوبند کے معاون مہتمم
امیرالھند حضرت مولانا قاری سیدمحمد عثمان صاحب منصورپوری نوراللہ مرقدہٗ
کی حیات و خدمات پر مشتمل
ہفت روزہ الجمعیۃ نئی دہلی کا
امیرالہند رابع نمبر
اپنی پوری شان کے ساتھ منظر عام پر آچکا ھے
صفحات: ۸۱۲ | سائز: ۲۳×۳۶/۸ | قیمت -/800
رابطہ: ہفت روزہ الجمعیۃ، مدنی ہال (بیسمینٹ) ۱، بہادرشاہ ظفر مارگ، نئی دہلی ۲
موبائل: 09868676489 — ای میل: aljamiatweekly@gmail.com

ضروری اعلان

آپ براہِ کرم مدتِ خریداری ختم ہوتے ہی زرِسالانہ ارسال فرمائیں۔ خط وکتابت میں خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔
ادائیگی کے طریقے: 1 بذریعہ منی آرڈر
2 Paytm یا PhonePe کے ذریعہ 9811198820 پر
ALJAMIAT WEEKLY
3 آن لائن ادائیگی کیلئے بینک اکاؤنٹ کی تفصیل
A/c. 912010065151263
Axis Bank, Branch: Chitranjan Park, N.D.
IFS Code : UTIB0000430

ہفت روزہ الجمعیۃ انٹرنیٹ پر بھی دستیاب ہے، لاگ آن کریں: www.aljamiat.in
رابطہ: 9811198820 ای۔میل: aljamiatweekly@gmail.com

شرح خریداری

سالانہ	200/-
ششماہی	100/-
فی پرچہ	5/-
پاکستان اور بنگلہ دیش کے لئے	2500/-
دیگر ممالک کے لئے	3000/-

رابطہ: منیجر ہفت روزہ الجمعیۃ مدنی ہال (بیسمینٹ) ۱، بہادرشاہ ظفر مارگ، نئی دہلی ۲
فون: 011-23311455

Printed & Published by Mohammad Taiyab Khan on behalf of Jamiat Trust Society printed at Shervani Art Printers, 1480, Qasimjan Street, Ballimaran, Delhi-6 and Published from Madani Hall,1, Bahadur Shah Zafar Marg, New Delhi-110002. Editor MOHD. SALIM, Ph. No. 23311455, 23317729, Fax No.: 23316173.

Designing & Composing: HUMRAN AZMI